وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا ترجمان

ماہنامہ وفاق المدارس ملتان

جلد نمبر ۲۰ شمارہ نمبر ۱۱/۱۲ ذی قعدہ/ذی الحجہ ۱۴۴۴ھ جون/جولائی ۲۰۲۳ء

بیاد

شمس العلماء
حضرت مولانا شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ

استاذ العلماء
حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ

محدث العصر
حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ

مفکر اسلام
حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ

جامع المعقول والمنقول
حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ

رئیس المحدثین
حضرت مولانا سلیم اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ

استاذ المحدثین
حضرت مولانا عبد الرزاق اسکندر رحمۃ اللہ علیہ

سرپرست

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم
صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق حقانی مدظلہم
سینئر نائب صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

مدیر اعلیٰ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہم
ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

مدیر

مولانا محمد احمد حافظ

خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ

وفاق المدارس العربیہ پاکستان گارڈن ٹاؤن شیر شاہ روڈ ملتان

فون نمبر 061-6514525-6514526-27 فیکس نمبر 061-6539485
Email:wifaqulmadaris@gmial.com web:www.wifaqulmadaris.org

ناشر: حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری ◉ مطبع: اقرا اختر پرنٹنگ پریس پرانی غلہ منڈی دولت گیٹ ملتان
شائع کردہ مرکزی دفتر وفاق المدارس العربیہ گارڈن ٹاؤن شیر شاہ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین

تدریب المعلمین......خوب سے خوب تر کی جستجو (تقدیم)	شیخ الحدیث مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہم	۴
تدریب المعلمین......اور اکابر وفاق کی کاوشیں (تمہید)	مولانا امداداللہ یوسف زئی مدظلہم	۶
تربیت معلمین کا نظم......ضرورت واہمیت		۹
معلمین درس نظامی کے لیے تدریب المعلمین کا لائحہ عمل		۱۱
ہدایات برائے جامعات ومدارس		۱۶
استاذ کی صفات		۱۷
تدریس کی تربیت		۲۱
کامیاب استاذ کی خوبیاں		۲۷
اساتذہ کا طلبہ سے رویہ اور بول چال		۳۵
اساتذہ کی عمومی کوتاہیاں		۳۸
ہدایات برائے مقدار خواندگی		۴۲
سفارشات برائے درجہ رابعہ		۴۳
سفارشات برائے درجہ ثالثہ		۷۲
سفارشات برائے درجہ ثانویہ عامہ سال دوم		۹۷
سفارشات برائے درجہ اولیٰ		۱۱۹

نوٹ: یہ شمارہ معمول کی اشاعت سے دوگنی ضخامت پر مشتمل ہے، اس کی قیمت: ۸۰ روپے ہے

سالانہ بدل اشتراک

بیرون ملک امریکہ، آسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور یورپی ممالک ۳۰ ڈالر-سعودی عرب، انڈیا اور متحدہ امارات وغیرہ ۲۳ ڈالر-ایران، بنگلہ دیش ۲۰ ڈالر-

اندرون ملک قیمت: فی شمارہ: 40 روپے، زرسالانہ مع ڈاک خرچ: 500 روپے

تدریبُ المعلّمین

اہدافِ تعلیم واُسلوبِ تدریس

﴿توثیق﴾

مجلس عاملہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

بااہتمام

وفاق المدارس العربیہ پاکستان

تقدیم

''تدریب المعلمین''......خوب سے خوب تر کی جستجو

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری دامت برکاتہم العالیہ
ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم!

الحمدللہ!......اللہ تعالیٰ کا بے پایاں کرم واحسان ہے کہ اس نے پاکستان کے دینی مدارس کو ''وفاق المدارس العربیہ'' جیسی بے مثال اجتماعیت سے نوازا۔ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی زمامِ کار جن اکابر علماء ہاتھوں کے میں ہے وہ نہ صرف اس کے استحکام کے لیے کوشاں رہتے ہیں بلکہ مزید ترقی کے لیے بھی فکرمند رہتے ہیں۔ ہماری کوشش رہتی ہے کہ وفاق المدارس العربیہ کے نظامِ امتحان ہی نہیں بلکہ دینی مدارس کے نظامِ تعلیم وتدریس کے استحکام اور ترقی کے لیے اپنی کوششیں بروئے کار لاتے رہیں۔

انہی میں سے ایک کاوش'' تدریب المعلمین'' کے حوالے سے ہے۔ بلاشبہ معلم اور استاذ کی ہر دور اور ہر معاشرے میں اہمیت مسلّم رہی ہے۔ اُستاذ قوم کے نونہالوں کے مستقبل کا معمار اور شخصیت ساز ہوتا ہے۔ کسی معاشرے کو راسخ فی العلم، اپنے فن میں ماہر، مخلص، صالح، فکرمند اور ہمدرد اساتذہ میسر آجائیں تو اسے ترقی کے زینے طے کرنے میں دیر نہیں لگتی۔

مدرّسین کے لیے تربیت کے مواقع فراہم کرنا اور تدریسِ کتب کے آسان ؛ عام فہم اور اَنفع اسالیب سے رُوشناس کرانا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ اسی اہمیت کے پیشِ نظر وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے اکابر علماء اور اراکین عاملہ مسلسل اس سوچ بچار میں تھے کہ وفاق کے تحت اساتذہ کی تربیت کا ایسا مثالی نظم وضع کیا جائے جو ہمارے نظامِ تعلیم وتربیت کو قوت فراہم کرے، جو ملک بھر میں یکساں نوعیت کی تدریس وتعلیم کا ضامن ہو، جو ہمارے اساتذہ کو تعلیم وتدریس کے میدان میں یکجہتی عطا کرے۔

الحمدللہ!......ہمارے قابل قدر رفقاء نے حضرت مولانا امداداللہ یوسفزئی مدظلہم (ناظم وفاق صوبہ سندھ) کی نگرانی وسرپرستی میں'' تدریب المعلمین'' کا ایسا شاندار نظم وضع کیا اور ایسی سفارشات مرتب کی ہیں جو بلامبالغہ آبِ زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔ اب یہ مجموعہ **''تدریب المعلمین ......اہدافِ تعلیم واسلوب تدریس''** کے عنوان سے آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

اس میں جہاں معلمین درس نظامی کی تربیت کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے وہیں تدریب المعلمین کا باقاعدہ لائحہ عمل بھی فراہم کیا گیا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ ''کامیاب تدریس کے اصول وضوابط'' کے ضمن میں ''درس کی تیاری''،''درس گاہ کا ماحول''،''طلبہ سے برتاؤ''،''طلبہ پر کنٹرول''،''سبق کا افہام وتفہیم''،''اعادہ دروس''،''کمزور طلبہ کیلئے خصوصی توجہات''،''تیاری امتحانات'' وغیرہ جیسے موضوعات کا احاطہ کیا گیا ہے۔اسی طرح ''کامیاب استاذ کی صفات'' کے ضمن میں نہایت اہم اور ضروری نکات کی طرف توجہ دلانے کے ساتھ ساتھ؛ اساتذہ کی بعض عمومی کوتاہیوں کی نشاندہی بھی کی گئی ہے جن سے احتراز لازمی ہے۔

اس کے علاوہ ثانویہ عامہ سال اول دوم اور ثانویہ خاصہ سال اول دوم میں پڑھائی جانے والی تمام کتب کے اسلوبِ تدریس، کتب کی مقدار خواندگی؛ کے لیے قابل عمل سفارشات پیش کی گئی ہیں۔

اس مجموعے کا صدر وفاق المدارس شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے بالاستیعاب مطالعہ فرمایا اور اسے بجا طور پر سراہا۔اسے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے حالیہ اجلاس مجلس عاملہ میں پیش کیا گیا تو تمام اراکین نے اس کی توثیق کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی جلد اشاعت کا بھی تقاضا کیا۔چناں چہ اب ماہنامہ ''وفاق المدارس'' کی اشاعت؛ ماہ ذیقعدہ/ ذوالحجہ ۱۴۴۴ھ میں اسے یکجا طور پر شائع کیا جا رہا ہے۔

ہمیں یہ اطلاع دیتے ہوئے خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ وفاق المدارس کے تحت ملک بھر میں ''تدریب المعلمین'' کے حوالے سے مرحلہ وار نشستوں کے اہتمام کا نظم طے پا گیا ہے۔ان شاء اللہ جلد تاریخ اور مقامات کا اعلان کر دیا جائے گا۔ان نشستوں میں تمام درجات کی کتبِ تفسیر وحدیث، کتبِ فقہ وفنون اور دیگر کتب کی تدریس کا عملی مظاہرہ کیا جائے گا اور شرکاء کو اس کی مشقیں بھی کروائی جائیں گی۔مدارس کے ارباب اہتمام سے گزارش ہے کہ ترجیحی بنیاد پر اپنے اساتذہ کو ان نشستوں میں شرکت کے لیے بھیجیں۔

دینی مدارس کے ارباب اہتمام سے یہ بھی گزارش ہے کہ ''تدریب المعلمین'' کے عنوان سے ماہنامہ ''وفاق المدارس'' کی اس خاص اشاعت کے مطالعے کے لیے اپنے اساتذہ کو خصوصی ترغیب دیں،کوشش کریں کہ تمام اساتذہ کو جمع کر کے اس کے مندرجات پر مذاکرہ ہو جائے۔الحمدللہ یہ ایسی کاوش ہے کہ کوئی بھی استاذ اس کے مطالعے سے مستغنی نہیں رہ سکتا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہماری ان کاوشوں اور کوششوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور یہ تمام تر محنت دینی مدارس اور نظام تعلیم وتدریس کی ترقی واستحکام کا ذریعہ بنے......آمین!۔

تمہید

تدریب المعلمین

اور اکابر وفاق کی کاوشیں

حضرت مولانا امداد اللہ یوسف زئی دامت برکاتہم العالیہ

ناظم وفاق المدارس صوبہ سندھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمده ونصلي علىٰ رسوله الكريم أما بعد!

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی مجلس عاملہ کا ایک سو پندرہواں اجلاس مورخہ 9 شوال 1443ھ بمطابق 11 مئی 2022ء بروز بدھ دارالعلوم کراچی میں منعقد ہوا، اجلاس میں دیگر امور کے علاوہ تدریب المعلمین کے لائحہ عمل اور نصاب کے سلسلے میں بھی مشاورت کی گئی اور یہ فیصلہ کیا گیا کہ درجہ کتب کے اساتذہ کی تدریب المعلمین کے حوالے سے بندے کی نگرانی میں درج ذیل کمیٹی تشکیل دی جائے:

حضرت مولانا امداد اللہ صاحب	جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی
حضرت مولانا حسین احمد صاحب	جامعہ عثمانیہ پشاور
حضرت مولانا مفتی عبد الرحیم صاحب	دارالعلوم چمن
حضرت مولانا قاضی عبد الرشید صاحب	دارالعلوم فاروقیہ راولپنڈی

تدریب المعلمین کی کمیٹی کا پہلا اجلاس:

29 ذوالقعدۃ 1443ھ

ابتدائی اجلاس سے قبل مولانا مفتی عبد الرحیم صاحب حج پر تشریف لے گئے تھے، کام کی نوعیت اور مشاورت کی سہولت کے پیش نظر ناظم اعلیٰ وفاق المدارس حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری صاحب زید مجدہم کی مشاورت سے کمیٹی میں درج ذیل افراد کا اضافہ کر دیا گیا:

حضرت مولانا راحت علی ہاشمی صاحب	جامعہ دارالعلوم کراچی
حضرت مولانا عبد الرزاق صاحب	جامعہ فاروقیہ کراچی

حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب　　　جامعہ بیت السلام کراچی

کمیٹی نے ماہ ذوالقعدہ 1443ھ میں اپنا پہلا اجلاس منعقد کیا، اجلاس میں درج ذیل امور طے ہوئے:

.1......تدریب المعلمین کا دائرہ کار دو قسم کے اساتذہ ہیں:

(1)......دینی جامعات و مدارس میں درجہ اولیٰ سے درجہ رابعہ تک پڑھانے والے مدرسین و اساتذہ۔

(2)......وفاق المدارس سے فاضل ہونے والے نئے مدرسین۔

2......تدریب المعلمین کا نصاب درج ذیل امور پر مشتمل ہوگا:

(1)......ہدایات برائے معلّمین

(2)......نظام و نصاب تربیت معلّمین

(3)......اہداف و مقاصد تعلیم و تعلم

(4)......طریقہ تدریس و تعلیم

(5)......سہ ماہی اور ماہانہ مقدار خواندگی

مذکورہ بالا امور کی ترتیب کا کام شرکائے مجلس میں تقسیم کیا گیا، جس کی تفصیل یہ ہے:

- "ہدایات برائے معلّمین "اور "نظام و نصاب تربیت معلمین " کا خاکہ اور ترتیب کی ذمہ داری مولانا راحت علی ہاشمی صاحب کو دی گئی۔
- ''اہداف و مقاصد تعلیم و تعلم'' کی ترتیب کی ذمہ داری بندہ کو دی گئی، اس سلسلے میں ملک کے نامور جامعات کو ایک سوال نامہ بھی بھیجا گیا، جس کی روشنی میں اہداف و مقاصد تعلیم و تعلم کو ترتیب دیا گیا۔
- ''طریقہ تدریس و تعلیم '' کی ترتیب کی ذمہ داری مولانا عبدالستار صاحب کو دی گئی۔
- ''سہ ماہی اور ماہانہ مقدار خواندگی'' کی ترتیب کی ذمہ داری مولانا عبدالرزاق صاحب کو دی گئی۔

تدریب المعلمین کی کمیٹی کا دوسرا اجلاس اجلاس:

مورخہ 5 ربیع الثانی 1444ھ کو کمیٹی کا دوسرا اجلاس منعقد ہوا، جس میں گذشتہ اجلاس کے طے شدہ امور اور مرتب شدہ مواد پر تفصیلی غور کیا گیا اور کئی تجاویز اور سفارشات میں مشاورت سے ترامیم کی گئیں اور یہ طے کیا گیا کہ مرتب شدہ مواد کا تفصیلی جائزہ لینے کے لیے جامعہ بنوری ٹاؤن، جامعہ دارالعلوم کراچی، جامعہ فاروقیہ اور جامعہ بیت السلام کے اساتذہ آپس میں مشاورت کریں اور چاروں اداروں سے دو دو اساتذہ کی ایک ذیلی کمیٹی تشکیل دی

جائے جو متفقہ آراء مرتب کرے۔

تدریب المعلمین کی ذیلی کمیٹی کا اجلاس:

اہداف تعلیم وتعلّم پر تفصیلی مشاورت کے لیے ذیلی کمیٹی کا اجلاس مورخہ 7 ربیع الثانی 1444ھ کو جامعہ بنوری ٹاؤن میں منعقد ہوا، جس میں غور وخوض کے بعد متفقہ اہداف تعلیم وتعلّم مرتب کیے گئے۔

تدریب المعلمین کمیٹی کا تیسرا اجلاس:

مورخہ 29 ربیع الثانی 1444ھ بروز جمعرات جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی میں ''تدریب المعلمین'' کی تجاویز وسفارشات پر اجلاس منعقد ہوا اجلاس میں طے شدہ تمام امور اوران کے مواد پر غور کیا گیا، کچھ جزوی ترامیم اور اصلاحات کی گئیں اور ''تدریب المعلمین'' کے خاکے، طریقہ کار اور نصاب پر اطمینان کا اظہار کیا گیا، البتہ طریقہء تدریس سے متعلق مواد میں کچھ تفصیلی مشاورت کی ضرورت محسوس کی گئی، چنانچہ اس کے لیے مورخہ یکم جمادی الاولیٰ 1444ھ کو ''تدریب المعلمین'' کی ذیلی کمیٹی کے شرکاء کا دوسرا اجلاس ہوا اور طریقہ تدریس کے مواد پر تفصیلی غور وخوض ہونے کے بعد اتفاق رائے کرلیا گیا۔

مذکورہ بالا اجلاسوں کے نتیجے میں ''تدریب المعلمین'' سے متعلق سفارشات وتجاویز مرتب کر کے مزید غور وفکر کے لیے ارسال کی جارہی ہیں۔

فقط والسلام

(مولانا) امداد اللہ یوسف زئی

تربیت معلّمین کا نظم ......ضرورت واہمیت

اس سلسلے میں مشاورت کے بعد درج ذیل ترتیب تجویز کی گئی:

1......صوبائی سطح پر ایک روزہ نشست برائے ناظم تعلیمات وصدر مدرس:

ملک کے تمام صوبوں میں صوبائی سطح پر تدریب المعلمین کے سلسلے میں ایک نشست منعقد کی جائے جس میں ہر مدرسہ کے ناظم تعلیمات اور صدر مدرس یا کسی دوسرے باذوق مدرس کی شرکت لازمی ہو یہ مجلس ڈیڑھ سے دو گھنٹے دورانیہ کی تین نشست پر مشتمل ہو:

☆......پہلی نشست: اکابر علما اور وفاق کے عہدیداران میں سے دو علماء کا تدریب المعلمین کی اہمیت پر بیان ہو۔

☆......دوسری نشست: بطور نمونہ صرف، نحو اور فقہ کے موضوع پر تدریسی؛ فنی تربیت کے حوالے سے ورک شاپ پیش کی جائے اور آئندہ فنی تدریسی تربیت کا طریقہ کار بھی واضح کر دیا جائے۔

☆......تیسری نشست: تعلیمی نفسیات اور مدرسین کی صفات وغیرہ سے متعلق ہدایات پر بیان کیا جائے۔

2......صوبائی سطح پر دوروزہ نشست برائے منتخب اساتذہ (مربی):

ملک کے تمام صوبوں میں صوبائی سطح پر تدریب المعلمین کے سلسلے میں دوسری نشست ان منتخب علماء کی رکھی جائے جو ضلعی سطح پر اساتذہ کی تربیت کرنے کی ذمہ داری نبھانے کی صلاحیت رکھتے ہوں اس سلسلے ایسے ماہر تجربہ کار اور باذوق مدرسین کا انتخاب کیا جائے جو کم از کم دس سالہ تدریس کا تجربہ رکھتے ہوں۔

یہ مجلس چار نشستوں پر مشتمل ہو:

☆......پہلی نشست: اکابر علماء اور وفاق کے عہدیداران میں سے دو علماء کا تدریب المعلمین کی اہمیت پر بیان ہو۔

☆......دوسری نشست: تعلیمی نفسیات اور مدرسین کی صفات وغیرہ سے متعلق ہدایات پر بیان کیا جائے۔

☆......تیسری نشست: درجہ اُولی اور ثانیہ کی تمام کتابوں کے مقاصد، تعلیم وتعلّم، طریقۂ تدریس اور مقدارِ خواندگی پیش کی جائے۔

☆......چوتھی نشست: درجہ ثالثہ اور رابعہ کی تمام کتابوں کے مقاصد، تعلیم وتعلّم، طریقۂ تدریس اور مقدارِ خواندگی پیش کی جائے۔

3.......ضلعی سطح پر دوروزہ نشست برائے اساتذہ کرام:

ملک کے تمام صوبوں میں ضلعی سطح پر تدریب المعلمین کے سلسلے میں تیسری نشست مدارس کے اساتذہ کے لیے رکھی جائے جس میں درجہ رابعہ تک تدریس کرنے والے اساتذہ کرام شرکت فرمائیں اور انہیں تدریب المعلمین کے نظم سے واقف اور تربیت یافتہ مدرسین تربیت دیں، یہ نشست ہر ضلعے میں منعقد ہو اور شرکاء کی تعداد میں اضافہ کی صورت میں کئی مقامات پر منعقد کی جائے۔ایک نشست کے شرکاء کی زیادہ سے زیادہ تعداد 40 ہو۔

یہ مجلس چار نشستوں پر مشتمل ہو جس میں:

☆......پہلی نشست: اکابر علماء اور وفاق کے عہدیداران میں سے دو علماء کا تدریب المعلمین کی اہمیت پر بیان ہو۔

☆......دوسری نشست: تعلیمی نفسیات اور مدرسین کی صفات وغیرہ سے متعلق ہدایات پر بیان کیا جائے۔

☆......تیسری نشست: درجہ اولی اور ثانیہ کی تمام کتابوں کے مقاصد، تعلیم و تعلُّم، طریقہ تدریس اور مقدارِ خواندگی پیش کی جائے۔

☆......چوتھی نشست: درجہ ثالثہ اور رابعہ کی تمام کتابوں کے مقاصد، تعلیم و تعلُّم، طریقہ تدریس اور مقدارِ خواندگی پیش کی جائے۔

4.......مدارس کی سطح پر خصوصی نشست برائے اساتذہ کرام:

وفاق المدارس سے منسلک مدارس اور جامعات میں سے جو ادارے تدریب المعلمین کے سلسلے میں اپنے اساتذہ کے لیے انفرادی نشست رکھنا چاہیں تو ان کے لیے انفرادی نشست کا بھی اہتمام کیا جائے، یہ نشست تدریب المعلمین کے مسؤلین سے مشاورت کر کے حسبِ ترتیب منعقد کی جاسکتی ہے۔

5.......جدید فضلاء کے لیے صوبائی سطح پر نشست:

وفاق المدارس العربیہ کے جدید فضلاء کے لیے سالانہ امتحانات کے بعد صوبائی سطح پر شعبان کے مہینے میں پندرہ روزہ تدریب المعلمین کی نشست منعقد کی جائے جس کی ترتیب حسب ذیل ہو:

☆......اس نشست میں شرکت کے لیے درجہ سابعہ کے سالانہ امتحان میں جید جداً کی تقدیر سے کامیابی لازمی ہو جبکہ ممتاز تقدیر والے طلبہ قابل ترجیح ہوں۔

☆......نشست کے شرکاء کے لیے وفاق المدارس باقاعدہ رجسٹریشن کرے۔

☆......نشست میں شریک طالب علم کی دفتر وفاق سے اس کی سہولت کے مطابق تشکیل کی جائے۔

☆......ایک جماعت میں شرکاء کی تعداد 40 سے زیادہ نہ ہو، شرکاء کی تعداد زیادہ ہونے کی صورت ہر صوبے میں مزید جماعتیں تشکیل دی جائیں تاکہ تدریب کا عمل زیادہ سے زیادہ ثمر آور اور مفید ہو۔

☆......کورس میں اکابر علماء اور وفاق کے عہدیداران کا تدریب المعلمین کی اہمیت پر بیان ہو۔

☆......تعلیمی نفسیات اور مدرسین کی صفات وغیرہ سے متعلق ہدایات پر مستقل کلاسیں ہوں۔

☆......درجہ اولیٰ سے رابعہ تک تمام کتابوں کے مقاصد، تعلیم و تعلیم، طریقہ تدریس اور مقدار خواندگی سمجھائی جائے۔

☆......کچھ کتابوں کی عملی تدریس کی مشق بھی کرائی جائے۔

☆......تقریری اور تحریری امتحان لینے کی تربیت بھی کی جائے اور کچھ کتابوں کے سوال نامے بنوائے جائیں۔

☆......شرکائے کورس کا امتحان لیا جائے اور اس کا نظم دفتر وفاق سے طے ہو جائے۔

☆......امتحان کا نظم ہو اور کامیاب طلبہ کو شرکت کا ''شہادت نامہ'' بھی دیا جائے۔

معلّمین درس نظامی کے لیے تدریب المعلمین کا لائحہ عمل

تدریب المعلمین کے حوالے سے درج ذیل موضوعات پر مواد جمع کرنے اور اسے نصاب کی شکل دینے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے:

۱۔ مقام تعلیم کا تعین

۲۔ اساتذہ میں مطالعہ کے ذوق میں اضافہ کی ضرورت

۳۔ موضوع سے متعلق جدید کتب کا مطالعہ اور کارآمد مواد کا سبق میں استعمال

۴۔ تعلیم کے ساتھ تطبیق (قدیم اصولوں کو جدید حالات اور معاملات پر منطبق کرنا)

۵۔ تعلیم میں تدریج کے اصول کو پیش نظر رکھنا

۶۔ طلبہ کی عملی و ذہنی سطح پیش نظر رکھنا

۷۔ طلبہ کی نفسیات سمجھنا

۸۔ نفسیات کو سامنے رکھتے ہوئے تعلیم دینا

۹۔ تعلیم میں جدید وسائل کا استعمال مثلاً بورڈ، ملٹی میڈیا وغیرہ

۱۰۔ تعلیم میں طلبہ کے زیادہ سے زیادہ حواس کے استعمال کی کوشش

۱۱۔ طلبہ کی فکری تربیت

۱۲۔ طلبہ کی اخلاقی تربیت

۱۳۔ ہر طالب علم پر انفرادی توجہ

۱۴۔ طلبہ کے ساتھ اساتذہ کا رویہ

۱۵۔ طلبہ کی ضروریات کا خیال رکھنا

۱۶۔ استاذ کے لیے نظم و نسق کی پابندی کی اہمیت

۱۷۔ طلبہ کو نظم و نسق کی پابندی کی تربیت

۱۸۔ طلبہ کو سوالات کی اجازت

۱۹۔ درس گاہ کے ماحول کو کیسے خوش گوار رکھا جائے؟

۲۰۔ تعلیم میں مضمون اصل ہو اور کتاب رہنمائی کا ذریعہ یا اسکے برعکس؟

۲۱۔ سبق کی تیاری کے لیے رہنما اصول

۲۲۔ کونسا موضوع کیسے پڑھایا جائے؟

۲۳۔ درس نظامی کی ہر کتاب کی تدریس کا طریقہ کار

۲۴۔ تقسیم اسباق میں اساتذہ کی فن سے مناسبت کو ملحوظ رکھنا

۲۵۔ اکابر کا اندازِ تدریس

۲۶۔ اساتذہ کا مدرسہ کی انتظامیہ سے تعلق اور رویہ

۲۷۔ تدریس اور انتظامی امور میں توازن

۲۸۔ اہتمام مدرسہ کیلئے ضابطہ اخلاق اور حدود و قیود

۲۹۔ اساتذہ کو درپیش عملی مشکلات اور ان کا حل

۳۰۔ معاشرتی آداب کی رعایت اور اس حوالے سے طلبہ کی تربیت

ان موضوعات کو ملحوظ رکھتے ہوئے تربیتی اجتماع منعقد کرنے کی ایک ترتیب حسب ذیل ہوسکتی ہے:

تربیتی اجتماع اور اسکے موضوعات

تدریب المعلمین کے حوالے سے چند عنوانات ایسے ہیں جو ہمارے نظام تعلیم کے تقریباً تمام شعبوں میں مشترک ہیں، فی الحال اگر ان مشترک عنوانات پر بات کی جائے تو امید ہے کہ ان شاء اللہ اس سے تمام اساتذہ کرام

فائدہ محسوس کریں گے، اس کے بعد ان شاء اللہ عصری تعلیم کے اساتذہ کے لیے الگ، حفظ وناظرہ کے اساتذہ کے لیے الگ، اور درس نظامی کے اساتذہ کے لیے الگ کورس رکھوائے جائیں، مشترک مقاصد کے لئے سہ روزہ دورہ اس طرح رکھا جاسکتا ہے کہ روزانہ ڈیڑھ گھنٹہ گفتگو ہو جس کے عنوانات یہ ہوسکتے ہیں:

(۱) پہلے دن کے عنوانات یہ ہوسکتے ہیں:

نمبر شمار	اہم عنوانات
۱	اِخلاص وللّٰہیت
۲	طلبہ سے گہری ہمدردی اور شفقت ومحبت
۳	ان کے بارے میں عنداللہ ماجور اور ماخوذ ہونے کا احساس
۴	ان کے علم اور کردار کو سنوارنے کی دُھن
۵	حوصلہ افزائی، مگر اس طرح کہ جس سے دوسرے طلبہ احساس کمتری کا شکار نہ ہوں
۶	طلبہ کے ساتھ نہ حد سے زیادہ بے تکلفی ہو کہ گستاخ بن جائیں، نہ اتنی سنجیدگی اور رُعب ہو کہ وہ ضروری سوال کرنے سے بھی ہچکچانے لگیں۔

(۲) دوسرے دن کے عنوانات یہ ہوسکتے ہیں:

نمبر شمار	اہم عنوانات
۱	درس سے دلچسپی پیدا کرنا
۲	درس کی پورے اہتمام سے تیاری
۳	رجوع الی اللہ اور دعا کا اہتمام
۴	طلبہ میں متعلقہ فن میں دلچسپی پیدا کرنا، اور ان کے دلوں میں اس کی اہمیت وافادیت راسخ کرنا استاذ کے لیے کامیابی کی کلید ہے، کامیاب مدرس کے لیے کامل مطالعہ بہت ضروری ہے۔ مدرس کا فریضہ ہے کہ وقت پر درس گاہ میں حاضر ہو، استاذ کو درس گاہ میں ایسے بیٹھنا چاہیے جس میں وقار بھی ہو، اور عاجزی ومسکنت بھی، چستی بھی ہو اور تیقظ بھی۔
۵	طلبہ کا معمول بنادیں کہ ان کی نظر استاذ یا کتاب ہی کی طرف رہے۔
۶	سبق کی تقریر کے دوران سب سے زیادہ زور تسہیل فہم پر ہونا چاہیے، سبق سننے کا بہت اہتمام کریں۔
۷	بڑوں کا احترام کریں۔

۸ تصادم اور مزاحمت سے گریز کریں۔

۹ اپنی پوری تنقیدی قوت اپنی کوتاہیاں پکڑنے میں صرف کریں، اس سے تنقیدی قوت کو صحیح مصرف مل جائے گا، اور یہ موجب فتنہ نہ بنے گی، خواہ مخواہ مصلح بن کر فتنہ پیدا نہ کریں۔

۱۰ حسنِ تعلیم، حسنِ مطالعہ، حسنِ تقریر و تفہیم جیسی خوبیوں پر اپنی توجہ صرف کریں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی دو خوبیاں اور نشانیاں جن کا چالیس سال تک مظاہرہ کروایا گیا وہ امانت اور صداقت ہیں، معلم چوں کہ نائبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس لئے اسے انتہائی درجہ کا امین اور صادق ہونا چاہئے، احادیث میں طلبہ کے جو فضائل آئے ہیں انہیں مستحضر رکھیں۔

۱۱ استاد کو چاہیے کہ وہ طلبہ کو اپنے معاش و معاد، دونوں کا محسن سمجھے۔

۱۲ طالب علم پر سختی بالغیر ہوتی ہے، اور شفقت بالذات ہوتی ہے، اکابر اساتذہ سے رابطہ میں رہیں اور ان میں سے کسی کو باقاعدہ مربی بنا کر ان کی ہدایات پر عمل کریں۔

(۳) تیسرے دن کے عنوانات حسب ذیل مناسب معلوم ہوتے ہیں:

نمبر شمار	اہم عنوانات
۱	مقاصد تعلیم کی تعیین۔
۲	حتی الامکان قدامت اور اسلاف کے طور طریقوں کو اختیار کرنے کی کوشش کریں۔
۳	تعلیم میں تدریج کے اصول کو پیش نظر رکھنا۔
۴	طلبہ کی نفسیات کا گہرا مطالعہ، ہر ہر طالب علم کی ذہنی سطح، نفسیاتی کمزوریوں اور خوبیوں کو سامنے رکھتے ہوئے ہر ایک پر انفرادی توجہ مرکوز کرنا۔
۵	طلبہ کی فکری تربیت کا خیال رکھنا۔
۶	طلبہ کی اخلاقی تربیت کا خیال رکھنا۔
۷	درس گاہ کے ماحول کو کیسے خوشگوار بنایا جائے؟۔
۸	معاشرتی آداب کی رعایت اور اس حوالے سے تربیت پر توجہ دینا۔

نوٹ: تربیت کے حوالے سے عصری ماہرین سے بھی مدد لی جاسکتی ہے مثلاً نظام الاوقات (ٹائم مینجمنٹ) کے ماہرین کے تربیتی اجلاس رکھے جاسکتے ہیں اسی طرح ان موضوعات پر بزرگ حضرات کے بیانات بھی رکھے جاسکتے ہیں۔

موضوع وار تدریسی تربیت:

ابتدائی مدرس کو بالعموم با قاعدہ تربیت دینے کی ضرورت ہے، کچھ عرصہ کے تجربے کے بعد تو اکثر حضرات اپنے اپنے اسباق میں تدریسی مہارت حاصل کر لیتے ہیں، چونکہ ابتدائی مدرسین کے پاس عموماً اسباق ابتدائی درجات کے ہوتے ہیں، اس لیے ابتدائی مضامین کی تدریس کے سلسلے میں چند اہم نکات پیش نظر رکھنا ضروری ہیں؛ یہ اہم نکات درج ذیل ہیں:

وضاحت:......اسکے لئے حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم کی تحریر جو مطبوعہ شکل میں بھی دستیاب ہے "کتب درس نظامی کیسے پڑھائیں" کو سامنے رکھا جاسکتا ہے۔ درجہ تحفیظ کے لیے حضرت قاری یٰسین صاحب مدظلہم فیصل آبادی کی کتاب سامنے رکھی جاسکتی ہے۔

(اس موضوع پر مطبوعہ تقاریر و کتب سے مدد لی جائے گی)

تدریب المعلمین کیلئے معاون کتب:

۱۔	رموزِ تدریس و تربیت	(مدرسہ عثمانیہ بہادر آباد)
۲۔	مجموعہ مقالات جلد اول و دوم	(مولانا مشرف علی تھانوی رحمہ اللہ-لاہور)
۳۔	مثالی استاذ حصہ اول و دوم	(مولانا حنیف عبدالمجید صاحب)
۴۔	تحفۃ العلماء	(ادارہ تالیفات اشرفیہ)
۵	آداب زرین برائے طلبہ و مدرسین	(محمد یوسف ایوبی۔ ناشر احمد بخش پراچہ)
۶۔	تحفۃ المدارس	(ادارہ تالیفات اشرفیہ)
۷۔	ہمارا تعلیمی نظام	(حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم)
۸۔	درسِ نظامی کی کتابیں کیسے پڑھائیں؟	(حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم)
۹۔	معاشرہ میں استاذ کا مقام	(مس شہناز اختر، ادارہ اشاعت علومِ اسلامیہ ملتان)
۱۰۔	اسلامی نظامِ تعلیم کا عملی خاکہ	(استاذ صدیقی لاہور)
۱۱۔	کتابوں کی درسگاہ میں	(مولانا ابن الحسن عباسیؒ)
۱۲۔	امداد المدرسین	(حضرت مولانا نذیر احمد رحمۃ اللہ علیہ)
۱۳۔	رحمۃ المتعلمین	

۱۴۔ آداب المعلمین

۱۵۔ تعلیم المتعلم (علامہ زرنوجی رحمہ اللہ)

۱۶۔ اصولِ تدریس (مولانا محمد نواز نقشبندی۔ ملتان)

۱۷۔ اولاد کی تربیت قرآن وحدیث کی روشنی میں (احمد خلیل جمعہ۔ بیت العلوم لاہور)

۱۸۔ اسلام اور تربیت اولاد (مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار رحمہ اللہ)

۱۹۔ الدورۃ التدریبیۃ للمدرسین

۲۰۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بحثیت معلم (ڈاکٹر فضلِ الٰہی)

۲۱۔ رہنمائے مدرسین (قاری محمد طاہر صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

۲۲۔ خیر القرون کی درس گاہیں اور انکا نظامِ تعلیم وتربیت (قاضی اطہر مارک پوری)

۲۳۔ الرسول المعلم (شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمۃ اللہ علیہ)

نوٹ: تربیتی کتابوں کا نام بطور مثال ہے دیگر ایسی کتب شامل کی جاسکتی ہیں۔

ہدایات برائے جامعات ومدارس از وفاق المدارس

۱۔ مدارس اور جامعات اپنے ہاں دار المطالعہ قائم کریں جس میں تربیتی موضوعات کی کتابیں ہوں اور اساتذہ کرام کو ان کے مطالعے کا پابند بنائیں، بالخصوص نئے اساتذہ کرام کو تربیت وتعلیم کے موضوع پر منتخب کتب کے مطالعہ کا پابند بنایا جائے اور ان کے مطالعہ کی نگرانی یا تصدیق بھی کریں۔ اس موضوع پر اساتذہ کرام کی باہمی مشاورت کا ماحول بنایا جائے۔

۲۔ اپنے ہاں اساتذہ کرام کی ماہانہ تربیتی نشست منعقد کریں، جس میں اپنے ہاں کے بزرگ اساتذہ کرام کا بیان کرایا جائے، یا کسی بزرگ کی تربیتی موضوع کی تحریر یا تصنیف تھوڑی تھوڑی پڑھ کر سنائی جائے۔

۳۔ اپنے اساتذہ کرام کو اہل اللہ سے اصلاحی تعلق قائم کرنے کی ترغیب دی جائے۔

۴۔ طلبہ کی تربیت کی طرف متوجہ اساتذہ کرام کی حوصلہ افزائی کی جائے اور ان کی رہنمائی بھی کی جائے۔

۵۔ گاہے گاہے تربیتی موضوعات پر بات کرنے والے دیگر مہمان بزرگ اساتذہ کو اپنے ہاں مدعو کیا جائے، بالخصوص فنی کتابوں کے ماہرین کا بیان کرایا جائے۔

۶۔ جدید اساتذہ کے تقرر کے وقت اہل تربیت اور اہل اصلاح کو ترجیح دی جائے، یا ان کے تقرر کو کسی مصلح

متبع سنت سے تعلق قائم کرنے پر موقوف یا مشروط رکھا جائے۔

۷۔ اپنے اساتذہ کے مشاہرہ میں سالانہ ترقی واضافہ کے وقت دیگر امور کے علاوہ تربیتی کیفیت کو بھی ملحوظ رکھا جائے۔

۸۔ وفاق المدارس کی جانب سے مقررہ تربیتی دورے یا تربیتی نشستوں میں ان اساتذہ کی شرکت کا اہتمام کیا جائے۔

۹۔ کسی بھی مدرس کو اسباق سپرد کرنے میں اس کا لحاظ رکھیں کہ استاذ اس مضمون کو پڑھانے کا ذوق رکھتا ہو اوراس کتاب سے پہلے کی کتب بخوبی پڑھانے کا تجربہ رکھتا ہو۔

۱۰۔ مدارس تقسیم اسباق میں اس کا بھی لحاظ رکھیں کہ ہر مرحلے کے استاذ سے اس مرحلے کی اہم کتب کی تدریس تدریجی طور پر کرائی جائے اوران کے ذوق کو ملحوظ رکھتے ہوئے کسی ایک فن کی کتب مستقل طور پر انہیں دی جائیں تاکہ ہر مدرس کسی ایک فن میں اختصاصی درجے کا حامل ہو جائے۔

استاذ کی صفات

۱ شخصی/انفرادی اخلاقیات

۲ استاذ کی شخصی خوبیاں

۳ کامیاب استاذ کی خوبیاں

۴ اساتذہ کا طلبہ کے ساتھ رویہ اور گفتگو

۵ اساتذہ کی عمومی کوتاہیاں

شخصی/انفرادی اخلاقیات

مدرس ومعلم کے لیے مندرجہ ذیل متعلقات ہوتے ہیں جن میں سے ہر ایک تعلق کو نباہنا اوراس کا حق ادا کرنا معلم ومدرس کے فرائض منصبی کا حصہ ہے، اوراس کے آداب کا لحاظ ان کی اخلاقی تربیت کا حصہ ہے۔

معلم کے تعلقات کا دائرہ (بحیثیت معلم ومدرس):

☆ اہل انتظام سے تعلق: (مدیر مدرسہ، ناظم تعلیمات، نگران تعلیمات، استاذ جماعت وغیرہ)

☆ اپنے ہم عصر ہم پیشہ افراد سے تعلق، معاونت، مشاورت، باہمی تکریم وتحسین۔

☆ طلبہ سے تعلق (ان کی تعلیمی کیفیت کو پروان چڑھانا، ان کی اخلاقی تربیت کرنا، ان سے انتقام نہ لینا، ان

سے لالچ نہ رکھنا وغیرہ)

☆ طلبہ کے سرپرست/ والد سے تعلق (طالب علم کی تعلیم وتربیت میں ان کا تعاون حاصل کرنا، ان کے بچے کے حالات سے انہیں باخبر رکھنا، اپنے منصبی وقار کو ملحوظ رکھنا)۔

☆ تعلیم سے فراغت کے بعد طلبہ سے تعلق (ان کی رہنمائی کرنا، مفید مشورے دینا، ان کی صلاحیتوں کو بہتر طور پر استعمال کرانا وغیرہ)۔

مذکورہ تعلقات کے حقوق ادا کرنے کے چند ضروری آداب ہیں، ان کی تربیت حاصل کرنا مدرس ومعلم کیلئے ناگزیر ہے، ان امور سے متعلق چند اہم آداب کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

شخصی اخلاقیات:

ہمارے اکابر معلم کے لئے جس تربیت کی کمی محسوس کرتے ہوئے اس کے ازالے کے اہتمام کی تلقین فرماتے ہیں اس سے مراد دراصل اخلاقی تربیت ہی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جس آدمی کے حوالے ہم نئی نسل کے نونہال کر رہے ہیں اس میں لالچ اور حرص نہ ہو، حسد نہ ہو، تکبر نہ ہو، باہمی چپقلش سے محفوظ ہو، جاہ طلب نہ ہو، حب مال اور جلبِ زَر کا متوالا نہ ہو بلکہ اس کے اندر اخلاص، ایثار، تعمیر ملت کا جذبہ اور تربیتِ طلبہ کا ذوق ہو، زاہدانہ طبیعت اور صبر وشکر کا عادی ہو، اتباعِ سنت کو زندگی کا نصب العین بنا رکھا ہو، ہر کام میں رضائے الٰہی کا حصول، اشاعتِ دین اور اعلائے کلمۃ اللہ پیش نظر رکھتا ہو، اپنی اس مجموعی اخلاقی کیفیت کی عمدگی کے نتیجہ میں اس میں مندرجہ ذیل کیفیات پائی جاتی ہوں جو اسے ایک قابل قدر مدرس ثابت کریں:

منتظمین سے تعلقات:

☆......وہ اپنے منتظمین بالا سے مخلص رہے، ان کے مزاج ومذاق کی رعایت رکھے، ان کی ہدایات کا پابند رہے، تکبر وعناد کا رویہ اختیار نہ کرے۔

☆......ادارہ اور مدرسہ کے قواعد وضوابط کی خود بھی پابندی کرے اور ضوابط وقواعد میں جن باتوں کا تعلق طلبہ سے ہو، اس میں طلبہ سے پابندی کرانے میں معاون بنے۔

☆......رزاق اللہ تعالیٰ ہی کو سمجھے مگر ذریعہ رزق کا بھی ادب واحترام قائم رکھے۔

☆......ادارے کے خلاف کوئی علانیہ یا خفیہ کارروائی نہ کرے، فکری یا طبعی مناسبت نہ ہو تو تسریح بالاحسان کرے۔

☆......اپنی نظر میں یا اپنے تجربے میں جو بات تعلیم یا تربیت طلبہ سے متعلق مفید ثابت ہو اس کو مناسب طریقہ پر گوش

گذارضرور کردے مگر اس پر عمل کرانے کے درپے نہ رہے، کوئی شکایت پیش آئے تو منتظمینِ بالا سے اس کا اظہار کردے۔

☆......کچھ نہ کچھ خلافِ طبع ہر جگہ پیش آجاتا ہے، معمولی معمولی باتوں کو مسئلہ نہ بنائے تحمل اور درگذر سے کام لینے کی عادت رکھے۔

رفقائے تدریس سے تعلقات:

اپنے دیگر رفقائے تدریس کا دل سے احترام کرے، ان سے مستفید ہونے کی کوشش کرے، ان پر تنقید یا اپنے درس میں کسی دوسرے استاذ پر تعریض نہ کرے۔

طلبہ کے سامنے دوسروں سے خود کو بہتر یا برتر ثابت کرنے سے گریز کرے، دوسروں کی خوبیوں کا اعتراف کرے، اجتماعی امور میں ایک دوسرے کے تعاون کو سراہے۔

طلبہ سے تعلقات:

☆......طلبہ کے ساتھ باوقار طریقے سے رہے، ان سے کسی قسم کے مالی یا مادی فائدے کا طلب گار نہ ہو۔

☆......ان سے تعلقات میں پاکیزگی قائم رکھے، کسی قسم کا قابل اعتراض تعلق نہ رکھے، جسمانی خدمت لینے سے احتراز کرے۔

☆......ان کی غلطیوں پر تنبیہ کی کارروائی تو حسب ضرورت کرے لیکن اس تنبیہی کارروائی میں انتقامی انداز اختیار نہ کرے، ان کی تحقیر و تذلیل سے احتراز کرے، اپنی امارت یا آسودہ حالی کا بے جا اظہار بھی نہ کرے۔

☆......اپنی گفتگو میں شائستگی قائم رکھے۔

☆......طلبہ سے دوسروں کی معلومات نہ لے، انہیں تجسس و تحسس میں نہ لگائے۔

☆......اپنی ذمہ داریوں کو خود پورا کرے طلبہ پر نہ ڈالے۔

☆......اپنی طرف سے زیادتی ہوجانے پر مناسب طریقے سے معافی تلافی کی صورت اختیار کرے۔

☆......طلبہ کی تربیت کو بھی اپنی ذمہ داری سمجھے۔

☆......اپنے تلامذہ کے لیے دعا کا اہتمام کرے، انہیں اپنے لئے صدقہ جاریہ سمجھے۔

سرپرست سے تعلقات:

طلبہ کے سرپرستوں سے رابطہ رکھنے میں طلبہ کی ہی تعلیم و تربیت اور اس میں ان کی ترقی و استحکام کو پیش نظر رکھے۔

سرپرستوں سے تعلقات کو ذاتی مفادات یا کسی قسم کی مراعات حاصل کرنے کا ذریعہ نہ بنائے۔خوددَار بن کر رہے، طالب علم کی تعلیم وتربیت کے معاملات میں حسبِ ضرورت ان سے تعاون لیتا رہے اور انہیں طالب علم کی صورتحال سے اعتدال کے ساتھ باخبر رکھے، نہ تو بالکل ناامید کرے نہ مبالغہ آرائی سے کام لے کر طالب علم کو بہت عمدہ کارکردگی والا ثابت کرے، حقیقت حال کو ملحوظ رکھے۔خود ان سرپرست حضرات کو بھی دِین دَار بنانے کا دھیان رکھے، اور اس کے لئے مناسب انداز میں ان کی رہنمائی کرتا رہے۔

تحصیل علم سے فراغت کے بعد طلبہ کی رہنمائی:

☆......جب طلبہ پڑھ کر فارغ ہو جائیں تو حتی الامکان ان کی خبر گیری رکھے۔

☆......ان کی صلاحیتوں کے لحاظ سے بہتر کاموں کیلئے ان کی رہنمائی کرتا رہے۔

☆......ان کی صلاحیتوں کا جہاں استعمال کرایا جاسکے ان مواقع سے طالب علم کو باخبر کردے۔

☆......ان کی دینی واخلاقی حالت کو مزید بہتر بنانے کیلئے انہیں مشورہ دیتا رہے۔

☆......نیک نیت رہنے کی تلقین کرتا رہے، انہیں اہل اللہ سے مربوط کرنے کے لیے مناسب انداز اختیار کرے۔

مطلوبہ تربیت کا طریقہ کار:

☆......ان مطلوبہ کیفیات کو حاصل کرنے کے لیے خود مدرس ومعلم کو اپنے آپ کو متقی بنانے اور متبع سنت رہنے کی ضرورت ہے، اس کے لئے مناسب ہے کہ کسی متبع سنت اللہ والے سے باقاعدہ اصلاحی تعلق قائم کرے، ان سے رابطہ رکھے، اپنی کمزوریوں کو بتا کر اپنی اصلاح کراتا رہے، ان کی ہدایات کا پابند بنے، ذکر اللہ اور تلاوت ونوافل کا اہتمام کرے۔

☆......معاملات صاف رکھے، معاشرت پاکیزہ اور اخلاق بلند رکھے، صدق واخلاص کا جُویا رہے۔

☆......وفاق المدارس کی طرف سے جو نظم تربیت کے لیے مقرر کیا جائے اس سے مستفید ہوتا رہے، اس سلسلہ میں وفاق المدارس کی دی گئی ہدایات کی پابندی کرے۔

تدریس کی تربیت

اصولی آدابِ تدریس:

نو آموز مدرس کو درس دینے کے آداب باقاعدہ سیکھنے چاہییں۔ پہلے زمانے میں علم دین کی طلب لے کر جب طالب علم اپنے اساتذہ کی خدمت میں جاتا تھا تو علم کے ساتھ ساتھ ان کے اخلاق بھی سیکھتا چلا جاتا تھا، اور ان کے اندازِ درس سے تدریس کا طریقہ بھی اس کے سامنے رہتا تھا۔

اب یا تو طلب کی کمی ہے، یا ایسی مثالی شخصیات نہیں ملتیں، بعض اوقات اپنی صلاحیتوں کے اظہار کے مواقع نہیں ملتے اس لیے طلبہ کی ایک بڑی اکثریت وہ ہے جو زمانہ طالب علمی میں اپنے اساتذہ کا رنگ اختیار نہیں کرتی، اس لیے جب انہیں کہیں تدریس کی خدمت تفویض کی جاتی ہے تو ضرورت ہوتی ہے کہ انہیں درس دینے کے آداب کی بھی باقاعدہ تلقین اور ان کی تربیت کی جائے۔ اس سلسلہ میں تدریس کے اصولوں کی چند بنیادی باتیں درج ذیل ہیں:

- ☆ درس کی تیاری
- ☆ درس گاہ کا ماحول
- ☆ طلبہ سے برتاؤ، ان پر کنٹرول
- ☆ افہام وتفہیم
- ☆ اعادہ دروس
- ☆ کمزور طلبہ کے لیے خصوصی توجہات
- ☆ امتحانات کی تیاری
- ☆ نتائج کے پیش نظر مزید کارروائی
- ☆ طلبہ کے لیے تربیتی اقدامات

مزید موضوعات آئندہ صفحات پر ملاحظہ کئے جائیں۔

استاذ کی شخصی خوبیاں

اس میں کوئی شک نہیں کہ طلبہ کی اصلاح ودرستی کا دارومدار اساتذہ کی شخصی اصلاح ودرستی پر ہے۔ اساتذہ اگر بلند کردار اور اعلیٰ اوصاف کے مالک ہوں گے تو اس کا اثر یقیناً طلبہ پر بھی ہوگا اور وہ بھی انہی اوصاف سے متصف

ہوں گے، کیونکہ طلبہ کے اندر اپنے اساتذہ سے اخذ کرنے کا مادّہ ہوا کرتا ہے اور طلبہ اپنے اساتذہ کا مزاج و مذاق آہستہ آہستہ شعوری اور غیر شعوری طور پر اپنے اندر سمو لیتے ہیں۔ لہٰذا ذیل میں کچھ ایسی بنیادی شخصی صفات کا ذکر کیا جا رہا ہے جو ہر استاذ کی شان اور پہچان ہیں:

(۱) حسنِ نیت

انسان کا کوئی بھی عمل خالص نیت کے بغیر اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول نہیں، کوئی بھی عملِ صالح اس وقت تک اللہ تعالیٰ کے ہاں موجبِ اَجر و ثواب اور آخرت میں نافع نہیں بن سکتا جب تک اس میں نیت اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی نہ ہو۔ استاذ طلبہ کو علم سے روشناس کراتا ہے، وہ محض نصاب کی تکمیل نہیں کراتا بلکہ طلبہ کی شخصیت اور سیرت کو بھی نکھارتا ہے۔

اس عظیم عمل میں بھی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی نیت ہونا انتہائی اہم اور لازم ہے۔ استاذ کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے، علم پر عمل کرنے، شریعت کے احیا اور دین کی بقا کے لیے اپنے آپ اور اپنے شاگردوں کے ظاہر و باطن کو آراستہ کرنے کی نیت رکھے، دنیا کی شہرت، عزت، علماء سے مقابلہ کرنے اور جہلاء سے بحث کرنے، ان پر اپنی برتری ظاہر کرنے کی نیت سے بالکل اجتناب کرے۔

حسنِ نیت پر برقرار رہنے کے لئے وقتاً فوقتاً اپنی اس نیت کی تجدید بھی کرتے رہنا مفید ہوتا ہے، اس لیے گاہے بگاہے اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے رجوع کرتے رہنا اور اپنی اس عبادت کو حسین بنانے کے لیے دعا کرتے رہنا چاہیے۔

(۲) حسنِ عمل

استاذ کے لیے ضروری ہے کہ اس کے قول و عمل میں مطابقت ہو، یہ چیز استاذ کا اصل سرمایہ ہے، اگر خود عمل نہ کرے گا اور طلبہ کو ترغیب دے گا تو اس آیت کا مصداق بنے گا: ''اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُم'' (البقرۃ:۴۴)، اگر استاذ کا عمل قول کے خلاف ہوگا تو اس کی بات میں اثر نہ ہوگا، کیونکہ عمل کی ایک خاص تاثیر ہے جو مامورین اور طلبہ میں نفوذ کر جاتی ہے، لہٰذا استاذ کی نشست و برخاست، کھانے پینے، ملنے جلنے، اور معاشرت و معاملات میں ہر چیز قرآن و سنّت اور سلفِ صالحین کے طرز پر ہونی چاہیے۔ استاذ جو اعمال و اخلاق اپنے شاگردوں میں پیدا کرنا چاہتا ہے وہ اپنے اندر پیدا کرے تو شاید اسے طلبہ سے کہنے کی بھی ضرورت پیش نہیں آئے گی، کردار اور عمل کی خاموش دعوت زبانی دعوت سے زیادہ اثر رکھتی ہے۔

(۳)حلم اور بردباری

استاذ میں قوّتِ برداشت، تحمل مزاجی، صبر وغیرہ جیسی صفات کا ہونا بہت ضروری ہے، کوئی بات ایسی پیش آجائے جو مزاج کے خلاف ہو تو اسے برداشت کرے اور مشتعل ہوکر بے جا سختی سے پیش نہ آئے، خاص طور پر چھوٹے بچوں کو پڑھانے والے اساتذہ کو اپنے اندر قوّتِ برداشت زیادہ پیدا کرنی چاہیے۔ استاذ کو چاہیے کہ غصہ اور طیش میں آکر بچوں کو سخت سزا نہ دے، کیونکہ غصہ کی حالت میں دماغ کام کرنا چھوڑ دیتا ہے اور ہوش باقی نہیں رہتا، اس کیفیت میں جو بھی کارروائی ہوتی ہے، غیر معقول اور غیر دانش مندانہ ہوتی ہے، اس کا انجام شرمندگی اور ندامت ہے۔ تنبیہ کے لئے ایسا طرزِ عمل اختیار نہ کرے اور نہ ایسا کوئی فقرہ زبان سے کہے کہ جس سے طالب علم مزید اخلاقی پستی کا شکار ہو جائے اور آئندہ وہ اپنے دوستوں اور بہن بھائیوں کے ساتھ یہی طرزِ عمل اختیار کرنا شروع کردے۔

طالب علم کی طرف سے استاذ کے حق میں گستاخی اور بے ادبی کی صورت میں بھی استاد کا ردِّ عمل بُردباری اور طالب علم کی خیر خواہی پر مبنی ہونا چاہیے۔ اپنی اَنا کی خاطر سخت سزا دینا مناسب نہیں، بلکہ ایسا حکیمانہ تادیبی طرز اختیار کرنا چاہیے جو اس کی اصلاح کے لیے کارگر ہو اور گستاخی پر اسے شرمندگی کا احساس ہو، اس طرزِ عمل سے طالب علم کے دل میں استاذ کی محبت بڑھے گی۔

(۴)محنتی اور فعال ہونا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا:

''إياک والتنعم فإن عباداللّٰه ليسوا بالمتنعمين'' (مسند احمد)

لہٰذا استاذ کو بطورِ خاص آرام طلب یا عیش پرست نہیں ہونا چاہیے، بلکہ محنتی اور جفاکش ہونا چاہیے کہ اس کے اندر آگے بڑھنے کا جذبہ ہو۔ استاذ وہ ہستی ہے جو طلبہ کے اندر آگے بڑھنے کا جذبہ پیدا کرتی ہے، اب اگر خود استاذ کے اندر یہ جذبہ نہ ہو تو وہ دوسروں کے اندر کیسے اس جذبے کو بیدار کرے گا؟ نیز اگر استاذ کا مزاج محنت ومجاہدہ کا نہیں ہوگا تو وہ اسباق کی تیاری سمیت تدریسی اعمال میں بھی تساہل سے کام لے گا جس کا نقصان طلبہ کو ہوگا، لہٰذا اساتذہ کے منصب کا تقاضا ہے کہ وہ آرام طلبی سے کوسوں دور رہیں اور محنت وجفاکشی کو اپنا شعار بنائیں۔

(۵)تواضع

استاذ کے لیے ضروری ہے کہ وہ تواضع کو اپنا شعار بنائے، غرور وتکبر میں مبتلا نہ ہو اور یہ بات ذہن نشین رکھے کہ میں تھوڑا سا علم رکھتا ہوں ''عَلِيْمٌ بِكُلِّ شَيْءٍ'' نہیں ہوں۔ ارشادِ ربّانی ہے:

’’وَمَا اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلاً‘‘(الاسراء:۵۸)

شیخ سعدی نے کیا خوب کہا ہے:

تواضع کند ہوش مندِ گزین　　　نہد شاخ پُر میوہ سر بر زمین

تواضع کا یہ اثر ہونا چاہیے کہ اگر کسی بات کا علم نہ رکھتا ہو تو؛ توقف کرے اور اگر سبق کے دوران میں کوئی غلطی ہو جائے اور بعد میں غلطی پر مطلع ہو تو بغیر کسی توقف کے طلبہ سے کہہ دے کہ فلاں بات میں نے غلط بیان کی تھی، اس کی تصحیح کر لو، غلطی کو چھپانا ایک اور غلطی ہے، غلط بات چھپانا اور غلط تاویل کرنا شرعاً خیانت بھی ہے اور بداعتمادی کا سبب بھی، اس لیے کہ طلبہ ہمیشہ اس غلطی سے بے خبر نہیں رہیں گے، استاذ کے لیے مناسب ہے کہ ایسے موقع پر صاف کہہ دے کہ اس غلطی کا مجھے بعد میں احساس ہوا اور اصل مسئلہ اس طرح ہے، نیز اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آ رہی ہو تو اپنے اساتذہ اور فن کے ماہرین سے رجوع کرنے میں بھی کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہونی چاہیے، اگر تواضع کا وصف استاذ میں نہ ہو تو اس کی مزید علمی ترقی رک جاتی ہے اور بسا اوقات وہ ’جہل مرکب‘ میں مبتلا رہتا ہے۔

(۶) زہد وقناعت

پہلے اسلامی معاشرہ اساتذہ کا ادب کرتا تھا اور ان کو بڑے احترام اور عظمت کی نگاہ سے دیکھتا تھا، اس لیے کہ تب وہ زہد وقناعت، بے نیازی اور سادگی سے مالا مال تھے، یہاں تک کہ سلاطین واُمراء بھی ان سے ڈرتے تھے، ان کا احترام کرتے تھے اور ان کو اپنے سے بلند سمجھتے تھے اور جانتے تھے کہ ہماری تو جسموں پر حکومت ہے، اور ان خاصان خدا کی لوگوں کے دلوں پر حکومت ہے، اور وجہ اس کی یہ تھی کہ ان خاصان خدا کے دل حرص وطمع سے خالی اور زُہد وقناعت سے بھرے ہوئے تھے، انہوں نے امراء کے اموال سے اپنی نگاہوں کو پھیرا ہوا تھا اور مخلوق سے کسی جزا اور بدلے کے خواہاں نہ ہوتے تھے، اس لیے معاشرے میں ان کا ایک بلند رتبہ ومقام تھا۔

اساتذہ کرام اپنے کھوئے ہوئے مقام کو حاصل کریں، اپنا اعتبار، اپنے ملی اور اجتماعی وقار کا شعور پیدا کریں، جس کا واحد طریقہ یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ سے اپنا تعلق درست اور مستحکم کر کے زہد وقناعت کو اپنا شیوہ بنائیں اور یہ طے کر لیں کہ عالی شان سواریوں اور مکانات کی طلب یا ان میں مشغولیت میرے ارادوں میں حائل نہیں ہوگی اور میرا مقصدِ زندگی علم وعمل کا حصول اور اس کی اشاعت ہے اور اس کے لیے میں ہر قسم کی خواہشات کو قربان کر دوں گا۔

(۷) حبِ مال اور حبِ جاہ سے پرہیز

ایک بزرگ عالمِ دین فرماتے ہیں: آج علماء نے صرف کتابی علم کو کافی سمجھ رکھا ہے، یہ علم حاصل کر کے

عمل کی ضرورت نہیں سمجھتے، حالانکہ علم سے مقصود عمل ہی ہے، ان کی حالت یہ ہے کہ ان کے اخلاقِ باطنہ درست نہیں اور حیرت تو اس پر ہے کہ ان حضرات کو اس کی فکر بھی نہیں ہے، اکثر و بیشتر ان افراد میں دو خُلق ایسے نظر آتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہیں:

ایک طمع یعنی ''حبِ مال'' اور دوسرا ''حبِ جاہ''۔

مدرسین کی یہ حالت ہے کہ تنخواہ پر جھک جھک کرتے ہیں، یہ نہایت واہیات بات ہے، اسی لیے کسی مہتمم کو یقین نہیں ہوتا کہ یہ مدرس رہے گا یا نہیں؟ کیونکہ اگر دوسری جگہ سے چند روپے زیادہ کی نوکری آ گئی تو یہ صاحب فوراً وہاں چلے جائیں گے، اگرچہ وہاں دین کی خدمت زیادہ نہ ہو، یہ صریح دین فروشی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو صرف تنخواہ مقصود ہے، دین کی خدمت مقصود نہیں، ہاں البتہ اگر پہلی جگہ کی تنخواہ میں گذر نہ ہوتا ہو اور ضروریات میں تنگی پیش آتی ہو تو دوسری جگہ جانے میں مضائقہ نہیں، لیکن شرط ہے کہ وہ تنگی ضروریات میں ہو، کیونکہ ہماری پیدا کردہ فضول ضرورتوں میں تنگی ہونا معتبر نہیں، پس یہ نہایت نازیبا حرکت ہے کہ عالم ہو کر مال پر رال ٹپکاتے پھریں، لیکن مہتمم حضرات بھی اس بات کو یقینی بنائیں کہ وہ گنجائش کے اعتبار سے پوری وسعت کے ساتھ تنخواہ دے رہے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ مدرسہ میں وسعت کے باوجود بھی دوسرے کاموں میں تو پوری فراخ دلی کے ساتھ مال صرف کیا جائے، لیکن مدرّسین کو دینے میں کنجوسی برتی جائے۔

دوسرا مرض ان میں حبِ جاہ کا ہے جس کی وجہ سے علماء میں پارٹی بندی ہوگئی ہے اور ہر شخص اپنی علیحدہ جماعت بنانے (اپنا ایک مقام اور نام بنانے) کی فکر میں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری ان رذائل سے حفاظت فرمائیں۔

(۸) خوش اخلاقی وملنساری

انسانی معاشرت کی بنیاد جس جذبہ انسانیت پر قائم ہے وہ خوش اخلاقی ہے۔ خوش اخلاقی انسان کے لئے ایک ایسا سرمایہ ہے جس سے ہماری دنیا ایک مثالی دنیا کا روپ دھار سکتی ہے، کیونکہ اگر دنیا سے خوش اخلاقی ختم ہو جائے تو انسانوں اور درندوں میں کوئی فرق باقی نہیں رہتا، انسان نام ہے انسانیت کا اور انسانیت خوش اخلاقی کے زیور سے وجود میں آتی ہے۔ جو شخص خوش اخلاق اور ملنسار ہوتا ہے لوگ اسے عزت واحترام سے دیکھتے ہیں، اس سے بات کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں اور اس کے قریب رہنا پسند کرتے ہیں، لہٰذا اس اعلیٰ انسانی صفت کی ضرورت و اہمیت ایک عام انسان سے زیادہ استاذ کے لیے اس لیے بڑھ جاتی ہے کہ وہ تو خود تعمیرِ انسانیت کا ذمہ دار ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارکہ ہر حیثیت سے ایک عمدہ نمونہ ہے اور معلمِ انسانیت ہونے کی حیثیت سے اللہ

رب العزت نے قرآن مجید میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوش اخلاقی اور نرم خوئی کو اس طرح بیان فرمایا کہ:
''فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ'' (آل عمران:۱۵۹)
اس سے پتا چلتا ہے کہ ایک کامیاب معلم کی خوبی یہ ہے کہ وہ نرم خو، خوش اخلاق، ملنسار اور خوش طبع ہو، کیونکہ اگر استاذ تُرش رُو اور سخت گیر ہوگا تو شاگرد اس سے دور بھاگیں گے اور اس سے استفادہ کرنے میں ہچکچائیں گے اور اس ہچکچاہٹ کی وجہ سے ان کی علمی ترقی رک جائے گی، لہٰذا شاگردوں کو نظریاتی طور پر اپنی اولاد کی طرح سمجھنے کے ساتھ ساتھ عملی طور پر بھی ان کے ساتھ اپنے بچوں جیسی شفقت ومحبت کا سلوک کرنا چاہئے۔ کوئی طالب علم سوال پوچھنے یا مشورہ کرنے آئے تو اس سے محبت و اخلاق سے پیش آنا چاہیے، اگر استاذ جلدی میں ہو تو نرمی سے طالب علم کو سمجھا دے کہ ابھی جلدی میں ہوں، فلاں وقت مل لو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ حسنہ ہمارے لئے اسوہ ہونے چاہئیں۔

(۹) تزکیۂ نفس

کسی استاذ یا ایک عام مسلمان کے لیے بھی اوپر بیان کیے گئے تمام اوصافِ حمیدہ کا حصول 'تزکیہءنفس' کے بغیر ممکن نہیں، جب کہ ہماری حالت جو کہ خواص کا طبقہ سمجھا جاتا ہے؛ یہ ہے کہ ہماری اس طرف بالکل توجہ نہیں، ہماری تمام توجہات کا مرکز بس علمِ ظاہر ہے اور ہماری ساری صلاحیتیں اسی میں خرچ ہو رہی ہیں، پہلے علم حاصل کرتے ہیں، پھر پڑھنے پڑھانے میں مشغول ہو جاتے ہیں اور اسی کو مقصد سمجھتے ہیں۔

تزکیہ نفس کے حصول کا ذریعہ علمِ باطن ہے جسے تصوف بھی کہتے ہیں، اس سے ہم بالکل غافل ہو چکے ہیں، اسی وجہ سے ہماری اخلاقی حالت پست سے پست ہوتی جا رہی ہے اور پھر یہی پستی ہم سے ہمارے طلبہ اور ہمارے متعلقہ عام لوگوں میں بھی منتقل ہو رہی ہے، لہٰذا ہمیں تزکیہءنفس اور تحصیلِ خشیت کے بہت زیادہ اہتمام کی ضرورت ہے، کیونکہ وہ علم جو خشیت اور خوفِ خدا سے خالی ہو، علم ہی نہیں، ہم انبیاء کے وارث کہلاتے ہیں، لیکن انبیاء کی میراث بھی وہ علم نہیں جو خشیت سے خالی ہو، بلکہ انبیاء کی میراث تو وہ علم ہے کہ وہ جتنا بڑھتا ہے؛ اتنا ہی تقویٰ اور خشیت بڑھتی ہے۔ حدیث میں ہے: ''إن أتقاكم وأعلمكم بالله أنا'' (صحیح البخاری)
اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

کامیاب استاذ کی خوبیاں

(۱)علم میں کمال

ایک مدرس کے لیےضروری ہے کہ وہ امکانی حد تک علم میں کمال رکھتا ہو،خصوصاً جس فن یا کتاب کو پڑھانے کی ذمہ داری اس پر ڈالی گئی ہے،اس میں اسے اچھی طرح مہارت حاصل ہو،یا کم از کم اس کے اندر اتنی لیاقت اورصلاحیت ہوکہ وہ مطالعہ کر کےاس کی تیاری کر سکےاورطلبہ کواچھی طرح پڑھا سکےاوراس کا حق ادا کر سکے۔ اگرکسی کے اندر اتنی علمی لیاقت نہ ہوتواس کے لئے تدریس کا عمل مناسب نہیں، کیونکہ استاذ کو جس مضمون میں جتنی مہارت اوردسترس ہوگی وہ اتنا ہی طلبہ کو فائدہ پہنچا سکے گا۔

متعلقہ مضمون میں کمال حاصل کرنے کے لئے استاذ کو چاہئے کہ وہ:

(۱) اس مضمون کی بنیادی کتابیں ہمیشہ اپنے مطالعے میں رکھے۔

(۲) جوکتاب اسے پڑھانی ہےاسے بار بار دیکھے۔

(۳) دورانِ مطالعہ اگرکسی عبارت یا کسی مسئلہ کے سمجھنے میں دقت پیش آئے تو اپنے استاذ سے مراجعت کرے۔

(۴) اگراپنا استاذ موجود نہ ہوتواس مضمون کے کسی ماہراستاذ سے رجوع کرے،اس سے پوچھے، اس کے ساتھ مذاکرہ کرےاوراس میں شرم محسوس نہ کرے۔

(۲)منصبِ تدریس کے تقدّس اورذمہ داری کا استحضار

تدریس کا منصب بہت بڑا منصب ہے، اللہ تعالیٰ نے حضورصلی اللہ علیہ وسلم کو معلمِ انسانیت بنا کر بھیجا، علماء چونکہ علومِ نبویہ کے وارث ہیں،لہٰذا بطورِ میراث معلم ہونے کا یہ اعلیٰ منصب ان کی طرف بھی منتقل ہوتا ہے۔

شاگرد،آلاتِ علم،اور معلم'تعلیم' کے تین ستون ہیں اوران میں سب سے اہم ستون'معلم' ہے،لہٰذا معلم کوعلم کی رفعت کا استحضار ہونا چاہیےاور یہ احساس ہمہ وقت دامن گیر رہے کہ میں ایک عظیم الشان کام کر رہا ہوں اور اس نعمت پراللہ تعالیٰ کا شکرگزار رہے۔لہٰذا اپنے منصب اورمقصد کے استحضار کے ساتھ اگر معلم کے اندر علم اوراسے دوسروں تک پہنچانے کی لگن، فکر، جستجو اورطلب اجاگر رہےتو ان شاءاللہ چراغ روشن ہوجائے گا اوراپنے کاموں کو زیادہ سے زیادہ بہتر کرنے کی سبیل نکل آئے گی،لیکن اگرجستجو اورلگن اس درجہ کی نہ ہوتو پھر درس وتدریس ایک رسمی سا کام بن کر رہ جاتا ہے۔نیز جب کوئی استاذ اپنے ذمہ کوئی سبق لیتا ہےتو گویا وہ ایک معاہدہ کرتا ہے،طلبہ سے بھی،

مدرسہ کی انتظامیہ سے بھی اور سب سے بڑھ کر اللہ تبارک وتعالیٰ سے بھی کہ میں طلبہ کو سبق پڑھاؤں گا اور اس کا حق ادا کرنے کی کوشش کروں گا، اب استاذ اس معاہدے کو سامنے رکھے، اس کا استحضار رکھے اور یہ سمجھتا رہے کہ میرے ذمے یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے اور اگر اس میں کماً یا کیفاً کوئی کوتاہی ہوتی ہے تو وہ کوتاہی درحقیقت عہد شکنی ہے، اس میں طلبہ کی بھی حق تلفی ہوگی، انتظامیہ کی بھی حق تلفی ہوگی اور سب سے بڑھ کر یہ اللہ تعالیٰ کی حق تلفی ہے۔

(۳) سبق کی تیاری

جو سبق آپ نے پڑھانا ہے، ضروری ہے کہ پہلے آپ خود اسے اچھی طرح سمجھے ہوں، اس کے لئے ضروری معلومات آپ کے پاس ہوں۔ اس کے متعلق جو شبہات اور سوالات ایک طالب علم کے ذہن میں آسکتے ہیں، ان کی اور ان کے حل اور جوابات کی تفصیل آپ کے ذہن میں ہو۔ ظاہر ہے کہ یہ چیز اسی وقت حاصل ہو سکتی ہے جب آپ نے متعلقہ سبق کے لئے بھرپور مطالعہ اور تیاری کی ہو اور آپ کو اس پر انشراح حاصل ہو گیا ہو، کیونکہ اگر انشراح ہوگا تو خود اعتمادی پیدا ہوگی اور خود اعتمادی پیدا ہوگی تو آپ کی بات ''از دل خیزد، بر دل ریزد'' کا مصداق بن کر اَوقع فی النفس ہوگی، اگر تذبذب ہوگا، ناپختگی ہوگی، اس مضمون پر آپ پوری طرح حاوی نہیں ہوں گے تو اس کے نتیجے میں آپ جو بات کریں گے وہ ڈھیلی ڈھالی نکلے گی اور اس کا اثر بھی ڈھیلا ڈھالا ہوگا، لہٰذا استاذ کی ناقص تیاری کے بڑے منفی اثرات ہوتے ہیں، مضمون اچھا خاصا آسان ہوتا ہے، لیکن استاذ کی ناقص تیاری کی وجہ سے وہ طالب علم کی نظر میں پہاڑ بن جاتا ہے۔

نیز سبق کی تیاری میں یہ بھی داخل ہے کہ استاذ یہ خیال رکھے کہ میرے سامنے جو طلبہ ہوں گے وہ مختلف فہم والے ہوں گے، لہٰذا میں کمزور سے کمزور طالب علم کی رعایت کر کے اپنی بات کو سہل سے سہل انداز میں کس طرح پیش کر سکتا ہوں؟، تاکہ وہ بات تمام طلبہ سمجھ جائیں، ایسا نہ ہو کہ ذہین طلبہ تو سمجھ جائیں اور کمزور محروم ہو جائیں۔

(۴) سبق کا اجمال اور تفصیل

ایک اچھے مدرّس کی خوبی یہ ہے کہ وہ اپنے پورے سبق کا خلاصہ تیار کرے؛ جس میں اپنے سبق کو چند اجزا میں تقسیم کرے، اس طرح کرنے سے طالب علم کے ذہن میں بات اچھی طرح بیٹھ جاتی ہے۔ اگر طالب علم کو کوئی جزء یاد نہیں بھی رہے گا تو کم از کم اتنا اندازہ تو ضرور ہو جائے گا کہ کوئی چیز چھوٹ گئی ہے، پھر جب اس کی جستجو میں لگے گا تو ان شاء اللہ پالے گا۔ بسا اوقات کتاب کی بحث مشکل ہوتی ہے اور اسے سمجھنا کچھ مقدمات کے سمجھنے پر موقوف ہوتا ہے، استاذ کو چاہئے کہ اوّلاً آغاز میں طلبہ کو یہ نہ بتائے کہ یہ بحث بہت پیچیدہ اور مشکل ہے، پھر وہ سمجھانے کے

لئے طلبہ کے سامنے مقدمات رکھے اور انہیں آسان انداز میں ذہن نشین کروائے، اس کے بعد کتاب کی بحث کا خلاصہ سمجھائے اور آخر میں کتاب کی عبارت پر اسے منطبق کر کے کتاب حل کرے، اسی طرح کہیں مصنف بہت لمبی بحث کر جاتے ہیں، اگر طلبہ کو پہلے اس کا خلاصہ نہ بتایا جائے تو وہ کتاب سے اس بحث کو ضبط نہیں کر پاتے، ایسے مواقع پر استاذ کو شروع میں پوری بحث کا خلاصہ بتا دینا چاہیے۔

اجمال اور تفصیل کا نمونہ معلمِ انسانیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی احادیث میں بھی ملتا ہے، مثلاً ایک حدیث میں فرمایا کہ: ''سبعة يظلهم الله فی ظله يوم لا ظل إلا ظله ''(متفق علیہ) پھر ان سات کی تفصیل بیان فرمائی۔ استاذ اگر پہلے اجمال پھر تفصیل والا اسلوب اختیار کرے گا تو طلبہ کے لئے بہت آسانی ہوگی اور اس سے استاذ کی مقبولیت میں اضافہ ہوگا۔

(۵) فصاحت و بلاغت

استاذ کو جس قدر زبان و بیان پر قدرت ہوگی اور وہ اپنی باتوں کو جس قدر مختلف انداز، متعدد اسالیب اور آسان پیرائے میں سمجھانے کی صلاحیت رکھے گا اسی قدر وہ تعلیم و تربیت کے میدان میں کامیاب ہوگا۔

اسی واسطے انبیاء علیہم السلام کو فصاحت و بلاغت، اور زبان و بیان کی اعلیٰ صلاحیتوں سے نوازا گیا تھا، ان کی زبان ادبی اور معیاری ہوتی تھی، بڑے بڑے اُدبا، فصحاء و بلغاء اس میں کوئی عیب نہیں نکال سکتے تھے، وہ جس وقت قوم سے خطاب کرتے ایک سماں بندھ جاتا۔ لوگوں سے گفتگو فرماتے تو ان کا اسلوب اور بیان اتنا مؤثر ہوتا کہ گویا مخاطبین کے دل و دماغ پر انھوں نے جادو کر دیا ہے، اسی واسطے ان کے مخالفین، لوگوں کو ان سے ملنے اور گفتگو کرنے سے منع کرتے تھے اور اس کے لیے بھرپور جدوجہد کرتے تھے۔

لہٰذا کامیاب معلم کی ایک خوبی یہ ہے کہ وہ فصیح اللسان ہو۔ جس زبان میں وہ طلبہ کو پڑھا رہا ہے، اس زبان پر اسے دسترس ہو، تاکہ وہ طلبہ کے معیار، اور حالات و ظروف کے مطابق مناسب الفاظ میں اپنے مافی الضمیر کو تعبیر کر سکے اور اپنی باتوں کو طلبہ کے سامنے اچھے انداز میں پیش کر سکے۔

اساتذہ کے اندر اتنی صلاحیت ہونی چاہیے کہ مختلف پیرائے میں اپنی باتوں کو سمجھا سکیں اور وقت پر مناسب الفاظ اور جملوں کا استعمال کر سکیں۔ تذکیر و تانیث اور واحد و جمع کے استعمال اور رعایت میں ان سے غلطی نہ ہو۔ وہ الفاظ کے صحیح تلفظ سے واقف ہوں، انہیں اچھے اچھے جملے، مثالیں، آیات و احادیث، حکماء کے اقوال، مصطلحات، ضرب الامثال اور اشعار وغیرہ مناسب مقدار میں یاد ہوں اور ان کا بروقت استعمال جانتے ہوں اور

زبان وادب کے اصول وضوابط کی رعایت کرتے ہوئے خوبصورت اور فصیح وبلیغ جملوں کا استعمال کرنے کی قدرت رکھتے ہوں، ان کی ہر بات مدلّل اور دل نشین ہو، لہٰذا اس کے لئے اساتذہ کرام کو محنت کرنی چاہیے اور اپنے اندر یہ صلاحیت پیدا کرنی چاہیے۔

(۶) وقت کی پابندی

استاذ کے لئے انتہائی ضروری ہے کہ وہ وقت کا پابند ہو اور ایک نظام الاوقات کے مطابق اپنی زندگی کے تمام امور سرانجام دے۔ جب انسان کے ذمے بہت سے کام ہوں اور ان کے لئے نظام الاوقات نہ ہو تو ایک کام انجام دیتے وقت دوسرے کاموں میں دل اٹکا رہتا ہے اور کوئی ایک کام بھی یکسوئی سے نہیں ہو پاتا، یوں انسانی طبیعت ایک انجانی سی الجھن کا شکار رہتی ہے، لہٰذا استاذ کو چاہیے کہ اپنے روزانہ کے معمولات کا ایک نظام الاوقات بنائے اور اس کے مطابق عمل پیرا رہے۔ مدرسہ میں ہر استاذ کے آنے جانے اور تدریس کے اوقات متعین ہوتے ہیں، استاذ کو چاہیے کہ ان اوقات کا لحاظ رکھے اور ہر اس بات سے احتراز کرے جو اس نظم میں مخل ہو۔

مدارس میں چونکہ گھنٹہ وار تعلیم ہوتی ہے اور اسباق گھنٹوں کے حساب سے اساتذہ پر تقسیم ہوتے ہیں، لہٰذا اگر ایک استاذ وقت کی پابندی کا لحاظ نہیں رکھے گا تو اس میں لامحالہ دوسروں کی حق تلفی ہوگی، دیر سے آنے کی وجہ سے طلبہ کی اور دیر تک پڑھانے میں دوسرے اساتذہ کی جو انتظار میں ہوں گے، لہٰذا اس کا تعلق حق اللہ اور حق العبد دونوں کے ساتھ ہے، اگر اس میں کوتاہی ہو تو اس کا خمیازہ انتہائی بدنظمی کی شکل میں نمودار ہوتا ہے اور اس کی وجہ سے اساتذہ کا باہمی ربط وتعلق اور اتحاد بھی متاثر ہوتا ہے، اس لیے اس سے مکمل احتراز ہونا چاہیے۔

(۷) طلبہ شناسی

استاذ کی مہارت کا ایک لازمی جزو طلبہ شناسی بھی ہے، استاذ کو طلبہ کی نفسیات، ان کی صلاحیتوں، ان کے ماحول اور مزاج ومذاق وغیرہ سے خوب اچھی طرح واقف ہونا چاہیے، تاکہ ان سب امور کا لحاظ کرتے ہوئے تعلیمی عمل کو انجام دے۔ استاذ جب طلبہ سے گھلتا ملتا ہے، ان کی تعلیم وتربیت کے بارے میں سوچتا ہے تو اس وقت مختلف طلبہ کی مختلف صلاحیتوں کا بھی اِدراک ہوتا ہے، لہٰذا اس ادراک کے بعد استاذ کو چاہیے کہ ہر طالب علم کی طبعی صلاحیت اور استعداد کے مطابق اس کی رہنمائی کرے، تاکہ مستقبل میں استاذ کی رہنمائی طالب علم کے کام آسکے، کیونکہ یہی طلبہ مستقبل کے علماء کہلائیں گے اور انہیں ان شاء اللہ دین کے مختلف شعبوں میں خدمت کی سعادت وتوفیق نصیب ہوگی۔

مثلاً اگر کسی طالب علم کے اندر تحریر اور تصنیف وتالیف کی صلاحیت موجود ہو تو استاذ کو چاہیے کہ اس طالب

علم کواسی شعبہ کے ساتھ منسلک ہونے کی ہدایت دے۔ کسی میں تدریس کا ملکہ ہوتو اس کی تدریس کی طرف رہنمائی کرے، بعض اچھے مقرر اور خطیب ہوتے ہیں، ان کی اسی شعبہ کی طرف رہنمائی کرنی چاہیے، تاکہ وہ اچھے واعظ بن سکیں اور مؤثر طریقے سے دعوت کا کام انجام دے سکیں، بہر حال طلبہ کی صلاحیتوں اور مخفی جوہر پر استاذ کی نگاہ ہونی چاہیے اور اسی لحاظ سے استاذ کو طلبہ کی رہنمائی کرنی چاہیے۔

(۸) سبق کی تقریر طلبہ کی ذہنی سطح کے مطابق ہو

طلبہ شناسی کا ایک حصہ یہ بھی ہے کہ استاذ سبق کی تقریر طلبہ کی ذہنی اور علمی سطح کے مطابق کرے، ایسی تقریر ہرگز نہ کرے جو طلبہ کی ذہنی اور علمی استعداد سے بالاتر ہو، بلکہ ایسی تقریر کرے جو طلبہ کے لئے آسان سے آسان اور مفید سے مفید تر ہونے کے ساتھ ساتھ ان کی عقل وفہم اور استعداد کے قریب تر ہو۔ سبق کی تقریر مختصر، واضح، مناسب اور جامع ومانع ہونی چاہیے، ایسی کہ کوئی بھی طالب علم اس سبق سے وحشت، تنگی اور بُعد محسوس نہ کرے۔ لمبی چوڑی تقریروں سے حتی الامکان گریز کرنا چاہیے، لیکن تقریر اتنی اجمالی بھی نہ ہو کہ اس سے کتاب حل نہ ہو اور ضروری مباحث بھی رہ جائیں۔ بعض اوقات استاذ اس خیال سے لمبی چوڑی اور مشکل تقریر کرتا ہے کہ مختصر تقریر سے طلبہ مجھے علمی اعتبار سے کمزور سمجھیں گے، یہ طرزِ عمل بھی مناسب نہیں ہے۔

(۹) مقدارِ سبق میں توازن

استاذ کے لیے یہ بات انتہائی ضروری ہے کہ جو کتاب اسے پڑھانے کے لیے دی گئی ہے، اس کی تدریس متوازن اور معتدل رہے، اس توازن کے لیے اسباق کی پیشگی منصوبہ بندی نہایت ضروری ہے، اپنی کتاب کو سامنے رکھ کر پہلے ہی یہ طے کر لینا چاہیے کہ مجھے کس طرح کتنی مقدار پڑھانی ہے اور پورے نصاب کو تعلیمی ایام پر تقسیم کرے، تاکہ ابتدائی طور پر ایک خاکہ تیار ہو جائے، پھر اس خاکہ کے مطابق شروع سے اس طرح چلے کہ اخیر تک اعتدال باقی رہے، اگر کسی وقت مقررہ ہدف سو فیصد حاصل نہ بھی ہو تو قریب، قریب ضرور ہونا چاہیے۔

اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ سال کے شروع میں بہت زیادہ لمبی لمبی تقریریں ہوتی ہیں اور جب وقت پر نصاب مکمل نہیں ہو پاتا تو اسے پورا کرنے کے لئے ایسا طریقہ اختیار کیا جاتا ہے جو اساتذہ اور طلبہ دونوں کے لیے مناسب نہیں ہوتا، یہ طلبہ کے ساتھ انصاف نہیں، ایسا بالکل نہیں کرنا چاہیے۔

(۱۰) سبق کو دلچسپ بنانا

طلبہ کے لیے سبق کو دلچسپ بنانا ایک مطلوب اور مفید امر ہے، بلکہ بعض اوقات موقع وضرورت کے لحاظ

سے یہ ضروری بھی ہے۔ جب سبق استاذ کی دسترس میں ہو اور استاذ سبق پر ہر طریقے سے عبور رکھتا ہو تو اس کے لیے اس سبق کو دلچسپ بنانا نہایت ہی آسان ہے۔

جب استاد دورانِ سبق یہ محسوس کرے کہ طلبہ کے اندر اکتاہٹ آ گئی ہے یا سبق کا دورانیہ زیادہ طویل ہو گیا ہے یا مشکل ابحاث کی وجہ سے طبیعت میں انقباض پیدا ہو گیا ہے تو استاذ کو چاہیے کہ دورانِ درس طلبہ سے خوش طبعی کی بات کر کے ماحول کو خوش گوار بنا دے، مثلاً کوئی دلچسپ چٹکلہ، علمی اور سنجیدہ لطیفہ یا کوئی مختصر اور سبق آموز قصہ سنا دے، تاکہ طلبہ کے اندر انبساط وانشراح پیدا ہو جائے اور وہ تازگی اور دلچسپی کے ساتھ آگے سبق پڑھنے پر آمادہ ہو جائیں۔

طلبہ کو اکتاہٹ سے بچانے کے لئے جہاں ہلکا پھلکا مزاح ضروری ہے، وہاں یہ بھی نہایت ضروری ہے کہ یہ مزاح بہت زیادہ نہ ہو اور جھوٹ، کسی کی توہین وتحقیر اور غیر اخلاقی یا فحش کلام سے خالی ہو، اسی طرح کسی ایسے طالب علم سے مزاح نہیں کرنا چاہئے جس کے اندر مزاح کا تحمل نہ ہو۔

(۱۱) انفرادی توجہ

اگر کسی وجہ سے کوئی طالب علم درس گاہ میں علمی وعملی اعتبار سے کمزور ہو تو استاذ کو چاہیے کہ اس طالب علم پر انفرادی توجہ دے کر اس کی علمی وعملی استعداد وصلاحیت کو اُجاگر کرنے کی کوشش کرے۔ جن طالب علموں کی علمی وعملی صلاحیت قابلِ اطمینان ہو، انہیں اس کمزور طالب علم کا مددگار ومعاون مقرر کر دے اور خود بھی جائزہ لیتا رہے، نیز حتی الامکان ان تمام اسباب کو ختم کرنے کی کوشش کرے جن کی وجہ سے وہ علمی وعملی لحاظ سے کمزور ہے، اس طرح ان شاء اللہ آہستہ آہستہ اس کی کمزوریاں دور ہوتی چلی جائیں گی، کیونکہ استاذ کے نیک جذبات، رہنمائی، ذاتی دلچسپی اور انفرادی توجہ کمزور سے کمزور طالب علم کو باصلاحیت بنا دیتی ہے۔

(۱۲) مختلف اسالیبِ تعلیم

کامیاب استاذ کی صفات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ تدریس کے مختلف اسالیب اور انداز سے واقف ہو اور یہ جانتا ہو کہ کس فن کو کس طرح پڑھایا جاتا ہے اور مضمون بدلنے یا طلبہ کی ذہنی سطح اور استعداد کے مختلف ہونے کی صورت میں اسلوب کس طرح بدلا جاتا ہے؟، لہٰذا اس مقصد کے لئے استاذ کے پاس مختلف طریقہ کار ہونے چاہییں، جس سبق کے بارے جو طریقہ مناسب ہو وہ طریقہ کار اختیار کیا جائے۔

زبانی درس اور زبانی فہم وتفہیم کے علاوہ اور بھی کچھ ایسے اسباب ہوتے ہیں جن کا استعمال سبق کے سمجھنے میں معاون ہوتا ہے اور جن کے اختیار کر لینے سے سبق آسانی سے سمجھ آ جاتا ہے، بطورِ مثال چند ایسے ''اسالیبِ تعلیم''

درج ذیل ہیں:

(۱)......**سوال کے ذریعے طلبہ کے ذہن کو مضمون کی طرف متوجہ کرنا:** اس کا طریقہ کار یہ بھی ہوسکتا ہے استاذ خود کسی طالب علم کو کھڑا کر کے سوال کرے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دو طالب علموں کو کھڑا کرے، ان میں سے ایک سوال کرے اور دوسرا جواب دے، اس طرح کرنے سے درس گاہ میں موجود دیگر طلبہ بھی ہمہ تن گوش ہوجاتے ہیں۔

(۲)......**ضرب المثل:** کسی معنوی اور غیر محسوس حقیقت کو سمجھانے کے لئے اچھا طریقہ یہ ہے کہ استاذ طلبہ کے سامنے اس کی حسّی مثال پیش کرے اور پھر اس معنوی حقیقت کو اس پر قیاس کر کے طلبہ کے اذہان کے قریب کرے۔

(۳)......**جسمانی اشارات/ زبانِ حال (بدن بولی):** استاذ کا یہ کام نہیں کہ وہ درس گاہ میں مستقل تقریر ہی کرتا رہے اور طلبہ خاموشی سے اس کی تقریر سنتے رہیں، بلکہ استاذ زبانِ حال (بدن بولی) (Body Language) سے بھی سبق کو طلبہ کے فہم سے قریب تر کرے، مثلاً: ہاتھوں اور آنکھوں کے اشارے سے یا آواز کے امتداد اور بلند یا پست کرنے سے کوئی بات سمجھائی جاسکتی ہو تو اس طریقے سے سمجھائے۔

(۴)......**نقشہ جات:** خصوصاً ابتدائی درجات میں سبق سمجھانے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ استاذ سبق کی تقریر سے قبل سبق کا نقشہ تیار کرلے جس میں سبق کے عنوان کی اقسام اور مثالوں کا ذکر موجود ہو، اگر صرف کتاب کی مدد سے کسی بھی عنوان کی تقسیم یا مثالوں کو سمجھایا جائے تو شاید اتنا مؤثر اور کامیاب نہ ہوگا جتنا کہ نقشہ کے ذریعے سمجھانے سے ہوگا۔

(۵)...... **بورڈ کا استعمال:** سبق کی بہت سی باتیں خصوصاً ابتدائی درجات میں ایسی ہوتی ہیں کہ انہیں بورڈ کی مدد سے حل کیا جائے تو زیادہ وقت کی محنت کو کم وقت میں سمیٹا جاسکتا ہے اور سبق طلبہ کی فہم کے انتہائی قریب اور ان کے اذہان پر نقش ہوجاتا ہے اور طلبہ جو تصوّرِ سبق کے بارے میں قائم کیے ہوتے ہیں اس کا عملی جامہ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر حقیقت سمجھ لیتے ہیں۔

(۱۳) تعلیم کے ساتھ عملی تربیت

اپنے شاگردوں کو تعلیم دینے کے ساتھ ساتھ ان کی اصلاح وتربیت کرنا بھی اساتذہ کی ذمہ داری اور فرائضِ منصبی میں داخل ہے۔ اساتذہ کے پاس طلبہ ان کے والدین کی امانتیں ہیں، ان کی اصلاح وتربیت میں غفلت کرنا استاذ کی ایک گونہ خیانت اور اپنے فرائضِ منصبی میں کوتاہی ہے۔ اساتذہ کا اخلاقی اور شرعی فرض ہے کہ دورانِ سبق خواہ کسی فن کی کتاب ہو، طلبہ کو اخلاقِ حمیدہ کی تلقین اور اصلاحی وتربیتی باتیں کرتے رہیں۔

ویسے تو ہر بات ہی عمل کرنے کی ہوتی ہے، لیکن تدریس کے دوران میں اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ موقع بہ موقع خاص طور پر جہاں کوئی اصلاحی پہلو یا معاشرتی واخلاقی طور پر کوئی کمزور پہلو سامنے آئے تو اہتمام کے ساتھ اس بارے میں طلبہ کو تنبیہ کرے، ایسی ذہن سازی کی جائے کہ کوئی بھی شرعی واخلاقی پہلو ان کے لئے عملاً اجنبی نہ رہے۔ان کا دل ودماغ تقویٰ وطہارت، فکرِ آخرت، احساسِ ذمہ داری، تواضع، ہمدردی اور اَحیائے سنت کے جذبے جیسی اعلیٰ صفات سے معمور ہو۔

تربیت کے سلسلے میں سلفِ صالحین کے حالات وواقعات گاہے گاہے طلبہ کو سناتے رہنا چاہئے، تاکہ انہیں معلوم ہو کہ ہمارے اکابر؛ جن کے ہم نام لیوا ہیں، انہوں نے قرآن وسنت کے سیکھنے اور انہیں عملی زندگی میں زندہ کرنے کا کیسا اہتمام کیا اور کن کن مشقتوں کا سامنا کیا؟؟۔ان حالات وواقعات کو بیان کرنے سے طلبہ میں ہمت وحوصلہ اور اتباع کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

الغرض! اساتذہ کا کام فقط کتاب کی تدریس وتعلیم تک محدود نہیں، بلکہ اپنے زیرِ تعلیم طلبہ کی فکری وعملی زندگی کا دھارا بدلنے میں مثبت اور نتیجہ خیز کردار ادا کرنا بھی ان کے فرائض میں شامل ہے، البتہ نصیحت اور اصلاحِ عمل میں حکیمانہ اسلوب اختیار کرنا ضروری ہے اور اصلاح وتربیت میں کبھی ایسا طرز نہیں اپنانا چاہیے جو کسی کی شرمندگی اور رسوائی کا سبب بنے اور اس کی وجہ سے نصیحت کے منفی اثر کا اندیشہ ہو۔

(۱۴) شاگردوں کے لئے دُعا کا اہتمام

طلبہ کی تعلیم وتربیت کو بہتر بنانے کے لیے اوپر ذکر کیے گئے تمام اقدامات، اسباب کے درجے میں ہیں، کیونکہ ہر مقصد کے حصول کے لئے بندے کا اپنی وسعت کی حد تک کوشش کرنا اور مناسب اسباب اختیار کرنا ضروری ہوتا ہے، لیکن بندے کے اختیار کیے گئے اسباب کی نتیجہ خیزی اور مقصد میں کامیابی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے ہوتی ہے، اس کے بغیر کچھ نہیں ہوتا۔اساتذہ کو چاہیے کو مذکورہ اوصاف واقدامات کو اپنانے کے ساتھ ساتھ رجوع الی اللہ اور اپنے مقصد میں کامیابی کی دعاؤں کا بھی خوب اہتمام کریں، جب اپنی کامیابی کی دعا کریں تو اپنے عزیز شاگردوں کے لئے بھی دنیا وآخرت میں کامیابی کی دعا کریں، کیونکہ استاذ کی مکمل کامیابی شاگردوں کی کامیابی کے ساتھ مربوط ہے۔شاگردوں کی کامیابی استاذ کے لیے نیک فال ہے، جس میں استاذ کی ظاہری محنت کے ساتھ ساتھ ان کے حق میں دعاؤں کا اہتمام کرنے کا بھی بڑا دخل ہے۔

اساتذہ کا طلبہ کے ساتھ رویّہ اور بول چال

(۱)استاذ کا طلبہ کے ساتھ اندازِ گفتگو

اساتذہ کرام کی طلبہ کے ساتھ گفتگو ہمیشہ باوقار، شائستہ اور معیاری ہونی چاہیے، نیز اندازِ گفتگو اور لب و لہجہ ہمہ وقت نرم وشیریں ہونا چاہیے، کیونکہ زبان کی نرمی اور سختی کے اثرات اور نتائج بہت دُور رَس ہوتے ہیں، اسی طرح غیر مہذّب طرزِ گفتگو اور بازاری زبان کے استعمال سے گریز بھی کرنا چاہیے۔

ہمیں تو اپنے طلبہ کو تربیت دینی ہے، انہیں طرزِ تخاطب سکھانا ہے کہ اگر دشمن سے بھی بات کرو تو طریقہ سے کرو، کسی پر تنقید کرنی ہے تو وہ بھی شائستگی سے کرو، یہ بات ہمیں پہلے دن ہی ان کی گھٹی میں ملانی ہے، لہٰذا استاذ کی گفتگو غیبت، شکوے شکایت، جذباتیت، سطحیت، کسی کا مذاق اڑانا، برے نام سے یاد کرنا، طنزیہ جملے کسنا اور عامیانہ تنقید جیسے عیوب سمیت زبان سے متعلق تمام معاصی سے خالی ہونی چاہیے۔

اساتذہ کو یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ طلبہ سے بات چیت کا صحیح انداز اختیار کر کے نہ صرف انہیں گفتگو کا صحیح طریقہ سمجھایا جاسکتا ہے، بلکہ ان کو اس طرح سے معاشرے میں رہنے اور دوسروں سے ملنے ملانے کا سلیقہ بھی آجاتا ہے اور وہ منفی اور نقصان دہ انداز وحرکات اختیار کرنے سے محفوظ رہتے ہیں۔ بات کرنے کا سلیقہ آجائے تو یہ طلبہ مستقبل میں استاذ، باپ، شوہر یا قائد بن کر اپنے معاشرے کو جنّت نظیر بنا سکتے ہیں۔

(۲)استاذ کا طلبہ کے ساتھ خیر خواہانہ برتاؤ

استاذ کو طلبہ کے ساتھ ہر موقع پر خیر خواہانہ برتاؤ کرنا چاہیے۔ انہیں اپنے بچوں کی طرح سمجھنا چاہئے۔ ان کے ساتھ شفقت ومحبت کا سلوک کرنا چاہیے۔ اگر کوئی طالب علم بیمار ہو تو مزاج پرسی کرنا اور اس کے علاج ودوا کی فکر کرنی چاہیے۔ چھوٹے بچوں کو تسلی دینا اور حال معلوم کرنا چاہیے۔

اگر کوئی بچہ غریب اور مالی اعتبار سے کمزور ہے تو بقدرِ استطاعت مناسب انداز سے اس کی مدد کرنی چاہیے۔ اسی طرح اگر کوئی بچہ پڑھنے میں کمزور ہے تو درس سے خارج اوقات میں اس کو پڑھا دینا یا کسی اچھے اور ذہین طالب علم کو اسے پڑھانے کے لئے لگا دینا چاہیے، اس سے اس کی ہمت افزائی ہوتی ہے، مدرسہ اور اس کے ماحول سے وہ جلد مانوس ہوجاتا ہے اور پڑھنے میں اس کا دل لگنے لگتا ہے اور کامیاب ہوجاتا ہے۔

(۳) طلبہ کے احساسات کو سمجھیں

اساتذہ اپنے شاگردوں کے احساسات کو سمجھنے کی کوشش کریں، انہیں اپنی بات کہنے اور اپنے تاثرات ظاہر کرنے کا موقع دیں، کیونکہ بچوں کے جذبات کا احترام کرنے سے بچوں کو جذباتی سکون اور راحت ملتی ہے، اگر بچوں کے احساسات کو سمجھنے کی کوشش کی جائے تو آئندہ یہ بھی دوسروں کے احساسات سمجھنے کی کوشش کریں گے اور اس طرح وہ مستقبل میں حلیم الطبع بنیں گے اور انہیں مختلف مزاج بلکہ متضاد مزاج والے لوگوں کے ساتھ بھی زندگی گذارنے کا سلیقہ آجائے گا۔

اگر کسی طالب علم کی درس گاہ میں کارکردگی کمزور ہے تو اس کے حالات کا جائزہ لیں اور اس کمزوری کے پیچھے کارفرما نفسیاتی وجہ تلاش کرنے کی کوشش کریں، مثلاً: گھر کی طرف سے کوئی پریشانی ہے یا مالی پریشانی ہے یا کوئی ہم درس اسے مسلسل تنگ کررہا ہے وغیرہ، اور جب وجہ معلوم ہوجائے تو اس کو دور کرنے کی فکر کریں یا کم از کم اسے تسلی کے کلمات کہہ دیں اور حوصلہ دِلاتے رہیں۔

(۴) طلبہ کی عزّتِ نفس کا خیال کیجیے

جتنے بھی طلبہ ہمارے پاس آتے ہیں خواہ وہ کسی بھی درجے کے ہوں، یہ درحقیقت علمِ دین کے طالب اور مدارس کے مہمان ہیں، اگر ہم ان کی عزّت نہیں کریں گے تو دوسرے لوگ کہاں عزّت کریں گے؟!، لہٰذا اپنے طالب علموں کے ساتھ شفقت کے ساتھ ساتھ ان کی عزّتِ نفس کا بھی خیال کیجیے، ان کے اندر عزّتِ نفس پیدا کریں اور ان کے ساتھ ایسا معاملہ نہ کریں کہ جس سے ان کی بے عزتی ہو۔

ہمارے ماحول میں بعض اوقات بے تکلّفی میں اساتذہ اپنے طلبہ سے 'تو، تڑاق' اور 'اَبے، تبے' سے بات کرتے ہیں ''اَبے تُو یہ کیوں کررہا ہے؟، اَبے تو یہ کیا کررہا ہے؟، اَبے تو بیٹھ نا!''، یہ اگرچہ ان کی بے تکلّفی کا انداز ہوتا ہے، لیکن درحقیقت اس کا برا اثر یہ پڑتا ہے کہ طالبِ علم کی عزتِ نفس مجروح ہوتی ہے، ایسا کام نہ کریں، اپنے طلبہ کی عزت کریں، وہ مہمانانِ رسول ہیں، ان کو عزتِ نفس کو مجروح نہ کریں، ان کے ساتھ معاملہ تعظیم اور محبت کا معاملہ کریں۔ اگرچہ تربیت کے لیے بعض دفعہ ڈانٹنا بھی پڑ جاتا ہے اور بعض اوقات سخت سست بھی کہنا پڑ جاتا ہے۔ لیکن یہ ڈانٹ اور سختی تہذیب کے دائرے میں ہونی چاہیے۔

بسا اوقات طالب علم کی ٹوپی، کپڑے میلے ہوتے ہیں؛ یا وہ صفائی کا اہتمام نہیں کرتا تو ایسی صورت میں سب کے سامنے اس کی خامی کی نشاندہی کی بجائے ''مَا بَالَ أَقْوَامٍ'' کی حسین نبوی تعبیر اختیار کریں اور اجمالاً لباس

وبدن کی صفائی کی اہمیت طلبہ کے سامنے ذکر کریں یا اسے تنہائی میں بلاکر محبت سے سمجھائیں، اسے بے عزت اور احساسِ کمتری کا شکار نہ کریں۔

(۵) تادیبی کارروائی بتدریج ہونی چاہیے

طالب علم کی طرف سے کسی بے ادبی اور نالائقی کے سرزد ہوجانے کی صورت میں استاذ کا ردِعمل طالب علم کی خیرخواہی پر مبنی ہونا چاہیے۔ اپنی انا کی خاطر سخت سزا دینا مناسب نہیں، بلکہ ایسا حکیمانہ تادیبی طرز اختیار کرنا چاہیے جو اس کی اصلاح کے لیے کارگر ہو اور وہ شرمندگی کا احساس کرے۔ ان سے الجھنے کی بجائے عفو و درگذر سے کام لینا، محبت سے انھیں سمجھانا اور بتدریج اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے؛ اور جب اس سے کام نہ چلے تب حسبِ ضرورت زجر و توبیخ اور تادیب کے طریقے استعمال کرنے چاہییں۔

بعض علمائے کرام نے لکھا ہے کہ بچوں کی اصلاح وسزا کے سلسلہ میں وہی اسلوب اور طریقہ اختیار کرنا چاہیے جو بیوی کی اصلاح کے لئے شریعتِ اسلامیہ نے بتایا ہے، یعنی پہلے انہیں اچھی طرح سمجھانا چاہیے، اس سے کام نہ چلے تو زجر و توبیخ کرنی چاہیے، اس سے بھی کام نہ چلے تو ان سے بات چیت بند کردینی چاہیے، اور اس سے بھی کام نہ چلے تب سزا دینی چاہیے، مگر اصلاح کی نیت سے اور مناسب اور ہلکی سزا دیں اور چہرے اور نازک وحساس اعضاء پر نہ ماریں، اور نہ ایسی ضرب لگائیں کہ جس سے نشان پڑ جائے، مقصد اصلاح ہو، تعذیب نہ ہو اور یہ یاد رکھیں کہ اگر استاذ کی ناحق اور حدودِ شرعیہ سے متجاوز سزا کی وجہ سے کوئی طالبِ علم تحصیلِ علم سے دور ہوجائے تو اس کا وبال اس استاذ پر ہوگا۔ طلبہ کی اصلاح وتربیت میں ان کے سرپرستوں اور دیگر اساتذہ اور ذمہ داروں سے بھی مدد لیں اور جب کسی طرح اصلاح نہ ہوسکے اور اس طالب علم کی وجہ سے دوسرے طلبہ کے متاثر ہونے کا قوی اندیشہ ہو، تب اخراج کی سفارش کریں۔

(۶) درس گاہ کا ماحول معتدل ہونا چاہیے

استاذ کو چاہئے کہ اپنی خوش مزاجی، خوش طبعی اور طلبہ کی گرفت میں اعتدال کا مظاہرہ کرکے درس گاہ کا ماحول خوش گوار اور تناؤ سے خالی رکھے، البتہ اس میں بھی اعتدال ملحوظ رہے، نہ تو ماحول اتنا بے تکلّف ہو کہ طلبہ شتر بے مہار بن جائیں اور نہ ہی ایسا تناؤ والا ہو کہ اس استاذ کا گھنٹہ شروع ہوتے ہی طلبہ سہم جائیں۔ استاذ نہ تو طلبہ میں اتنا گھل مل جائے کہ ان پر اس کا رعب اور اثر جاتا رہے اور نہ اتنا تُند خو اور ترش رُو ہو کہ طلبہ اس سے خوف زدہ اور متنفر ہوجائیں۔

اساتذہ کی عمومی کوتاہیاں

(۱) طلبہ کے مابین ناانصافی

استاذ کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے طالب علموں کے ساتھ یکساں سلوک رکھے اور ان کے مابین کسی لسانی، گروہی، قرابت وجان پہچان یا دولت مندی کی بنیاد پر فرق نہ کرے، اس لیے کہ یہ تمام باتیں تعلیم کے میدان میں نقصان دہ ہیں اور ایسا رویّہ اختیار کرنے سے علم کی اشاعت پر فرق پڑے گا۔ معلم کسی شاگرد کے ساتھ اس طرح کا تعلق نہ رکھے جس کی بنیاد پر دوسرے طلبہ میں یہ احساس پیدا ہو کہ اس کے ساتھ قواعد وضوابط میں نرمی کی جا رہی ہے اور سزا میں رعایت برتی جا رہی ہے یا ہمیں کم تر سمجھا جا رہا ہے۔

اس طرزِ عمل سے استاذ اور شاگردوں کے درمیان دوری پیدا ہوگی، طلبہ آپس میں بغض وحسد میں مبتلا ہو جائیں گے اور نفرت کی فضا جنم لے گی، نیز طالب علم کی عمر چھوٹی ہو یا بڑی، ہر طالب علم اپنے استاذ کا برتاؤ خوب یاد رکھتا ہے اور ساری زندگی اس کی اچھائی یا برائی اسے یاد رہتی ہے، لہٰذا کبھی بھی کسی چھوٹے طالب علم کے ساتھ ناانصافی کرتے وقت اسے چھوٹا سمجھ کر اس کے بارے میں یہ گمان نہیں کرنا چاہیے کہ یہ چھوٹا ہے، کچھ نہیں سمجھے گا یا کچھ نہیں کہے گا، اس کا بہت بڑا نقصان یہ ہے کہ یہ ناانصافی ضرور بچے کے ذہن میں بیٹھ جاتی ہے اور وہ اپنے استاذ سے متعلق بری رائے اپنے ذہن میں بٹھا لیتا ہے۔

اسی طرح استاذ درس گاہ میں سبق کے دوران میں عدل ومساوات کا اس طرح مظاہرہ کرے کہ تمام طلبہ پر برابر نظر رکھے، ایسا نہ ہو کہ مخصوص طلبہ کو دیکھتا رہے اور باقیوں کی طرف متوجہ نہ ہو، اس سے طلبہ احساسِ کمتری میں مبتلا ہوں گے، اسی طرح عبارت پڑھانے اور سبق سننے میں مساوات رکھے اور اگر کسی طالب علم کو اس کی کسی خوبی کی وجہ سے ترجیح دیتا ہو، مثلاً وہ باادب ہے، محنتی ہے، خدمت گزار ہے تو پھر استاذ کو چاہئے کہ سب طلبہ کے سامنے اس کی وجہ بیان کرے کہ فلاں وجہ سے اس کو ترجیح دیتا ہوں، تاکہ دوسرے طلبہ میں بھی وہ خوبی اپنے اندر پیدا کرنے کا جذبہ پیدا ہو۔

(۲) شاگردوں کے سامنے کسی کی برائیاں کرنا

استاذ کو چاہیے کہ طلبہ کے سامنے دیگر اساتذہ، مدرسہ کے نظم اور اس کے مہتمم واراکین کی خرابیاں بیان نہ کرے، اسی طرح طلبہ کے سامنے مدرسہ کے قواعد یا کسی ذمہ دار کی طرف سے آئے کسی اعلان یا ہدایت کی تنقیص نہ کرے، اگر کچھ باتیں واقعی قابلِ اصلاح ہوں تو ذمہ دار حضرات کو دیانت داری اور خیر خواہی کے ساتھ مشورہ دے دیا کرے، تاکہ وہ اپنی صوابدید کے مطابق اس کی اصلاح کر دیں، طلبہ کے سامنے اس طرح کی چیزیں سامنے لانے کا

نتیجہ بے ادبی اور بے ضابطگی کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ غیبت، غمازی، کسی کی پردہ دری، افتراق بین المسلمین تو کسی کے لیے جائز نہیں اور حرام ہے تو پھر علماء اور مقتدایانِ دین کے لیے یہ کس طرح جائز ہوں گے؟!۔ مدارس میں جب اس قسم کی برائیاں آتی ہیں اور اساتذہ ایک دوسرے کی برائی میں لگ جاتے ہیں تو اس کا طلبہ اور عوام پر بہت برا اثر پڑتا ہے، پھر جب وہ درس اور وعظ میں ان معائب کی برائیاں اور ان پر وعید بیان کرتے ہیں تو ان کی اس لفاظی کا کسی کے دل پر اثر نہیں ہوتا اور فوراً ان کے دوسروں کے بارے میں کہے گئے الفاظ لوگوں کے سامنے آجاتے ہیں۔

(۳) معاصر علماء اور اداروں پر عامیانہ تنقید

طلبہ کے سامنے اپنے معاصر علماء یا اداروں کی کوئی برائی بیان کرنا یا کوئی ایسا کلمہ کہنا جس سے ان کی تنقیص ہو، طلبہ کی ذہن سازی اور تربیت میں حد درجہ نقصان دہ ہے۔ یہ دراصل زہر ہے جو استاذ اپنے شاگردوں کے ذہنوں میں بھر رہا ہے، یہ مرض ہمارے ہاں بہت زیادہ عام ہوتا جارہا ہے، آپ سب جانتے ہیں، یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں، اس سے دو اداروں یا معاصرین کے درمیان ایک محاذ قائم ہو جاتا ہے اور ہر دو طرف حامیوں کے جتھے وجود میں آجاتے ہیں اور محاذ آرائی شروع ہو جاتی ہے۔ صورتِ حال یہ ہو جاتی ہے کہ ایک ہی مسلک کے لوگ ہیں، لیکن اداروں کی نسبت کی وجہ سے ایک دوسرے سے متفرق ہیں، اس تفریق در تفریق کی وجہ ہمارا یہی رویّہ ہے، نیز یہ علم کے لئے بھی ایک رکاوٹ ہے، اس لیے اس سے بہت زیادہ بچنے کی ضرورت ہے۔ کوشش کرنی چاہیے کہ اپنے طلبہ کے سامنے معاصر علماء اور اداروں کی اچھی تصویر پیش کی جائے، اس لیے کہ آگے جا کر ہمارا یہی رویّہ طلبہ بھی اپنائیں گے یا کم از کم طلبہ کے سامنے سکوت ہی اختیار کیا جائے۔

(۴) طلبہ کی حوصلہ شکنی

کسی ایسے طالب علم کی جو پڑھائی کے لحاظ سے کمزور ہو، غیر مناسب الفاظ یا برے القاب سے پکار کر یا اور کسی طرح حوصلہ شکنی کرنا انتہائی غلط اقدام ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ ایسے طلبہ مسلسل حوصلہ شکنی اور اپنی عزتِ نفس اور وقار مجروح ہونے کی وجہ سے یا تو تعلیم کو بالکل خیر باد کہہ دیتے ہیں یا جمود کا شکار ہو کر آگے بڑھنے سے رک جاتے ہیں، بس مجبوری میں ایک ڈھب پر چل رہے ہوتے ہیں اور خواہی نخواہی بس نظام کے ساتھ اپنے آپ کو گھسیٹ رہے ہوتے ہیں، ورنہ کم از کم ایسے استاذ سے بدظنی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اس لیے کسی بھی موڑ پر استاذ کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ ایسا طریقہ اختیار کرے جس سے طالبِ علم کی عزتِ نفس، وقار اور علمی و عملی صلاحیت مجروح ہو، اور اصلاح کی بجائے اس کی فکر و عمل میں منفی پہلو شامل ہونا شروع ہو جائے، کوشش کی جائے کہ کمزور طالب علموں کو نہایت ہوشیاری، ہمدردی سے

اور اپنے قریب کر کے ہمت کے ساتھ شاہراہِ علم پر چلایا جائے۔

بعض اوقات استاذ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اس طالب علم کے ساتھی اسے غیر مناسب الفاظ اور برے القاب سے یاد کرتے ہیں، درس گاہ یا مدرسہ میں وہ طالب علم انہی باتوں اور غیر مناسب القاب سے یاد کیا جانے لگتا ہے۔ استاذ اور ساتھیوں کا یہ رویہ اس طالب علم کے لئے انتہائی ناقابلِ برداشت ہوتا ہے اور وہ بدظن ہو کر علم سے محروم ہو جاتا ہے۔ اس کے مدرسہ چھوڑ جانے کے بعد کم فہمی، لاعلمی اور ناتجربہ کاری میں سب کی رائے اور تبصرہ اس طالب علم کے بارے میں یہی ہوتا ہے کہ اچھا ہوا وہ طالب علم چلا گیا، وہ پڑھنے کی صلاحیت نہیں رکھتا تھا، اس کا دماغ اور صلاحیت پڑھنے والے طالب علموں جیسی نہیں تھی، چلو کسی دنیا کے کام میں چل نکلے گا، وغیرہ وغیرہ۔

لیکن اس کے پس پردہ اسباب کی طرف نگاہ نہیں ڈالی جاتی کہ اگر اس طالب علم کے اندر تعلیمی صلاحیت نہیں تھی تو کتنے اور ایسے اوصاف پائے جاتے تھے کہ اگر بعض اساتذہ اور ساتھی اس کا دل نہ دُکھاتے اور اس کی حوصلہ شکنی نہ کرتے تو عین ممکن ہے کہ علومِ دینیہ اور مدارس کے ماحول کی برکت سے وہ کسی نہ کسی دینی خدمت میں چل پڑتا، لیکن استاذ اور ہم سبق ساتھیوں کی دل شکنی اور غلط طرزِ عمل کی وجہ سے وہ دینی خدمت سے محروم رہ گیا۔

ذیل میں چند اور کمزوریوں کا بھی مختصر تذکرہ کیا جاتا ہے، جن سے احتیاط واجتناب ہر مدرس کے لیے ضروری ہے:

(۵) اساتذہ کی بعض شخصی کوتاہیاں:

1۔ مدرسے کے اصول وضوابط کی پابندی نہ کرنا۔

2۔ مدرسے سے غائب رہنا یا دوسرے مشاغل کی وجہ سے بار بار سبق کے ناغے کرنا۔

3۔ کسی فن میں مہارت نہ ہونے کے باوجود تدریس کے لیے اس کتاب کو طلب کرنا۔

4۔ بیچ سال میں کسی دوسری جگہ زیادہ تنخواہ کی توقع پر مستعفی ہو جانا۔

5۔ نماز باجماعت میں سستی کرنا۔

6۔ اپنی گھنٹی ختم ہو جانے کے بعد بھی کلاس سے نہ نکلنا اور دوسرے استاذ کا وقت استعمال کرنا۔

7۔ اجتماعی نظم کے مواقع میں جذباتی رویہ اختیار کرنا مثلاً امتحان ہال میں ہنگامہ کرنا، شور مچانا، چیخنا چلانا۔

8۔ اپنی ظاہری صفائی کا خیال نہ رکھنا، میلے اور خراب کپڑے پہن کر کلاس میں پڑھانے کے لیے آنا۔

9۔ لباس پوشاک اور وضع قطع خلاف سنت رکھنا۔

11۔ مدرسہ کے خادموں اور کارکنان کے ساتھ بدسلوکی کرنا۔

(۶) تعلیمی کوتاہیاں

1۔ بغیر مطالعہ کے سبق پڑھانا۔

2۔ کلاس میں دیر سے جانا، اور وقت سے پہلے نکل آنا۔

3۔ تعلیم اور تدریس چھوڑ کر کلاس میں موبائل استعمال کرنا، غیر ضروری مطالعہ کرنا، اخبار پڑھنا، سونا، مضمون لکھنا وغیرہ۔

4۔ مقررہ نصاب پورا نہ کرنا۔

5۔ درس گاہ میں حفظ کے بچوں کی تعلیم پر زیادہ توجہ نہ دینا اور باہر ٹیوشن میں خوب پڑھانا۔

6۔ اسباق صحیح طرح سے نہ سننا یا چند مخصوص طلبہ ہی سے سننا۔

7۔ طلبہ کے سوال کا جواب نہ دینا، یا سوال کرنے پر ناراض ہونا۔

8۔ امتحان کے سوالات بہت مشکل بنانا۔

9۔ امتحانی سوالات افشا کرنا۔

(۷) طلبہ سے رویے کی کوتاہیاں:

1۔ طلبہ کی حاضری نہ لینا۔

2۔ تادیب میں مبالغہ کرنا۔

3۔ طلبہ سے ناشائستہ انداز گفتگو اختیار کرنا یا گالی دینا۔

4۔ غریب، یتیم کمزور سمجھ کر ظلم ڈھانا، کسی کو حقیر سمجھنا۔

5۔ نام بگاڑنا۔

6۔ درس گاہ میں داخل ہوتے وقت سلام نہ کرنا۔

7۔ طلبہ سے ذاتی خدمت لینا؛ بالخصوص پر مشقت کام کرانا۔

8۔ بچوں میں کوئی برائی دیکھنے کے باوجود تنبیہ و تادیب نہ کرنا بلکہ خاموش رہنا۔

9۔ طلبہ پر اپنا رعب جمانا یا طلبہ کے سامنے ہمیشہ اپنی بڑائی بیان کرنا۔

10۔ بچوں سے محبت کرنے میں غلو کرنا۔

11۔ ناجائز طریقے سے بچوں سے پیسے نکلوانا یا ان کے سرپرستوں سے فرمائشیں کرنا۔

12۔بچوں کے سامنے گٹکا، بیڑی اورنسوار جیسی اشیاء کا استعمال کرنا۔

ہدایات برائے مقدار خواندگی

کامیاب مدرس کے لیے ضروری ہے کہ اس کے طریقہ تدریس اور نصاب میں اعتدال اور توازن برقرار رہے۔سال کے شروع میں بہت ہی کم پڑھانا اور سال کے آخر یا سہ ماہی ششماہی امتحانات کے قریب زیادہ زیادہ پڑھانا بالکل غیر مفید اور طلبہ کے لیے نقصان دہ ہے۔

کامیاب مدرسین اپنی متعلقہ کتاب اور نصاب ایام تدریس کو مدنظر رکھتے ہوئے سال کے شروع میں تقسیم کر لیتے ہیں اس طرح مدرسین بخوبی اس سے واقف ہوجاتے ہیں کہ کس مہینے میں ایام تدریس زیادہ ہیں اور کس مہینے میں کم اسی طرح مقدار خواندگی کو تقسیم کرتے ہوئے بھی یہ بات سامنے واضح ہوجاتی ہے کہ کتاب کی کونسی بحث زیادہ وقت لے گی اور یومیہ خواندگی کم ہوگی اور کونسی بحث جلدی پڑھائی جاسکتی ہے اور یومیہ خواندگی زیادہ ہوگی؟۔

اس سلسلے میں نصاب کو سال کی ابتداہی میں ماہانہ بنیادوں پر تقسیم کرنا نہایت مفید ہے جس سے ہفتہ وار اور یومیہ مقدار خواندگی کا اندازہ بخوبی ہوجاتا ہے۔

وفاق المدارس نے کئی اساتذہ کی مشاورت سے درس نظامی میں شامل اکثر کتابوں کے لیے سہ ماہی ششماہی اور سالانہ مقدار خواندگی کا ایک اجمالی خاکہ اور ماہانہ مقدار خواندگی کا قدرے تفصیلی خاکہ ترتیب دیا ہے جو تمام مدارس کے لیے پیش کیا جارہا ہے۔

مدارس اس میں حسب ضرورت اپنی سہولت کو مدنظر رکھتے ہوئے کمی بیشی کرسکتے ہیں،اس سلسلے میں سال کے شروع میں غور وفکر کر کے مقدار خواندگی طے کرلی جائے اور پورے سال حتی الامکان اس کی پابندی کی کوشش کی جائے۔البتہ مدارس اپنے ادارے کے سہ ماہی ششماہی سالانہ یا چہار ماہی اور سالانہ مقدار خواندگی کا نقشہ تیار کرکے دفتر وفاق ضرور بھیجیں۔

ہدایات برائے درجہ رابعہ

(ثانویہ خاصہ سال دوم)

<u>اہدافِ تعلیم و تعلم:</u>

(1)	تفسیر	(سورۃ یونس تا سورۃ قصص)
(2)	حدیث	(ریاض الصالحین)
(3)	فقہ	(شرح وقایہ آخرین)
(4)	اصول الفقہ	(نورالانوار)
(5)	نحو	(شرح جامی)
(6)	عربی ادب	(المقامات الحریریۃ)
(7)	منطق	(قطبی)

ترجمہ و مختصر تفسیر

سورہ یونس تا سورہ قصص

<u>مقصد اور مطلوبہ استعداد:</u>

اس درجے میں تفسیر پڑھنے کے بعد طالبِ علم میں درج ذیل استعداد ہونی چاہیے:

1. عربی قواعد کے لحاظ سے قرآنِ کریم کا اردو زبان میں سلیس ترجمہ کر سکے۔
2. مشکل صیغوں کی لغوی و صرفی تحقیق کر سکے، اور الفاظِ قرآن کے اعراب کی وجہ بیان کر سکے۔
3. غریب القرآن یعنی قرآن کریم میں موجود مشکل الفاظ کے معانی یاد ہو جائیں۔
4. آیات کی مختصر تفسیر بیان کر سکے اور آیات میں موجود عقائد، احکام اور آداب اجمالاً بیان کر سکے۔
5. آیات کا شانِ نزول (جو قرآن سمجھنے میں معاون ہو) بیان کر سکے۔
6. آیات میں موجود قصص کا خلاصہ زبانی بیان کر سکے۔
7. آیات کے ظاہر پر وارد ہونے والے اعتراضات کا جواب دے سکے۔
8. قرآن مجید پر عمل کا جذبہ پیدا ہو، اپنے اعمال و اخلاق کی اصلاح کی فکر پیدا ہو۔

اسلوبِ تدریس:

9. ترجمہ ومختصر تفسیر کے درس میں استاذِ محترم مندرجہ ذیل امور کا اہتمام فرمائیں:

1-اردو سلیس ترجمہ

1. ترجمہ قرآن کا معاملہ چونکہ ایک نازک معاملہ ہے، اس لیے ترجمے میں مدرس اکابر کے اردو تراجم کا پابند رہے۔

2. تمام پاروں میں سلیس ترجمہ کا التزام ہو، البتہ جہاں پر استاذِ محترم با محاورہ ترجمہ کرنا مناسب سمجھیں، یا وہ سمجھتے ہوں کہ سلیس ترجمہ سے آیت کا حسن پوری طرح نمایاں نہیں ہوتا، تو ایسے مواقع پر سلیس ترجمہ کے ساتھ ساتھ رائج محاورے کو مدنظر رکھ کر با محاورہ ترجمہ کرنا بھی بہتر رہے گا، اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ طلبہ کرام ترجمہ کی انواع اور ان کے درمیان تمیز کر سکیں گے۔

مثلاً آیتِ کریمہ **وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَقَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ سِيرُوا فِيهَا لَيَالِيَ وَأَيَّامًا آمِنِينَ** [السّبا:18] میں **قُرًى ظَاهِرَةً** کا سلیس ترجمہ (''نمایاں بستیاں''، ''دکھائی دینے والی بستیاں''، ''بہت سے گاؤں جو دکھائی دیتے تھے'') کرنے کے ساتھ رائج محاورے کا اعتبار کر کے یوں ترجمہ بھی کیا جائے ''لبِ سڑک بستیاں'' یا ''بر سرِ راہ بستیاں'' (تفسیرِ ماجدی، احسن البیان، سورہ سبأ:۱۸) تو اس ترکیب کا حسن بظاہر کسی حد تک نمایاں ہو سکے گا۔

اردو لفظی ترجمہ، اردو سلیس ترجمہ اور اردو با محاورہ ترجمہ کے درمیان فرق:

- **لفظی ترجمہ:** اس سے مراد تحت اللفظ ترجمہ ہے یعنی ہر لفظ کا ترجمہ اس کے ساتھ ہو۔
- **سلیس ترجمہ:** اس سے مراد وہ ترجمہ ہے جس میں جملے کی ساخت اور ترکیب میں ترجمہ کی زبان کا لحاظ رکھا جاتا ہے، یہ ترجمہ الگ الگ کلمات کی حد تک تو لفظی ہوتا ہے، مگر اس میں فعل، فاعل، مفعول، مضاف، مضاف الیہ، موصوف، صفت وغیرہ کی ترتیب میں اردو اسلوب کی پیروی کی جاتی ہے۔
- **با محاورہ ترجمہ:** اس میں ترتیب کے لحاظ سے اردو کے اسلوب کی پیروی کی جاتی ہے نیز کلمات اور جملوں کا مفہوم ادا کرنے کے لیے اردو زبان کے محاورات اور ادبی کلمات کا انتخاب کر کے مزید تحسین کی کوشش کی جاتی ہے۔
- ذیل میں بطور مثال دو آیتوں کے تینوں قسم کے تراجم لکھے جاتے ہیں، انہیں ملاحظہ فرمالیں:

• قال تعالیٰ: وَإِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللَّهُ شَهِيدٌ عَلَى مَا يَفْعَلُونَ o وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَسُولٌ فَإِذَا جَاءَ رَسُولُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ [یونس:46،47]

• **اردو لفظی ترجمہ:**

''اور اگر دکھلاویں ہم تجھ کو بعضے وہ چیز کہ وعدہ دیتے ہیں ہم اُن کو یا قبض کر لیویں تجھ کو پس طرف ہماری ہے پھر آنا اُن کا پھر اللہ شاہد ہے اوپر اس چیز کے کہ کرتے ہیں۔ اور واسطے ہر ایک امت کے پیغمبر ہے، پس جب آتا ہے وہ پیغمبر ان کا فیصل کیا جاتا ہے درمیان اُن کے ساتھ انصاف کے اور وہ نہیں ظلم کئے جاتے''۔ (شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ)

• **اردو سلیس ترجمہ:**

''اور اگر ہم اس میں سے کچھ حصہ آپ کو دکھا دیں جس کا ہم اِن سے وعدہ کرتے ہیں یا ہم آپ کو وفات دے دیں تو ہماری طرف ان سب کو لوٹنا ہے پھر اللہ اس پر گواہ ہے جو کام وہ لوگ کرتے ہیں۔ اور ہر امت کے لئے ایک رسول ہے، سو جب اُن کے پاس اُن کا رسول آجاتا ہے تو اُن کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جاتا ہے، اور اُن پر ظلم نہیں کیا جاتا''۔ (انوار البیان)

• **اردو بامحاورہ ترجمہ:**

''اور (اے پیغمبر) جن باتوں کی ہم نے ان (کافروں کو) دھمکی دی ہوئی ہے، چاہے ان میں سے کوئی بات ہم تمہیں (تمہاری زندگی میں) دِکھا دیں، یا (اس سے پہلے) تمہاری روح قبض کر لیں، بہر صورت ان کو آخر میں ہماری طرف ہی لوٹنا ہے، پھر (یہ تو ظاہر ہی ہے کہ) جو کچھ یہ کرتے ہیں اللہ اس کا پورا پورا مشاہدہ کر رہا ہے''۔ اور ہر امت کے لئے ایک رسول بھیجا گیا ہے، پھر جب اُن کا رسول آجاتا ہے تو اُن کا فیصلہ پورا انصاف سے کیا جاتا ہے اور اُن پر ظلم نہیں کیا جاتا''۔ (آسان ترجمہ قرآن)

اردو سلیس ترجمہ کے لئے درج ذیل کتب کا مطالعہ مفید ہوگا:

(۱)۔ **بیان القرآن لحکیم الأمة التّهانویؒ** ۔(۲)۔ **کشف الرحمٰن**، مؤلف: سحبان الہند مولانا احمد سعید دہلویؒ۔ (۳) جب کہ بامحاورہ ترجمہ کیلئے: **آسان ترجمہ قرآن**، از مفتی محمد تقی عثمانی حفظہ اللہ ورعاہ مفید ہے۔

2-3- کلمات کی لغوی، صرفی اور نحوی تحقیق:

کلمات کی لغوی تحقیق:

غریب القرآن (مشکل کلمات) کی لغوی تحقیق میں مندرجہ ذیل چیزیں شامل ہوں گی:

(۱)-کلمات کا لفظی معنیٰ (۲)-کلمات کا مرادی معنیٰ (۳)-اسمائے جامدہ میں جمع کا مفرد اور مفرد کی جمع۔

(۴)-قرآن مجید میں اگر اختلافِ صلات کی وجہ سے کسی کلمہ کا معنی تبدیل ہوتا ہو تو حسب ضرورت اس کا تذکرہ کیا جائے، مثلاً فعل (نظر)، جب حرف جر کے بغیر متعدی ہو جائے تو انتظار کے معنی میں آتا ہے اور (إلی) کے ساتھ ہو تو دیکھنے کے معنی میں، اور (فی) کے ساتھ استعمال ہو تو غور و فکر کا معنی ہوگا۔ مندرجہ ذیل آیات ملاحظہ کیجئے:

قولہ تعالی: يَومَ يَقُولُ الْمُنٰفِقُونَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِينَ ءَامَنُوا انظُرُونَا نَقْتَبِسْ مِن نُّورِكُم[الحدید:13]۔

قولہ تعالی: وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ[القیامۃ:22،23]،

وقولہ تعالی: أَوَلَمْ يَنظُرُوا فِي مَلَكُوتِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ[الاعراف:185]

فائدہ:......"غریب القرآن" کی لغوی تحقیق میں خصوصی طور پر مندرجہ ذیل پہلوؤں کی رعایت کرنی چاہیے:

- ***الفاظِ متقاربہ***......: قریب المعنی الفاظ، جیسے: بَثِّي وَحُزْنِي، شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا، لَعِبٌ وَّلَهْوٌ میں فرق بیان کیا جائے۔

قَالَ إِنَّمَآ أَشْكُوا بَثِّي وَحُزْنِيٓ إِلَى اللَّهِ[یوسف:86]لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا [المائدۃ:48]وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ إِلَّا لَعِبٌ وَلَهْوٌ [الأنعام:۳۲]

اسی طرح جن کلمات یا جملوں کے درمیان فرق غیر واضح ہو ان میں اہتمام سے فرق کی وضاحت کی جائے، جیسے:

آثِمًا أَوْ كَفُورًا [الانسان:24]وَمَن يَعْمَلْ سُوٓءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ[النساء:110]وَإِن تَلْوُوا أَوْ تُعْرِضُوا [النساء:135]

- ***محاوراتِ قرآنیہ***: قرآنی محاورات کے حقیقی اور مجازی (مرادی) معانی کی وضاحت اور دونوں میں مناسبت کا بیان ہو مثلاً:

☆......**وَلَمَّا سُقِطَ فِيٓ أَيْدِيهِمْ**[الاعراف:149]أي: ندموا غاية النّدم على عبادتهم العجل .قال الزمخشري: ولما اشتدّ ندمهم و حسرتهم على عبادة العجل .فهو مثل يضرب للنادم المتحيّر، ومعناه ندم؛ لأنّ من شأن من اشتدّ ندمه أن يعضّ يده غمّا، فتصير يده مسقوطا فيها، كأنّ فاه وقع فيها.

فَضَرَبْنَا عَلَىٰٓ ءَاذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِينَ عَدَدًا[الکہف:11]

- ***الوجوہ والنظائر***:۔قرآن کریم میں بسا اوقات ایک ہی کلمہ متعدد جگہوں میں مختلف معنوں میں استعمال

ہوا ہے، ایسے کلمات کی وضاحت ہو جیسے لفظ ''اُمة'' قرآن کریم میں مختلف معانی (مثلا مدت وزمانہ، مقتدا وپیشوا، جماعت وغیرہ) میں استعمال ہوا ہے۔

(۱)۔''امة'' بمعنی مدت وزمانہ، جیسے: وَقَالَ الَّذِی نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ أُمَّةٍ أَنَا أُنَبِّئُكُم بِتَأْوِيلِهِ فَأَرْسِلُونِ [یوسف:45]

(۲)۔''امة'' بمعنی مقتدی وپیشوا، جیسے: إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِّلَّهِ حَنِيفًا وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ [النحل:120]

(۳)۔''امة'' بمعنی جماعت، جیسے: وَلَمَّا وَرَدَ مَاءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ أُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُونَ [القصص:23]

- **غریب القرآن کے لئے درج ذیل کتب کا مطالعہ مفید ہوگا:**

1–المفردات فی غریب القرآن: أبو القاسم الحسین بن محمد المعروف بالراغب الأصفهانی (المتوفی:502ھ)

2– عمدة الحفاظ فی تفسیر أشرف الألفاظ: العلامة السّمین الحلبی

3– لغاتُ القرآن للعلامة عبد الرشید غجراتی.

4– الوجوه والنظائر لأبی هلال العسکری.

کلمات کی صرفی تحقیق:

کلمات کی صرفی تحقیق کا مطلب یہ ہے کہ اسمائے مشتقہ اور افعال میں باب، صیغہ (یعنی: واحد، تثنیہ، جمع، مذکر ومؤنث، حاضر، غائب ومتکلم)، بحث (یعنی: ماضی، مضارع، امر، معلوم ومجہول، اسم فاعل واسم مفعول وغیرہ) ہفت اقسام، حروفِ اصلیہ وزائدہ اور معنی بتایا جائے۔

کلمات کی نحوی تحقیق:

کلمات کی نحوی تحقیق سے مراد یہ ہے کہ مفردات میں معرب ومبنی، منصرف وغیر منصرف وغیرہ کی پہچان، ان کا اعراب، جملوں کی ترکیب اور وجوہِ اعراب بھی بتائے جائیں۔

- **نحوی وصرفی مباحث کے لیے درج ذیل کتب کا مطالعہ مفید ہوگا:**

(1)......الدر المصون فی علوم الکتاب المکنون، المؤلف: أبو العباس، شهاب

الدین، المعروف بالسمین الحلبی (المتوفی:756ھ)

(2)......الجدول فی إعراب القرآن الکریم، المؤلّف: محمود أحمد صافی

(3)......-معجم مفردات الاعلال والابدال

4-آیات کی مختصر تفسیر:

آیات کی مختصر تفسیر کے دوران عقائد، احکام اورآداب اجمالاً بیان کیے جائیں۔

آیاتِ کریمہ سے ثابت عقائد:

آیات سے اہلِ حق کے جوعقائد ثابت ہوتے ہیں، انہیں ذکر کیا جائے۔اسی طرح جن آیات کے ظاہر سے فرق باطلہ استدلال کرتے ہیں وہاں دلائل کی روشنی میں اس کی تردید کا اہتمام ہو۔البتہ وہ فرقِ باطلہ جن کا وجود ہی نہیں رہا مثلاً معتزلہ، جہمیہ، جبریہ وغیرہ اورمشہور قدیم مباحث مثلاً مسئلہ خلقِ قرآن وغیرہ میں زیادہ وقت نہ لیا جائے؛ بلکہ سابقہ آسمانی مذاہب یہودیت اورعیسائیت کے تحریف شدہ عقائد (عقیدہ تثلیث، عقیدہ ابنیت وغیرہ) پر ردکواہمیت دی جائے۔

عقائدونظریات کے لئے: معارف القرآن لشیخ التّفسیر والحدیث حضرۃ العلامۃ محمد اِدریس الکاندھلویؒ کوبھی مطالعہ میں رکھا جائے۔نیز اس سلسلہ میں جدید تفاسیر سے استفادہ کے ساتھ ساتھ ان مسائل پرلکھی گئی کتابیں سامنے رکھی جائیں۔

فقہی احکام:

آیاتِ احکام میں جومسائل عبارۃ النّص سے ثابت ہوتے ہوں انہیں بیان کردیا جائے، البتہ فقہی دلائل واختلافات بیان کرنے سے گریز کیا جائے۔اسی طرح اگرکسی آیت کا ظاہر حنفی مسلک کے خلاف نظر آتا ہوتواس کی معقول توجیہ کا اہتمام کیا جائے۔

فقہی احکام کے لئے: (۱)-بیان القرآن، مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالی (۲)-معارف القرآن، مفتی اعظم مولانا محمد شفیع رحمہ اللہ تعالی۔

فائدہ: دورِحاضر کے اہم مسائل (پردہ کی اہمیّت، تکفیرِ مسلم، موسیقی کی حرمت، سود کی حرمت وغیرہ) کواہتمام سے بیان کیا جائے۔

فائدہ: 1-وہ مفرد کلمات یا آیات جن میں مفسّرین کے متعدد اَقوال ہوں، وہاں دواقوال پراکتفا کیا جائے

اوراکابر کی تفاسیر کی روشنی میں راجح کی تعیین کی جائے کماورد من الاقوال الخمسة فی [وَإِذِ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ [البقرۃ:124]وکماورد من الاقوال السبعة فی [قَدَمَ صِدْقٍ][یونس:2]وکقولہ تعالیٰ: وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّىٰ أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ فَيَنسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللَّهُ آيَاتِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ [الحج:52]

5-آیات کا شانِ نزول

جن آیات کا سمجھنا شانِ نزول پر موقوف ہو وہاں مستند شانِ نزول بیان کرنے کا اہتمام کیا جائے، نیز حسب ضرورت آیات کے درمیان ربط بیان کیا جائے۔اس کے لئے''بیان القرآن'' کا مطالعہ مفید رہے گا۔

6-قصص القرآن

قرآن میں موجود قصص اور واقعات نیز غزوات النبی ﷺ کو اہتمام سے بیان کیا جائے۔اس کے لیے مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی کی''قصص القرآن''اور مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کی''سیرۃ المصطفیٰ'' کا مطالعہ مفید رہے گا۔

7-اعتراضات کا جواب

آیات کے ظاہر پر وارد ہونے والے اعتراضات اور ان کے جوابات بھی بیان کیے جائیں۔

8-ارشادی پہلو:

وقتاً فوقتاً موقع ومحل کی مناسبت سے طلبہ کے اعمال واخلاق کی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے، تاکہ ان میں قرآن مجید پر عمل کا جذبہ اور اپنے اعمال واخلاق کی اصلاح کی فکر پیدا ہو۔

ارشادی پہلو کے لئے :أيسر التفاسير لكلام العلي الكبير ،المؤلف: جابر بن موسى ابوبكر الجزائري

چند مفید نکات: (یہ شق اختیاری ہے)

قرآن کریم بلاغی اسرار ونکات کا ایک سمندر ہے۔قرآن کا نظم، اس کے مفردات، اس کی تراکیب اور اس کا اسلوب بیان اس بات کا شاہد عدل ہے۔اس لئے قرآنِ کریم کے اس پہلو کو نمایاں کرنے کی غرض سے بلاغی نکات کا اہتمام بہتر رہے گا۔اس سے قرآن کریم کا مخفی حسن اُجاگر ہوتا ہے، طالب علم کا ذوق وشوق اور تفسیر کے ساتھ دلچسپی بڑھتی ہے اور وہ جس طرح دیگر فنون کو اہمیت اور وقت دیتا ہے اسی طرح تفسیر کو بھی اہمیت دینے لگ جاتا ہے، لیکن اس سلسلہ میں یہ ذہن میں رہے، کہ زیادہ توجّہ ان نکات کی طرف ہو جس کا تعلق علم معانی کے ساتھ ہے، اس لیے کہ متوسط استعداد کا حامل طالب علم اسے سمجھ سکتا ہے اگرچہ اس نے علم معانی نہ پڑھا ہو، جبکہ اس کے برعکس علم بیان اور

بدیع ایسے علوم ہیں کہ اگر کسی نے یہ پڑھے نہ ہوں تو وہ ان فنون سے متعلقہ نکات کو نہیں سمجھ سکتا۔اس لئے ایسے نکات جن کا تعلق بیان اور بدیع کے ساتھ ہو درجہ رابعہ کے بعد والے درجات کے طلبہ کے سامنے بیان کئے جائیں۔اس سے پہلے درجات کے طلبہ کے لیے ان نکات کو بیان کرنا مفید نہ ہوگا،لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ علم معانی کا جو بھی نکتہ سامنے آئے،اسے طالب علم کے سامنے پیش کیا جائے، بلکہ صرف وہ بلاغی نکات بیان کیے جائیں،جن کے بارے میں ایک متوسّط طالبِ علم کے ذہن میں کوئی سوال اُٹھ سکتا ہے،ذیل میں اس بات کو واضح کرنے کی غرض سے چند مثالیں ذکر کی جاتی ہیں،انہیں ملاحظہ فرمالیں:

☆......قولہ تعالیٰ: لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ[البقرة:286]

☆......قولہ تعالیٰ: نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَأَنْزَلَ التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ[آل عمران:3]

☆......قولہ تعالیٰ: وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَى قَوْمِهِ فَلَبِثَ فِيهِمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا فَأَخَذَهُمُ الطُّوفَانُ وَهُمْ ظَالِمُونَ[العنكبوت:14]

[پہلی آیت میں مَا كَسَبَتْ اور مَا اكْتَسَبَتْ میں دونوں کے صیغوں اور باب کا فرق اوراس کی حکمت بتائی جائے۔

دوسری آیت میں نَزَّلَ اور اَنْزَلَ دو مختلف ابواب کے صیغے لائے گئے......اس میں کیا حکمت ہے؟

تیسری آیت میں اَلْفَ سَنَةٍ اور خَمْسِيْنَ عَامًا ہے؛اَلْف کے ساتھ سَنَةٍ اور خَمْسِيْنَ کے ساتھ عَامًا کا جو لفظ استعمال ہوا ہے اس میں کیا حکمت ہے؟۔

یہ ایسے سوال ہیں جو ایک متوسط طالب علم کے ذہن میں آسکتے ہیں اوران نکات کا تعلق علم معانی اور بدیع سے نہیں بلکہ عام لغت عرب سے ہے،استاذ ترجمۂ قرآن کے دوران اس کے ذکر بھی اہتمام کے ساتھ کرے،اوران بلاغی نکات کی طرف طلبہ کو توجہ دلاتا رہے۔]

<u>تفسیر اور مفید نکات کے لئے درج ذیل کتب کا مطالعہ مفید ہوگا:</u>

(1.)......تفسير أبى السعود، المؤلف: أبو السعود العمادى محمد بن محمد بن مصطفى (المتوفى:982ھ).

(2.)......روح المعانى فى تفسير القرآن العظيم والسبع المثانى،المؤلف: شهاب الدين محمود الألوسى (المتوفى:1270ھ)

(.3)......التحرير و التنوير، المؤلف: محمد الطاهر بن محمد بن محمد الطاهر بن عاشور التونسی (المتوفى:1393ھ)

(.4)......السراج المنير للخطيب الشّربينی (المتوفّٰی 977ھ)

<u>معاون کتب برائے تفسیر (درجہ رابعہ)</u>

مذکورہ بالا مباحث کے لئے استاذِ محترم مندرجہ ذیل مختلف کتابوں سے استفادہ کریں۔واضح رہے کہ انہی کتابوں کو مطالعہ میں رکھنا ضروری نہیں، ذیل کی کتابیں صرف رہنمائی کے لئے درج کی جاتی ہیں:

☆......**غریب القرآن کے لئے:(1)**المفردات فی غريب القرآن،المؤلف: أبو القاسم الحسين بن محمد المعروف بالراغب الأصفهانی (المتوفى:502ھ).(**2**)عمدة الحفاظ فی تفسير أشرف الألفاظ، المؤلف: العلامة السّمين الحلبی(**3**)۔ لغاتُ القرآن للعلامة عبد الرشيد النعمانی.

☆......**نحوی وصرفی مباحث کے لئے:(1)**الدر المصون فی علوم الكتاب المكنون، المؤلف: أبو العباس، شهاب الدين، المعروف بالسمين الحلبی(المتوفى:?756)

(**2**)الجدول فی إعراب القرآن الكريم، المؤلّف: محمود أحمد صافی

☆......**الوجوہ والنّظائر کے لئے**: الوجوه والنظائر، المؤلف: أبو هلال العسكری(المتوفى:نحو395ھ)

☆......**تفسیر اور مفید نکات کے لئے**:

(**1**)......تفسير أبی السعود، المؤلف: أبو السعود العمادی محمد بن محمد بن مصطفى (المتوفى:982ھ)

(**2**)......روح المعانی فی تفسير القرآن العظيم والسبع المثانی،المؤلف: شهاب الدين محمود الألوسی(المتوفى:1270ھ)

(**3**)......التحرير و التنوير، المؤلف: محمد الطاهر بن محمد بن محمد الطاهر بن عاشور التونسی(المتوفى:1393ھ)

(**4**)......السراج المنير للخطيب الشّربينی(المتوفّٰی 977ھ)

- **ارشادی پہلو کے لئے**:أيسر التفاسير لكلام العلی الكبير، المؤلف: جابر بن موسى أبو بكر الجزائری

- **فقہی احکام اور عقائد ونظریات کے لئے:** ا۔ معارف القرآن لشیخ التّفسیر والحدیث حضرۃ العلامۃ محمد ادریس الکاندہلویؒ۔ا۔ معارف القرآن للمفتی الاعظم حضرت مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ تعالیٰ.
- **سلیس (نحوی) ترجمہ کے لئے:** ا۔بیان القرآن لحکیم الأمۃ التّھانویؒ۔۲۔کشف الرحمٰن، مؤلف: سحبان الہند مولانا احمد سعیدؒ، جبکہ بامحاورہ ترجمہ کیلئے: (آسان ترجمہ قرآن) لشیخ الاسلام حفظہ اللہ.
- **مقاصدِ مذکورہ کے لئے جامع تفسیر:** (بیان القرآن)
- تفسیر ابن کثیر اور تفسیرِ عثمانی بھی مطالعے میں رکھیں۔

حدیث

کتاب کا نام: ریاض الصالحین

__مقصد اور مطلوبہ استعداد__

ریاض الصالحین پڑھنے کے بعد طالب علم میں درج ذیل استعداد ہونی چاہیے:

1. عبارت درست اعراب کے ساتھ پڑھ سکے اور اعراب کی وجہ بیان کر سکے۔
2. عربی قواعد کے لحاظ سے احادیث کا سلیس اردو ترجمہ کر سکے۔
3. مشکل صیغوں کی لغوی وصرفی تحقیق کر سکے، اور مشکل جملوں کی ترکیب کر سکے۔
4. غریب الحدیث یعنی حدیث میں موجود مشکل الفاظ کے معانی یاد ہوں۔
5. احادیث کی مختصر تشریح بیان کر سکے اور احادیث میں موجود عقائد، احکام اور آداب اجمالاً بیان کر سکے۔
6. احادیث کے ظاہر پر وارد ہونے والے اعتراضات کا جواب دے سکے۔
7. حفظِ احادیث کا شوق پیدا ہو، نصاب میں موجود مسنون ادعیہ اور منتخب احادیث زبانی یاد ہوں۔
8. احادیث پر عمل کا جذبہ پیدا ہو، اپنے اعمال واخلاق کی اصلاح کی فکر پیدا ہو۔

__اسلوبِ تدریس:__

"ریاض الصالحین" کی تدریس میں استاذ محترم درجہ ذیل امور کا اہتمام فرمائیں:

مقدمہ:

ابتدا میں حدیث کی تعریف، موضوع، غرض وغایت بیان کیے جائیں، کتاب کا تعارف اور صاحبِ کتابؒ

کے حالات بیان کیے جائیں۔

اصلاحِ عبارت:

1. کتاب کی عبارت باری باری لاعلی التعیین طلبہ سے پڑھوائی جائے، ان سے عبارت میں نحوی وصرفی سوالات کیے جائیں، خصوصا اعراب کی وجہ پوچھی جائے، عبارت کی کسی ادنیٰ غلطی یا کسی لفظ کے تلفظ میں غلطی سے بالکل چشم پوشی نہ کی جائے اور ایسی غلطی پر خوب تنبیہ کی جائے۔

2. عبارت حل کرتے وقت اشارات کے مشارالیہ اور ضمائر کے مراجع بیان کرنے کا خوب اہتمام ہو، اور طلبہ کو اس کی طرف متوجہ کر کے ان کو بھی اس اہتمام کا پابند کیا جائے۔

3. سلیس ترجمہ:

احادیث مبارکہ کے سلیس ترجمہ کا التزام ہو، البتہ جہاں پر استاذِ محترم بامحاورہ ترجمہ کرنا مناسب سمجھیں اور بامحاورہ ترجمے کے بغیر مفہوم صحیح طرح واضح نہ ہو رہا ہو وہاں سلیس ترجمہ کے ساتھ ساتھ رائج محاورے کو مدنظر رکھ کر بامحاورہ ترجمہ بھی کرنا چاہیے۔

اردو لفظی ترجمہ، اردو سلیس ترجمہ اور اردو بامحاورہ ترجمہ کے درمیان فرق:

لفظی ترجمہ:......اس سے مراد تحت اللفظ ترجمہ ہے یعنی ہر لفظ کا ترجمہ اس کے ساتھ ہو۔

سلیس ترجمہ:...... اس سے مراد وہ ترجمہ ہے جس میں جملے کی ساخت اور ترکیب میں ترجمہ کی زبان کا لحاظ رکھا جاتا ہے، یہ ترجمہ الگ الگ کلمات کی حد تک تو لفظی ہوتا ہے، مگر اس میں فعل، فاعل، مفعول، مضاف، مضاف الیہ، موصوف، صفت وغیرہ کی ترتیب میں اردو اسلوب کی پیروی کی جاتی ہے۔

بامحاورہ ترجمہ:......اس میں ترتیب کے لحاظ سے اردو کے اسلوب کی پیروی کی جاتی ہے نیز کلمات اور جملوں کا مفہوم ادا کرنے کے لیے اردو زبان کے محاورات اور ادبی کلمات کا انتخاب کر کے مزید تحسین کی کوشش کی جاتی ہے۔

کلمات کی لغوی، صرفی اور نحوی تحقیق:

کلمات کی لغوی تحقیق:

غریب الحدیث (مشکل کلمات) کی لغوی تحقیق میں مندرجہ ذیل چیزیں شامل ہوں گی:

(۱) کلمات کا لفظی معنیٰ۔(۲)......کلمات کا مرادی معنیٰ۔(۳)......اسمائے جامدہ میں جمع کا مفرد اور مفرد کی جمع۔

(۴)......اگر اختلافِ صلات کی وجہ سے کسی کلمہ کا معنی تبدیل ہوتا ہو تو حسب ضرورت اس کا تذکرہ کیا جائے، مثلا

فعل (نظر)، جب حرف جر کے بغیر متعدی ہوتو انتظار کے معنی میں آتا ہے اور (إلى) کے ساتھ ہوتو دیکھنے کے معنی میں، اور (فی) کے ساتھ استعمال ہوتو غور وفکر کے معنیٰ میں ہوگا۔

کلمات کی صرفی تحقیق:

کلمات کی صرفی تحقیق کا مطلب یہ ہے کہ اسمائے مشتقہ اور افعال میں باب، صیغہ (یعنی: واحد، تثنیہ، جمع، مذکر ومؤنث، حاضر، غائب ومتکلم)، بحث (یعنی: ماضی، مضارع، امر، معلوم ومجہول، اسم فاعل واسم مفعول وغیرہ) ہفت اقسام، حروفِ اصلیہ وزائدہ اور معنیٰ بتایا جائے۔

کلمات کی نحوی تحقیق:

کلمات کی نحوی تحقیق سے مراد یہ ہے کہ مفردات میں معرب ومبنی، منصرف وغیر منصرف وغیرہ کی پہچان، ان کا اعراب، جملوں کی ترکیب اور وجوہِ اعراب بھی بتائے جائیں۔

احادیث مبارکہ کی مختصر تشریح:

احادیث مبارکہ کی مختصر تشریح کے دوران عقائد، احکام اور آداب اجمالاً بیان کیے جائیں۔

احادیث مبارکہ سے ثابت عقائد:

احادیث مبارکہ سے اہلِ حق کے جو عقائد ثابت ہوتے ہیں؛ انہیں ذکر کیا جائے، اسی طرح جن احادیث کے ظاہر سے فرقِ باطلہ استدلال کرتے ہیں وہاں دلائل کی روشنی میں اس کی تردید کا اہتمام ہو۔

فقہی احکام:

احادیث مبارکہ میں عبارۃ النّص سے جو احکام ثابت ہوتے ہوں انہیں بیان کردیا جائے، البتہ فقہی دلائل واختلافات بیان کرنے سے گریز کیا جائے۔ اسی طرح اگر کسی حدیث کا ظاہر حنفی مسلک کے خلاف نظر آتا ہو تو اس کی معقول توجیہ کا اہتمام کیا جائے۔

فائدہ: **1.** جن کلمات یا جملوں کی تشریح میں شارحین کے متعدد اقوال ہوں، وہاں دو اقوال پر اکتفا کیا جائے۔

2. ہر باب کا اجمالی تعارف کروایا جائے، مثلاً ''کتاب الجھاد'' میں جہاد کے لغوی واصطلاحی معنیٰ، جہاد کی اقسام، ان کا حکم وغیرہ۔

3. دورِ حاضر کے اہم مسائل (پردہ کی اہمیت، تکفیر مسلم، موسیقی کی حرمت، سود کی حرمت وغیرہ) کو اہتمام سے بیان کیا جائے۔

4. حدیث کے صرف اس حصے کی تشریح پر اکتفانہ کیا جائے جو باب سے متعلق ہے، بلکہ مکمل حدیث کی مختصر تشریح کی جائے اور اس میں مذکور تمام مضامین اختصار کے ساتھ بیان کیے جائیں، اگرچہ وہ متعلقہ باب کے عنوان کے تحت نہ آتے ہوں۔مثلا:"**باب التنافس فی أمور الآخرة والاستکثار مما یتبرک به**" کے ذیل میں یہ حدیث مذکور ہے:

عن سهل بن سعد الساعدی أن رسول الله صلى الله علیه وسلم أتی بشراب فشرب منه وعن یمینه غلام وعن یساره أشیاخ فقال للغلام أتأذن لی أن أعطی هؤلاء فقال الغلام لا والله لا أوثر بنصیبی منک أحدا قال فتله رسول الله صلى الله علیه وسلم فی یده .یستفاد من قول الغلام: »والله لا أوثر بنصیبی منک أحدا« أمران:

(ا) المنافسة فی أمور الآخرة. (2) الحرص علی التبرک بآثار النبی صلى الله علیه وسلم . وهذا هو مدلول الباب .واستنبط العلماء من الحدیث فوائد تالیة غیر ما ذکر فی مدلول الباب، وهی:

1- البدء بالضیافة بأفضل من فی المجلس ثم من علی یمینه. 2 .- الحث أداء الحقوق لأهلها وحسن الأدب فی المعاملة من الناس مهما کبروا أو صغروا. 3- استحباب توقیر الکبار وإنزال الناس منازلهم فی الفضل والکرامة.

احادیث کا شانِ ورود

جن احادیث کا سمجھنا شانِ ورود پر موقوف ہو وہاں شانِ ورود بیان کرنے کا اہتمام کیا جائے۔

قصص الحدیث

احادیث مبارکہ میں موجود قصص اور واقعات کو اہتمام سے بیان کیا جائے۔

اعتراضات کا جواب

احادیث مبارکہ کے ظاہر پر وارد ہونے والے اعتراضات اور ان کے جوابات بھی بیان کیے جائیں۔

ارشادی پہلو:

وقتاً فوقتاً موقع ومحل کی مناسبت سے طلبہ کے اعمال واخلاق کی اصلاح کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، تاکہ ان میں حدیث پر عمل کا جذبہ پیدا ہو، اپنے اعمال واخلاق کی اصلاح کی فکر پیدا ہو۔

مصطلحاتِ حدیث:

کتاب میں مذکور علم الحدیث کی مصطلحات وضاحت وتشریح کے ساتھ طلبہ کو یاد کروائی جائیں، مثلاً صحیح، حسن، ضعیف، رواہ الشیخان وغیرہ۔

معاون کتب ومفید شروحات

(۱) دلیل الفالحین شرح ریاض الصالحین۔(۲) شرح ریاض الصالحین للصابونی (۳) لغات الحدیث (مولانا وحید الزمان)۔(۴) مجمع بحار الانوار

فقہ

شرح وقایہ (آخرین)

مقصد اور مطلوبہ استعداد

شرح وقایہ پڑھنے کے بعد طالبِ علم میں درج ذیل استعداد ہونی چاہیے:

1. عبارت درست اعراب کے ساتھ پڑھ سکے اور اعراب کی وجہ بیان کر سکے۔
2. عربی قواعد کے لحاظ سے عبارت کا سلیس ترجمہ کر سکے۔
3. کتاب میں موجود تمام فقہی مصطلحات کی تعریفات عربی میں زبانی یاد ہوں۔
4. عبارت میں موجود صورتِ مسئلہ مختصراً اور جامع انداز میں بیان کر سکے اور مثال سے اس کی وضاحت کر سکے، نیز کتاب میں موجود اختلافی مسائل میں فقہا کے اختلاف کی بمع دلائل تشریح کر سکے۔
5. ہر باب کی بنیادی اور کثیر الوقوع جزئیات کا حکم اور ان کی علت اختصار کے ساتھ زبانی یاد ہو۔
6. جن فقہی قواعد وضوابط پر کتاب کے مسائل کا سمجھنا موقوف ہو وہ عربی میں زبانی یاد ہوں۔
7. ملتے جلتے مسائل کے حکم میں فرق کی وجہ بیان کر سکے۔
8. کتاب میں موجود مسائل کی ایسی مشق ہو کہ معروضی سوالات (صحیح، غلط، خالی جگہیں وغیرہ) کا جواب دے سکے۔

اسلوبِ تدریس:

''شرح الوقایہ'' کی تدریس میں استادمحترم درجہ ذیل امور کا اہتمام فرمائیں:

مقدمہ:

ابتدامیں فقہ کی تعریف،موضوع،غرض وغایت بیان کیے جائیں،نیزمتن،شرح اورمصنفؒ کے حالات بیان کیے جائیں۔

اصلاحِ عبارت:

1. کتاب کی عبارت باری باری لاعلی التعیین طلبہ سے پڑھوائی جائے،ان سے عبارت میں نحوی وصرفی سوالات کیے جائیں،خصوصا اعراب کی وجہ پوچھی جائے،عبارت کی کسی ادنیٰ غلطی یا کسی لفظ کے تلفظ میں غلطی سے بالکل چشم پوشی نہ کی جائے اورایسی غلطی پرخوب تنبیہ کی جائے۔

2. عبارت حل کرتے وقت اشارات کے مشارٌالیہ اور ضمائر کے مراجع بیان کرنے کا خوب اہتمام ہو،اور طلبہ کواس کی طرف متوجہ کرکے ان کوبھی اس اہتمام کا پابند کیا جائے۔

سلیس ترجمہ:

عبارت کے سلیس ترجمے کاالتزام ہو۔

عبارت کی تشریح:

1. یہ کتاب چوں کہ متن اوراس کی شرح پرمشتمل ہے،اس لیےاس کی تدریس اس انداز سے ہوکہ شرح کی مدد سے متن حل کرنے کی صلاحیت پیدا ہوجائے۔

2. سب سے پہلے شرح کی روشنی میں متن کے مسئلے کی صورت واضح کر کے مثال سےاس کوسمجھایاجائے،پھر کتاب میں موجود اختلاف اور دلائل کا خلاصہ شارح کے انداز میں بیان کیاجائے،اس کے بعد عبارت پر مسئلے کی تطبیق کی جائے۔

3. شرح وقایہ کے مصنّفؒ بعض مرتبہ دیگراَدِلہ کےعلاوہ اپنی تحقیق بھی پیش کرتے ہیں اسے بالخصوص سمجھایا جائے۔

4. ہر باب کی بنیادی اور کثیر الوقوع جزئیات کے احکام اوران کی علتیں اختصار کے ساتھ زبانی یادکروائی جائیں۔

فائدہ: ہر سبق میں چار باتوں کا خصوصی اہتمام کیا جائے:

1. مضامین کے اعتبار سے عبارت کی تقطیع و تقسیم۔
2. عبارت کی زبانی تشریح۔
3. عبارت کو اچھی طرح حل کر کے تشریح کی عبارت پر تطبیق۔
4. آخر میں سبق کا خلاصہ۔

فقہی مصطلحات:

1. کتاب میں مذکور تمام فقہی مصطلحات کی تعریفات عربی میں لکھوا کر زبانی یاد کروائی جائیں۔
2. نیز کسی باب سے متعلق مصطلحات (مثلاً مسلم الیہ، مسلم فیہ، رب السلم وغیرہ) کی باب کے شروع میں خوب وضاحت کی جائے، تا کہ طالب علم باب میں آنے والے الفاظ سمجھ سکے اور اس کو مسئلہ سمجھنے میں کوئی مشکل نہ ہو۔

فقہی قواعد وضوابط:

جن فقہی قواعد وضوابط پر کتاب کے مسائل کا سمجھنا موقوف ہو وہ عربی میں لکھوا کر زبانی یاد کروائے جائیں اور اچھی طرح سمجھا کر مسائل کو ان پر متفرع کیا جائے۔

متشابہ مسائل کے حکم میں فرق کی وجہ:

باہم ملتے جلتے مسائل کے حکم میں فرق کی وجہ اہتمام سے بیان کی جائے۔

معروضی سوالات کے جوابات:

کتاب میں موجود مسائل کی وقتاً فوقتاً ایسی تقریری وتحریری مشق کرائی جائے کہ طلبہ معروضی سوالات (صحیح، غلط، خالی جگہیں وغیرہ) کا جواب دے سکیں، نیز گذشتہ سبق کے مختلف اجزا مختلف طلبہ کرام سے سننے کا اہتمام ہو۔

معاون کتب برائے حلِ شرح وقایہ:

تکملہ عمدۃ الرّعایہ، المسماۃ: زبدۃ النہایۃ لعمدۃ الرعایہ۔

معاون کتب برائے توسّع:

(اس کے مباحث درس گاہ میں بیان نہ کئے جائیں، ہاں! گاہے بگاہے ان کی طرف رہنمائی کردی جائے)

(۱)۔فقہ البیوع لشیخ الاسلام المفتی محمد تقی العثمانی حفظہ اللہ۔ (۲)۔ فتح القدیر شرح الہدایہ للعلامہ ابن الہمامؒ۔
(۳)۔البحر الرائق شرح کنز الدقائق (۴)۔مجمع الانہر (۵)۔درر الحکام شرح غرر الاحکام (ملا خسرو)

اصولِ فقہ

کتاب کا نام: نور الانوار

مقصد اور مطلوبہ استعداد

نور الانوار پڑھنے کے بعد طالبِ علم میں درج ذیل استعداد ہونی چاہیے:

1. عبارت درست اعراب کے ساتھ پڑھ سکے اور اعراب کی وجہ بیان کر سکے۔
2. عربی قواعد کے لحاظ سے عبارت کا سلیس ترجمہ کر سکے۔
3. مختصر اور جامع انداز میں متن کی تشریح کر سکے اور مثال سے اس کی وضاحت کر سکے۔
4. شارح کے بیان کردہ سوال و جواب اور قیود و فوائد بیان کر سکے اور شرح میں موجود مباحث کا خلاصہ بیان کر سکے۔
5. کتاب میں موجود اصولی قواعد اور اصولِ فقہ کی تمام مصطلحات کی تعریفات مع امثلہ عربی میں زبانی یاد ہوں۔
6. کتاب میں موجود اصول میں اختلاف کی صورت میں اصولیین کا اختلاف مع مختصر تفریع بیان کر سکے۔
7. باہم متشابہ اصولی مصطلحات (نص اور عبارۃ النص، ظاہر اور صریح، عموم مجاز اور جمع بین الحقیقۃ والمجاز) میں فرق معلوم ہو۔
8. کتاب میں موجود تفریعات کے اصول اور اصول کی تفریعات زبانی بیان کر کے باہم تطبیق کر سکے۔
9. کتاب میں موجود مسائل کی ایسی مشق ہو کہ معروضی سوالات (صحیح، غلط، خالی جگہیں وغیرہ) کا جواب دے سکے۔

اسلوبِ تدریس:

''نور الانوار'' کی تدریس میں استاد محترم درجہ ذیل امور کا اہتمام فرمائیں:

مقدمہ: ابتدا میں اصولِ فقہ کی تعریف، موضوع، غرض و غایت بیان کیے جائیں، نیز متن، شرح اور مصنفؒ کے

حالات بیان کیے جائیں۔

اصلاحِ عبارت:

1. کتاب کی عبارت باری باری لاعلی التعیین طلبہ سے پڑھوائی جائے، ان سے عبارت میں نحوی وصرفی سوالات کیے جائیں، خصوصا اعراب کی وجہ پوچھی جائے، عبارت کی کسی ادنیٰ غلطی یا کسی لفظ کے تلفظ میں غلطی سے بالکل چشم پوشی نہ کی جائے اور ایسی غلطی پر خوب تنبیہ کی جائے۔

2. عبارت حل کرتے وقت اشارات کے مشارٌ الیہ اور ضمائر کے مراجع بیان کرنے کا خوب اہتمام ہو، اور طلبہ کو اس کی طرف متوجہ کر کے ان کو بھی اس اہتمام کا پابند کیا جائے۔

سلیس ترجمہ: عبارت کے سلیس ترجمے کا التزام ہو۔

عبارت کی تشریح:

1. یہ کتاب چوں کہ متن اور اس کی شرح پر مشتمل ہے، اس لیے اس کی تدریس اس انداز سے ہو کہ شرح کی مدد سے متن حل کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے۔

2. سب سے پہلے شرح کی روشنی میں متن کے مسئلے کی صورت واضح کر کے مثال سے اس کو سمجھایا جائے، پھر کتاب میں موجود مباحث کا خلاصہ شارح کے انداز میں بیان کیا جائے، اس کے بعد عبارت پر مسئلے کی تطبیق کی جائے۔

3. کتاب میں موجود اصول میں اختلاف کی صورت میں اصولیین کا اختلاف مع مختصر تفریع بیان کیا جائے۔

4. کتاب میں موجود تفریعات کے اصول اور اصول کی تفریعات خوب وضاحت سے سمجھا کر یاد کروائی جائیں، نیز تفریعات کو اصول پر منطبق کرنے کی خوب مشق کروائی جائے۔

5. تفریعات چونکہ کثرت سے ہیں، لہٰذا اصل کو اچھی طرح ذہن نشین کرانا ضروری ہے، اور ہر تفریع پر تطبیق کے وقت اصل کی یاد دہانی بھی ضروری ہے۔

6. کوشش یہ ہو کہ ہر اصطلاح میں حکم کی دو تفریعات پڑھانے کے بعد باقی تفریعات طلبہ کرام خود حل کر کے لائیں۔

7. کتاب چونکہ طویل ہے، اس لیے خارجی مباحث سے احتراز کیا جائے۔

8. سبق کی تفہیم میں بورڈ سے بھرپور مدد لی جائے۔

فائدہ: ہر سبق میں چار باتوں کا خصوصی اہتمام کیا جائے:

1. مضامین کے اعتبار سے عبارت کی تقطیع وتقسیم۔
2. عبارت کی زبانی تشریح۔
3. عبارت کو اچھی طرح حل کر کے تشریح کی عبارت پر تطبیق۔
4. آخر میں سبق کا خلاصہ۔

اصولِ فقہ کی مصطلحات:

1. کتاب میں مذکور تمام فقہی مصطلحات کی تعریفات عربی میں لکھوا کر زبانی یاد کروائی جائیں۔
2. اصولِ فقہ کی اصطلاحات میں تین امور اہمیت رکھتے ہیں:

اول:......اس کی تعریف **دوم:**......اس کا حکم **سوم:**......اس کی مثال اور وضاحت۔

طلبہ کو تمام اصطلاحات سے متعلق یہ تینوں چیزیں اہتمام سے یاد کروائی جائیں۔اصطلاحات کی تعریفات میں احترازی قیود سمجھا کر طلبہ کو انہیں یاد کرنے کا پابند بنایا جائے۔

باہم متشابہ اصولی مصطلحات:

باہم متشابہ اصولی مصطلحات (نص اور عبارۃ النص، ظاہر اور صریح، عموم مجاز اور جمع بین الحقیقۃ والمجاز) میں فرق اہتمام سے بیان کیا جائے۔

معروضی سوالات کے جوابات:

کتاب میں موجود مسائل کی وقتاً فوقتاً ایسی تقریری وتحریری مشق کرائی جائے کہ طلبہ معروضی سوالات (صحیح، غلط، خالی جگہیں وغیرہ) کا جواب دے سکیں، نیز گذشتہ سبق کے مختلف اجزا مختلف طلبہ کرام سے سننے کا اہتمام ہو۔

معاون کتب ومفید شروحات:

☆کشف الاسرار علی المنار للنسفیؒ ☆فتح الغفار شرح نور الانوار لابن نجیم

☆قمر الاقمار شرح نور الانوار ☆جامع الاسرار شرح نور الانوار للکاکی

☆سر الاسرار حاشیه نور الانوار للسنبھلی ☆شرح نور الانوارلابن ملک

کتب برائے توسع:

(۱)۔''الوجیز فی أصول الفقه''مؤلف:عبدالکریم زیدان۔(۲)أصول السرخسی ،المؤلف:محمد بن احمد

بن ابی سہل شمس الائمۃ السرخسی (المتوفی:483ھ)

نحو

کتاب کا نام: شرحِ جامی

مقصداور مطلوبہ استعداد

شرح جامی پڑھنے کے بعد طالب علم میں درج ذیل استعداد ہونی چاہیے:

1. عبارت درست اعراب کے ساتھ پڑھ سکے اور اعراب کی وجہ بیان کر سکے۔
2. عربی قواعد کے لحاظ سے عبارت کا سلیس ترجمہ کر سکے۔
3. مختصر اور جامع انداز میں متن کی تشریح کر کے مثال سے اس کی وضاحت کر سکے، نیز شارح کے بیان کردہ سوال وجواب اور قیود وفوائد بیان کر سکے۔
4. متن کی تشریح کرتے ہوئے شارح نے جن قیود کا اضافہ کیا ہے ان قیود کے اغراض بیان کر سکے۔
5. کتاب میں موجود نحوی قواعد اور نحو کی تمام مصطلحات کی تعریفات مع اَمثلہ عربی میں زبانی یاد ہوں۔
6. کتاب میں موجود نحوی مسائل وقواعد کے ضبط کے ساتھ ساتھ ان کی علل سے واقفیت ہو۔
7. اشعار کا ترجمہ، ترکیب، محل استشہاد کی تعیین اور استشہاد کی وضاحت کر سکے۔
9. کتاب میں موجود مسائل کی ایسی مشق ہو کہ معروضی سوالات (صحیح غلط، خالی جگہیں وغیرہ) کا جواب دے سکے۔

اسلوبِ تدریس

''شرح ملا جامی'' کی تدریس میں استاذِ محترم درج ذیل امور کا اہتمام فرمائیں۔

مقدمہ: ابتدا میں نحو کی تعریف، موضوع، غرض وغایت بیان کیے جائیں، نیز متن، شرح اور مصنفؒ کے حالات بیان کیے جائیں۔

اصلاحِ عبارت:

1. کتاب کی عبارت باری باری لاعلی التعیین طلبہ سے پڑھوائی جائے، ان سے عبارت میں نحوی وصرفی

سوالات کیے جائیں، خصوصا اعراب کی وجہ پوچھی جائے، عبارت کی کسی ادنیٰ غلطی یا کسی لفظ کے تلفظ میں غلطی سے بالکل چشم پوشی نہ کی جائے اور ایسی غلطی پر تنبیہ کی جائے۔

2. عبارت حل کرتے وقت اشارات کے مشارٌ الیہ اور ضمائر کے مراجع بیان کرنے کا خوب اہتمام ہو، اور طلبہ کو اس کی طرف متوجہ کر کے ان کو بھی اس اہتمام کا پابند کیا جائے۔

سلیس ترجمہ:

عبارت کے سلیس ترجمے کا التزام ہو۔

عبارت کی تشریح:

1. یہ کتاب چوں کہ متن اور اس کی شرح پر مشتمل ہے، اس لیے اس کی تدریس اس انداز سے ہو کہ شرح کی مدد سے متن حل کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے۔

2. سب سے پہلے شرح کی روشنی میں متن کے مسئلے کی صورت واضح کر کے مثال سے اس کو سمجھایا جائے، پھر کتاب میں موجود بحث کا خلاصہ شارح کے انداز میں بیان کیا جائے، اس کے بعد عبارت پر مسئلے کی تطبیق کی جائے۔

3. عبارت حل کرتے وقت اغراضِ جامی کی وضاحت کی جائے۔

4. قواعد سمجھانے میں خارجی مثالوں (خاص کر قرآن مجید، حدیث پاک) سے مدد لی جائے۔

5. استشہاد کے لیے دیے گئے نامکمل ابیات مکمل کر کے ان میں چار چیزوں کا اہتمام کیا جائے:

(۱) حلِ لغات۔(۲) معنی الشعر۔(۳) محل الاستشہاد کی تعیین اور وضاحت۔(۴) ترکیب۔اور اشعار زبانی یاد کروائے جائیں۔

6. کتاب میں مذکور شخصیات، اور کتب کا پورا تعارف کرایا جائے۔

فائدہ:

ہر سبق میں چار باتوں کا خصوصی اہتمام کیا جائے:

1. مضامین کے اعتبار سے عبارت کی تقطیع و تقسیم۔

2. عبارت کی زبانی تشریح۔

3. عبارت کو اچھی طرح حل کر کے تشریح کی عبارت پر تطبیق۔

4. آخر میں سبق کا خلاصہ۔

نحوی مصطلحات:

کتاب میں مذکور تمام نحوی مصطلحات کی تعریفات عربی میں لکھوا کر زبانی یاد کروائی جائیں۔

معروضی سوالات کے جوابات:

ے کتاب میں موجود مسائل کی وقتاً فوقتاً ایسی تقریری وتحریری مشق کرائی جائے کہ طلبہ معروضی سوالات (صحیح، غلط، خالی جگہیں وغیرہ) کا جواب دے سکیں، نیز گذشتہ سبق کے مختلف اجزا مختلف طلبہ کرام سے سننے کا اہتمام ہو۔

کتب برائے حلِّ کتاب (شرح الجامی)

مدرّس استاذِ محترم ''شرح الجامی'' کے حل کے سلسلے میں اس کے حاشیہ کے علاوہ مندرجہ ذیل کتابوں سے مدد لیں:

(۱) محرم آفندی۔ (۲) العقد النامی۔

کتب برائے توسّع فی النّحو:

''شرح الجامی'' پڑھاتے ہوئے فنِّ نحو میں مزید توسّع پیدا کرنے کے لئے مندرجہ ذیل کتابوں سے استفادہ جاری رکھیں:

1 **شرح الرّضی علی الكافية، المؤلف: محمد بن الحسن الرضی الإستراباذی، نجم الدين** (المتوفی: 686ھ)

2 **الإنصاف فی مسائل الخلاف بين النحويين: البصريين والكوفيين،المؤلف: عبد الرحمن بن محمد بن عبيد الله الأنصاری، أبو البركات، كمال الدين الأنباری** (المتوفی: 577ھ)

3 - **مغنی اللبيب عن كتب الأعاريب، المؤلف: عبد الله بن يوسف، أبو محمد، ابن هشام** (المتوفی: 761ھ) **شرح الأشمونی علی ألفية ابن مالك .المؤلف: علی بن محمد نور الدين الأُشْمُونی الشافعی** (المتوفی: 900ھ)

4 **أوضح المسالك إلی ألفية ابن مالك .المؤلف: عبد الله بن يوسف أبو محمد، ابن هشام** (المتوفی: 761ھ)

5 **النّحو الوافی، المؤلف: عباس حسن** (المتوفی: 1398ھ)

6 **الاقتراح فی أصول النحو للعلامة السيوطی** (المتوفی: 911ھ)

بلاغت

کتاب کا نام: دروس البلاغہ

مقصد اور مطلوبہ استعداد:

"دروس البلاغہ" پڑھنے کے بعد طالبِ علم میں درج ذیل استعداد ہونی چاہیے:

1. عبارت درست اعراب کے ساتھ پڑھ سکے اور اعراب کی وجہ بیان کر سکے۔
2. عربی قواعد کے لحاظ سے عبارت کا سلیس اور بامحاورہ اردو ترجمہ کر سکے۔
3. مشکل صیغوں کی لغوی و صرفی تحقیق، اور مشکل جملوں کی ترکیب کر سکے۔
4. مختصر اور جامع انداز میں متن کی تشریح کر کے مثال سے اس کی وضاحت کر سکے۔
5. کتاب میں موجود بلاغت کے قواعد اور مصطلحات کی تعریفات مع اَمثلہ عربی میں زبانی یاد ہوں۔
6. کتاب میں موجود بلاغت کے مسائل وقواعد کا ایسا اجراء ہو کہ قرآن وحدیث اور عربی عبارات میں تشبیہ، مجاز، کنایہ اور علم معانی وبدیع کی دیگر اصطلاحات پہچان سکے۔
7. اشعار کا ترجمہ، ترکیب، محل استشہاد کی تعیین اور استشہاد کی وضاحت کر سکے۔
8. کتاب میں موجود مسائل کی ایسی مشق ہو کہ معروضی سوالات (صحیح غلط، خالی جگہیں وغیرہ) کا جواب دے سکے۔

اسلوبِ تدریس:

دروس البلاغہ کی تدریس میں استاذ محترم درج ذیل باتوں کا اہتمام فرمائیں:

مقدمہ:

ابتدا میں بلاغت کی تعریف، موضوع، غرض وغایت بیان کیے جائیں، نیز مصنفین کے حالات بیان کیے جائیں۔

اصلاحِ عبارت:

1. کتاب کی عبارت باری باری لاعلی التعیین طلبہ سے پڑھوائی جائے، ان سے عبارت میں نحوی وصرفی سوالات کیے جائیں، خصوصاً اعراب کی وجہ پوچھی جائے، عبارت کی کسی ادنیٰ غلطی یا کسی لفظ کے تلفظ میں غلطی سے

بالکل چشم پوشی نہ کی جائے اور ایسی غلطی پر خوب تنبیہ کی جائے۔

2. عبارت حل کرتے وقت اشارات کے مشارٌ الیہ اور ضمائر کے مراجع بیان کرنے کا خوب اہتمام ہو، اور طلبہ کو اس کی طرف متوجہ کر کے ان کو بھی اس اہتمام کا پابند کیا جائے۔

سلیس ترجمہ:

عبارت کے سلیس ترجمے کا التزام ہو۔

عبارت کی تشریح:

1. سب سے پہلے کتاب میں مذکور مسئلہ واضح کر کے مثال سے اس کو سمجھایا جائے، اس کے بعد عبارت پر مسئلے کی تطبیق کی جائے۔

2. جہاں کسی بحث کو نقشہ سے سمجھانے کی ضرورت ہو تو وہاں وائٹ بورڈ پر نقشہ کی مدد سے اس بحث کو سمجھانے کی کوشش کی جائے۔

3. تعریفات میں قیود احترازیہ کے فوائد کو اچھی طرح وضاحت کے ساتھ بیان کیا جائے۔

4. قواعد سمجھانے میں خارجی مثالوں (خاص کر قرآن مجید، حدیث پاک) سے مدد لی جائے، اردو زبان سے بھی مثالیں دی جائیں اور فنِ بلاغت کے مبادی اچھی طرح ذہن نشین کروائے جائیں۔

5. استشہاد کے لیے دیے گئے نامکمل اَبیات مکمل کر کے تمام اشعار میں چار چیزوں کا اہتمام کیا جائے:

(۱) حلِ لغات۔ (۲) معنی الشعر۔ (۳) محل الاستشہاد کی تعیین اور وضاحت۔ (۴) ترکیب، اور اشعار زبانی یاد کروائے جائیں۔

6. اس کتاب کا اصل مقصد فنِ بلاغت کی اصطلاحات سمجھ کر اچھے طریقے سے یاد کرنا ہے، اس لیے سبق اور منزل روزانہ سننے کا اہتمام ہو۔

7. کتاب میں مذکور مختلف قواعد مع امثلہ زبانی یاد کرانا۔ مثلا: **دواعی حذف المسند اِلیہ، دواعی ذکر المسند اِلیہ۔**

فائدہ:

ہر سبق میں چار باتوں کا خصوصی اہتمام کیا جائے:

1. مضامین کے اعتبار سے عبارت کی تقطیع وتقسیم۔

2. عبارت کی زبانی تشریح۔

3. عبارت کو اچھی طرح حل کر کے تشریح کی عبارت پر تطبیق۔

4. آخر میں سبق کا خلاصہ۔

بلاغت کی مصطلحات:

کتاب میں مذکور تمام مصطلحاتِ بلاغت کی تعریفات عربی میں لکھوا کر زبانی یاد کروائی جائیں۔

معروضی سوالات کے جوابات:

کتاب میں موجود مسائل کی وقتاً فوقتاً ایسی تقریری وتحریری مشق کرائی جائے کہ طلبہ معروضی سوالات (صحیح، غلط، خالی جگہیں وغیرہ) کا جواب دے سکیں، نیز گذشتہ سبق کے مختلف اجزا مختلف طلبہ کرام سے سننے کا اہتمام ہو۔

کتب برائے حلِ کتاب:

''دروس البلاغۃ'' کے حل کے لئے مدرّس، استاذِ محترم اس کے حاشیہ کے علاوہ درج ذیل شرح بھی اپنے مطالعہ میں رکھیں:

شرح دروس البلاغۃ (بالعربیّۃ) المؤلف: فضیلۃ الشیخ العلامۃ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ تعالی

کتب برائے توسع:

مزید توسع پیدا کرنے کے لئے استاذ محترم مندرجہ ذیل کتابوں سے استفادہ کرتے رہیں:

1. جواهر البلاغة فى المعانى والبيان والبديع: المؤلف: أحمد بن إبراهيم الهاشمى (المتوفى: 1362ھ)

2. الميسّر فى البلاغة العربية دروسٌ و تمارين، المؤلف: ابن عبد الله أحمد شعيب

3. ٥٠٠ سؤال و جواب فى البلاغة، المؤلف: سعد كريم الفقى.

عربی ادب

کتاب کا نام: مقاماتِ حریری

مقصداور مطلوبہ استعداد

مقامات پڑھنے کے بعد طالبِ علم میں درج ذیل استعداد ہونی چاہیے:

1. عبارت درست اعراب کے ساتھ پڑھ سکے اور اعراب کی وجہ بیان کر سکے۔
2. عربی قواعد کے لحاظ سے عبارت کا سلیس اور بامحاورہ اردو ترجمہ کر سکے۔
3. مشکل صیغوں کی لغوی وصرفی تحقیق کر سکے، اور مشکل جملوں کی ترکیب کر سکے۔
4. مشکل الفاظ کا ذخیرہ مع معانی یاد ہو۔
5. علامہ حریریؒ نے مقامات میں جو محاورات، ضرب الامثال، استعارات اور تشبیہات ذکر کی ہیں، عبارات میں ان کے سمجھنے پر قدرت حاصل ہو، نیز ضرب الامثال کے پس منظر سے واقف ہو جائے۔
6. علامہ حریریؒ کے ذکر کردہ مفردات، محاورات، ضرب الامثال، استعارات اور تشبیہات اپنی تحریر میں جدید اسلوب کے مطابق استعمال کر سکے۔
7. صلات کی پہچان ہو اور افعالِ متصرفہ و اسمائے مشتقہ کے ساتھ صحیح صلات استعمال کرنے کی قدرت ہو۔
8. مفرد کی جمع، جمع کا مفرد بتا سکے، مترادفات اور متضاد الفاظ یاد ہوں۔
9. قرآنی آیات اور احادیث سے استشہاد پر قدرت حاصل ہو جائے۔
10. عربی انشا و مضمون نگاری کی مشق ہو۔

اسلوب تدریس:

مقامات حریری کی تدریس میں استاذِ محترم درج ذیل امور کا اہتمام فرمائیں:

1. ابتدا میں علم الادب، مقامات اور صاحبِ مقامات کا مختصر تعارف ہو۔ ابوزید سروجی اور حارث بن ہمام کا مختصر تعارف کروایا جائے۔
2. کتاب کی عبارت باری باری لاعلی التعیین طلبہ سے پڑھوائی جائے، ان سے عبارت میں نحوی وصرفی سوالات کیے جائیں، خصوصا اعراب کی وجہ پوچھی جائے، عبارت کی کسی ادنیٰ غلطی یا کسی لفظ کے تلفظ میں غلطی سے

بالکل چشم پوشی نہ کی جائے اور ایسی غلطی پر خوب تنبیہ کی جائے۔

3. عبارت حل کرتے وقت اشارات کے مشارٌ الیہ اور ضمائر کے مراجع بیان کرنے کا خوب اہتمام ہو، اور طلبہ کو اس کی طرف متوجہ کر کے ان کو بھی اس اہتمام کا پابند کیا جائے۔

4. عبارت کے ترجمے کا التزام ہو۔

5. مشکل صیغوں کی لغوی وصرفی تحقیق اور مشکل جملوں کی ترکیب کی جائے۔

6. کلمات کی تحقیق میں ضبط کا لحاظ رکھنا بہت ضروری ہے، نیز کلمات کے قرآنی استعمالات کا خصوصیت کے ساتھ تذکرہ کیا جائے اس سے ذوق وشوق پیدا ہوتا ہے۔

7. مشکل الفاظ کا ذخیرہ مع معانی یاد ہو۔

8. صلات کی پہچان کروائی جائے اور افعالِ متصرفہ واسمائے مشتقہ کے ساتھ صحیح صلات استعمال کرنے کی مشق کروائی جائے۔

9. پہلی مرتبہ آنے والے کلمات کے کم از کم دو اہم استعمالات ذکر کیے جائیں۔ نیز اگر وہ کلمات قرآن وحدیث میں استعمال ہوئے ہوں تو قرآن وحدیث میں وارد استعمالات سے استشہاد کیا جائے۔

10. اشعار کی تراکیب طلبہ کرام سے کروائی جائیں اور انہیں اشعار زبانی یاد کرنے کا پابند کیا جائے۔

11. اشعار کے علاوہ حسبِ ضرورت عربی نثر کے مشکل مقامات کی ترکیب کرائی جائے۔

12. مترادف اور متضاد الفاظ کی نشان دہی کر کے یاد کروائے جائیں، نیز مترادفات کے درمیان لغوی فروق بیان کیے جائیں۔

13. کلمات کو روزمرہ کے جملوں میں استعمال کروانے کا اہتمام کیا جائے، تاکہ عربی انشاو مضمون نگاری کی مشق ہو۔ طلبہ کو عربی الفاظ اور جملے بولنے کا عادی بنانے کے لیے ہر درس کے آخر میں استاذ محترم اسی درس کی حکایت کے بارے میں طلبہ سے عربی میں سوالات کرے اور طلبہ عربی میں ہی جواب دیں۔

14. کتاب میں مذکور استعارات، تشبیہات، محاورات وضروب الامثال کی خوب وضاحت کی جائے اور ضروب الامثال کے پس منظر کو ذہن نشین کروایا جائے۔ نیز ان کے استعمال کی مشق طلبہ سے کروائی جائے۔

15. مقامات کے اسلوب پر روشنی ڈالی جائے، نیز یہ بھی بتایا جائے کہ اب یہ مقفیٰ اور مسجّع اسلوب متروک ہو چکا ہے، تاہم اس کے مفردات عربی زبان میں کثرت سے استعمال کیے جاتے ہیں، اس لیے اس کے پڑھنے کا مقصد مفردات اور ذخیرہ الفاظ جمع کرنا ہے۔

16. ہر مقامے کی ابتدا میں اس کا خلاصہ بتایا جائے۔

17. طلبہ کی محنت اور اہتمام کو جانچنے کے لئے گاہے بگاہے مختلف طلبہ کرام سے گذرے ہوئے سبق کا کچھ حصہ سننے کا اہتمام ہو۔

معاون کتب ومفید شروحات:

(۱) حاشیہ مولانا ادریس کاندھلوی:۔(۲) شرح مقامات الحریری (للشریشی)۔(۳) القاموس الوحید۔

منطق

کتاب کا نام: قطبی

مقصد اور مطلوبہ استعداد:

قطبی پڑھنے کے بعد طالب علم میں درج ذیل استعداد ہونی چاہیے:

1. عبارت درست اعراب کے ساتھ پڑھ سکے اور اعراب کی وجہ بیان کر سکے۔
2. عربی قواعد کے لحاظ سے عبارت کا سلیس ترجمہ کر سکے۔
3. کتاب اس طرح حل ہو کہ مختصر اور جامع انداز میں متن اور شرح کی تشریح کر کے مثال سے اس کی وضاحت کر سکے، نیز شارح کے بیان کردہ سوال وجواب اور قیود وفوائد بیان کر سکے۔
4. کتاب میں موجود منطقی قواعد اور منطق کی تمام مصطلحات کی تعریفات مع اَمثلہ عربی میں زبانی یاد ہوں۔
5. تعریفات کے فوائدِ قیود کی وضاحت کر سکے اور منطقی قواعد کو مثالوں پر منطبق کر سکے۔

اسلوبِ تدریس:

''قطبی'' کی تدریس میں استاذ محترم درج ذیل امور کا اہتمام فرمائیں:

مقدمہ:

ابتدا میں منطق کی تعریف، موضوع، غرض وغایت بیان کیے جائیں، نیز متن، شرح اور ماتن وشارح کے حالات بیان کیے جائیں۔

اصلاحِ عبارت:

1. کتاب کی عبارت باری باری لاعلی التعیین طلبہ سے پڑھوائی جائے، ان سے عبارت میں نحوی وصرفی

سوالات کیے جائیں، خصوصا اعراب کی وجہ پوچھی جائے، عبارت کی کسی ادنیٰ غلطی یا کسی لفظ کے تلفظ میں غلطی سے بالکل چشم پوشی نہ کی جائے اور ایسی غلطی پر خوب تنبیہ کی جائے۔

.2 عبارت حل کرتے وقت اشارات کے مشارٌ الیہ اور ضمائر کے مراجع بیان کرنے کا خوب اہتمام ہو، اور طلبہ کو اس کی طرف متوجہ کر کے ان کو بھی اس اہتمام کا پابند کیا جائے۔

سلیس ترجمہ:

عبارت کے سلیس ترجمے کا التزام ہو۔

عبارت کی تشریح:

.7 یہ کتاب چوں کہ متن اور اس کی شرح پر مشتمل ہے، اس لیے اس کی تدریس اس انداز سے ہو کہ شرح کی مدد سے متن حل کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے۔

.8 سب سے پہلے شرح کی روشنی میں متن کے مسئلے کی صورت واضح کر کے مثال سے اس کو سمجھایا جائے، پھر کتاب میں موجود بحث کا خلاصہ شارح کے انداز میں بیان کیا جائے، اس کے بعد عبارت پر مسئلے کی تطبیق کی جائے۔

فائدہ: ہر سبق میں چار باتوں کا خصوصی اہتمام کیا جائے:

.5 مضامین کے اعتبار سے عبارت کی تقطیع و تقسیم۔

.6 عبارت کی زبانی تشریح۔

.7 عبارت کو اچھی طرح حل کر کے تشریح کی عبارت پر تطبیق۔

.8 آخر میں سبق کا خلاصہ۔

منطق کی مصطلحات:

کتاب میں مذکور تمام منطقی مصطلحات کی تعریفات عربی میں لکھوا کر زبانی یاد کروائی جائیں۔

معروضی سوالات کے جوابات:

کتاب میں موجود مسائل کی وقتاً فوقتاً ایسی تقریری و تحریری مشق کرائی جائے کہ طلبہ معروضی سوالات (صحیح، غلط، خالی جگہیں وغیرہ) کا جواب دے سکیں، نیز گذشتہ سبق کے مختلف اجزا مختلف طلبہ کرام سے سننے کا اہتمام ہو۔

معاون کتب و مفید شروحات:

(۱) میر قطبی علی بن عمر القزوینی۔ (۲) تسہیل القطبی (عربی)۔ (۳) شروح القطبی، المسماۃ بمجموعۃ الحواشی۔

ہدایات برائے درجہ ثالثہ

(ثانویہ خاصہ سال اول)

<u>اہدافِ تعلیم وتعلم</u>

(1)	تفسیر	(سورۃ العنکبوت تا سورۃ المرسلات)
(2)	فقہ	(کنز الدقائق/ الاختیار لتعلیل المختار)
(3)	اصول الفقہ	(اصول الشاشی)
(4)	نحو	(کافیہ/شرح ابن عقیل)
(5)	عربی ادب	(نفحۃ العرب ومعلم الانشاء)
(6)	منطق	(شرح تہذیب)

ترجمہ ومختصر تفسیر

(سورۃ العنکبوت تا سورۃ المرسلات)

<u>مقصد اور مطلوبہ استعداد:</u>

اس درجے میں تفسیر پڑھنے کے بعد طالب علم میں درج ذیل استعداد ہونی چاہیے:

1. عربی قواعد کے لحاظ سے قرآن کریم کا سلیس اردو ترجمہ کر سکے۔
2. مشکل صیغوں کی لغوی وصرفی تحقیق کر سکے، اور الفاظِ قرآن کے اعراب کی وجہ بیان کر سکے۔
3. قرآن کریم میں موجود مشکل الفاظ کے معانی یاد ہوں۔
4. آیات کی مختصر تفسیر بیان کر سکے اور آیات میں موجود عقائد، احکام اور آداب اجمالاً بیان کر سکے۔
5. آیات کا شانِ نزول (جو قرآن سمجھنے میں معاون ہو) بیان کر سکے۔
6. آیات میں موجود قصص کا خلاصہ زبانی بیان کر سکے۔
7. آیات کے ظاہر پر وارد ہونے والے اعتراضات کا جواب دے سکے۔
8. قرآن پر عمل کا جذبہ پیدا ہو، نیز اپنے اعمال واخلاق کی اصلاح کی فکر پیدا ہو۔

1-اسلوبِ تدریس:

ترجمہ ومختصر تفسیر کے درس میں استاذِ محترم مندرجہ امور کا اہتمام فرمائیں:

اردو سلیس ترجمہ:

☆......ترجمہ قرآن کا معاملہ چونکہ ایک نازک معاملہ ہے، اس لئے اس سلسلہ میں مدرس اکابر کے اردو تراجم کا پابند رہے۔

☆......تمام پاروں میں سلیس ترجمہ کا التزام ہو، البتہ جہاں پر استاذِ محترم بامحاورہ ترجمہ کرنا مناسب سمجھیں، یا وہ سمجھتے ہوں کہ سلیس ترجمہ سے آیت کا حسن پوری طرح نمایاں نہیں ہوتا، تو ایسے مواقع پر سلیس ترجمہ کے ساتھ ساتھ رائج محاورے کو مدنظر رکھ کر بامحاورہ ترجمہ کرنا بھی بہتر رہے گا، اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ طلبہ کرام ترجمہ کی انواع اور ان کے درمیان تمیز کرسکیں گے۔

مثلاً آیتِ کریمہ **وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَقَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ سِيرُوا فِيهَا لَيَالِيَ وَأَيَّامًا آمِنِينَ** [السّبَأ :18] میں **قُرًى ظَاهِرَةً** کا سلیس ترجمہ (''نمایاں بستیاں''، ''دکھائی دینے والی بستیاں''، ''بہت سے گاؤں جو دکھائی دیتے تھے'') کرنے کے ساتھ رائج محاورے کا اعتبار کر کے یوں ترجمہ بھی کیا جائے ''لبِ سڑک بستیاں'' یا ''برسرِ راہ بستیاں'' (تفسیرِ ماجدی، احسن البیان، سورہ سباء:۱۸) تو اس ترکیب کا حسن بظاہر کسی حد تک نمایاں ہوسکے گا۔

اردو لفظی ترجمہ، اردو سلیس ترجمہ اور اردو بامحاورہ ترجمہ کے درمیان فرق:

☆......**لفظی ترجمہ:** اس سے مراد تحت اللفظ ترجمہ ہے یعنی ہر لفظ کا ترجمہ اس کے ساتھ ہو۔

☆......**سلیس ترجمہ:** اس سے مراد وہ ترجمہ ہے جس میں جملے کی ساخت اور ترکیب میں ترجمہ کی زبان کا لحاظ رکھا جاتا ہے، یہ ترجمہ الگ الگ کلمات کی حد تک تو لفظی ہوتا ہے، مگر اس میں فعل، فاعل، مفعول، مضاف، مضاف الیہ، موصوف، صفت وغیرہ کی ترتیب میں اردو اسلوب کی پیروی کی جاتی ہے۔

☆......**بامحاورہ ترجمہ:** اس میں ترتیب کے لحاظ سے اردو کے اسلوب کی پیروی کی جاتی ہے نیز کلمات اور جملوں کا مفہوم ادا کرنے کے لیے اردو زبان کے محاورات اور ادبی کلمات کا انتخاب کر کے مزید تحسین کی کوشش کی جاتی ہے۔

☆......ذیل میں بطور مثال دو آیتوں کے تینوں قسم کے تراجم لکھے جاتے ہیں، انہیں ملاحظہ فرمالیں۔

☆☆......قال تعالیٰ: **وَإِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللَّهُ شَهِيدٌ**

عَلَى مَا يَفْعَلُونَ o وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَسُولٌ فَإِذَا جَاءَ رَسُولُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُون
[یونس:46،47]

• **اردو لفظی ترجمہ:**

''اور اگر دکھلاویں ہم تجھ کو بعضے وہ چیز کہ وعدہ دیتے ہیں ہم اُن کو یا قبض کر لیویں تجھ کو پس طرف ہماری ہے پھر آنا اُن کا پھر اللہ شاہد ہے اوپر اس چیز کے کہ کرتے ہیں۔ اور واسطے ہر ایک امت کے پیغمبر ہے، پس جب آتا ہے وہ پیغمبر ان کا فیصل کیا جاتا ہے درمیان اُن کے ساتھ انصاف کے اور وہ نہیں ظلم کیے جاتے''۔ (شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ)

• **اردو سلیس ترجمہ:**

''اور اگر ہم اس میں سے کچھ حصہ آپ کو دکھادیں جس کا ہم اِن سے وعدہ کرتے ہیں یا ہم آپ کو وفات دے دیں تو ہماری طرف ان سب کو لوٹنا ہے پھر اللہ اس پر گواہ ہے جو کام وہ لوگ کرتے ہیں۔ اور ہر امت کے لئے ایک رسول ہے، سو جب اُن کے پاس اُن کا رسول آجاتا ہے تو اُن کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جاتا ہے، اور اُن پر ظلم نہیں کیا جاتا''۔ (انوار البیان)

• **اردو بامحاورہ ترجمہ:**

''اور (اے پیغمبر) جن باتوں کی ہم نے ان (کافروں کو) دھمکی دی ہوئی ہے، چاہے ان میں سے کوئی بات ہم تمہیں (تمہاری زندگی میں) دکھادیں، یا (اس سے پہلے) تمہاری روح قبض کر لیں، بہرصورت ان کو آخر میں ہماری طرف ہی لوٹنا ہے، پھر (یہ تو ظاہر ہی ہے کہ) جو کچھ یہ کرتے ہیں اللہ اس کا پورا پورا مشاہدہ کر رہا ہے۔ اور ہر امت کے لئے ایک رسول بھیجا گیا ہے، پھر جب اُن کا رسول آجاتا ہے تو اُن کا فیصلہ پورا انصاف سے کیا جاتا ہے اور اُن پر ظلم نہیں کیا جاتا''۔ (آسان ترجمہ قرآن)

• **اردو سلیس ترجمہ کے لئے درج ذیل کتب کا مطالعہ مفید ہوگا:**

(۱) بیان القرآن لحکیم الأمة التھانویؒ۔ (۲) **کشف الرحمٰن**، مؤلف: سحبان الہند مولانا احمد سعید دہلویؒ۔
(۳) جب کہ بامحاورہ ترجمہ کے لیے: **آسان ترجمہ قرآن** از مفتی محمد تقی عثمانی حفظہ اللہ ورعاہ مفید ہوگا۔

2-3-کلمات کی لغوی، صرفی اور نحوی تحقیق:

کلمات کی لغوی تحقیق:

غریب القرآن (مشکل کلمات) کی لغوی تحقیق میں مندرجہ ذیل چیزیں شامل ہوں گی:

(۱) کلمات کا لفظی معنی۔ (۲) کلمات کا مرادی معنی۔ (۳) اسمائے جامدہ میں جمع کا مفرد اور مفرد کی جمع۔ (۴) قرآن مجید میں اگر اختلافِ صلات کی وجہ سے کسی کلمہ کا معنی تبدیل ہوتا ہو تو حسب ضرورت اس کا تذکرہ کیا جائے، مثلاً فعل (نظر)، جب حرف جر کے بغیر متعدی ہو جائے تو انتظار کے معنی میں آتا ہے اور (إلیٰ) کے ساتھ ہو تو دیکھنے کے معنیٰ میں، اور (فی) کے ساتھ استعمال ہو تو غور وفکر کے معنیٰ میں ہوگا۔ مندرجہ ذیل آیات ملاحظہ کیجئے:

قولہ تعالیٰ: يَومَ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنفِقَتُ لِلَّذِينَ ءَ امَنُوا نظُرُونَا نَقْتَبِسْ مِن نُّورِكُم [الحدید:13]۔

قولہ تعالیٰ: وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ [القیامۃ:22، 23]

وقولہ تعالیٰ: أَوَلَمْ يَنظُرُوا فِي مَلَكُوتِ السَّمَوٰتِ وَالْأَرْضِ [الأعراف:185]

فائدہ:

''غریب القرآن'' کی لغوی تحقیق میں خصوصی طور پر مندرجہ ذیل پہلوؤں کی رعایت کرنی چاہیے:

الفاظِ متقاربہ......: قریب المعنی الفاظ، جیسے: بَثِّيْ وَحُزْنِيْ، شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا، لَعِبٌ وَّلَهْو میں فرق بیان کیا جائے۔

قَالَ إِنَّمَآ أَشْكُوا بَثِّي وَحُزْنِيٓ إِلَى اللَّهِ [یوسف:86] لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا [المائدۃ:48] وَمَا الْحَيَوٰةُ الدُّنْيَآ إِلَّا لَعِبٌ وَلَهْو [الأنعام:۳۲]

اسی طرح جن کلمات یا جملوں کے درمیان فرق غیر واضح ہو ان میں اہتمام سے فرق کی وضاحت کی جائے، جیسے:

آثِمًا أَوْ كَفُورًا [الانسان:24] وَمَنْ يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ [النساء:110] وَإِنْ تَلْوُوا أَوْ تُعْرِضُوا [النساء:135]

- محاوراتِ قرآنیہ: قرآنی محاورات کے حقیقی اور مجازی (مرادی) معانی کی وضاحت اور دونوں میں مناسبت کا بیان ہو مثلاً:

وَلَمَّا سُقِطَ فِيٓ أَيْدِيهِمْ [الأعراف:149] أي: ندموا غاية النّدم على عبادتهم العجل. قال الزمخشري: ولما اشتدّ ندمهم و حسرتهم على عبادة العجل. فهو مثل يضرب للنادم المتحيّر، ومعناه ندم؛ لأنّ من شأن من اشتدّ ندمه أن يعضّ يده غمّا، فتصير يده مسقوطا فيها، كأنّ فاه وقع فيها. فَضَرَبْنَا عَلَىٓ ءَ اذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِينَ عَدَدًا [الکہف:11]

- **الوجوہ والنظائر:** ۔قرآن کریم میں بسا اوقات ایک ہی کلمہ متعدد جگہوں میں مختلف معنوں میں استعمال

ہوا ہے، ایسے کلمات کی وضاحت ہو جیسے لفظ ''اُمة'' قرآن کریم میں مختلف معانی (مثلا مدت وزمانہ، مقتدا وپیشوا، جماعت وغیرہ) میں استعمال ہوا ہے۔

۱-''امة'' بمعنی مدت وزمانہ، جیسے: وَقَالَ الَّذِىْ نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ أُمَّةٍ أَنَا أُنَبِّئُكُم بِتَأْوِيلِهِ فَأَرْسِلُونِ [یوسف:45]

۲-''امة'' بمعنی مقتدی وپیشوا، جیسے: إِنَّ إِبْرٰهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِّلَّهِ حَنِيفًا وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ [النحل: 120]

۳-''امة'' بمعنی جماعت، جیسے: وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ أُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ [القصص:23]

- **غریب القرآن کے لئے درج ذیل کتب کا مطالعہ مفید ہوگا:**

1-المفردات فی غریب القرآن: أبو القاسم الحسین بن محمد المعروف بالراغب الأصفهانی (المتوفی:502ھ)

2- عمدة الحفاظ فی تفسیر أشرف الألفاظ: العلامة السّمین الحلبی

3- لغاتُ القرآن للعلامة عبد الرشید غجراتی.

4- الوجوه والنظائر لأبی هلال العسکری.

کلمات کی صرفی تحقیق:

کلمات کی صرفی تحقیق کا مطلب یہ ہے کہ اسمائے مشتقہ اور افعال میں باب، صیغہ (یعنی: واحد، تثنیہ، جمع، مذکر ومؤنث، حاضر، غائب ومتکلم)، بحث (یعنی: ماضی، مضارع، امر، معلوم ومجہول، اسم فاعل واسم مفعول وغیرہ) ہفت اقسام، حروفِ اصلیہ وزائدہ اور معنی بتایا جائے۔

کلمات کی نحوی تحقیق:

کلمات کی نحوی تحقیق سے مراد یہ ہے کہ مفردات میں معرب ومبنی، منصرف وغیر منصرف وغیرہ کی پہچان، ان کا اعراب، جملوں کی ترکیب اور وجوہِ اعراب بتائے جائیں۔

- **نحوی وصرفی مباحث کے لئے درج ذیل کتب کا مطالعہ مفید ہوگا:**

(1)......الدر المصون فی علوم الکتاب المکنون، المؤلف: أبو العباس، شهاب الدین، المعروف بالسمین الحلبی (المتوفی: 756ه)

(2)......الجدول فی إعراب القرآن الکریم، المؤلّف: محمود أحمد صافی

(3)......معجم مفردات الاعلال والابدال

4-آیات کی مختصر تفسیر:

آیات کی مختصر تفسیر کے دوران عقائد، احکام اور آداب اجمالاً بیان کیے جائیں۔

آیاتِ کریمہ سے ثابت عقائد:

آیات سے اہلِ حق کے جو عقائد ثابت ہوتے ہیں، انہیں ذکر کیا جائے۔ اسی طرح جن آیات کے ظاہر سے فرقِ باطلہ استدلال کرتے ہیں وہاں دلائل کی روشنی میں اس کی تردید کا اہتمام ہو۔ البتہ وہ فرقِ باطلہ جن کا وجود ہی نہیں رہا مثلاً معتزلہ، جہمیہ، جبریہ وغیرہ اور مشہور قدیم مباحث مثلاً مسئلہ خلقِ قرآن وغیرہ میں زیادہ وقت نہ لیا جائے۔ بلکہ سابقہ آسمانی مذاہب یہودیت اور عیسائیت کے تحریف شدہ عقائد (عقیدہ تثلیث، عقیدہ ابنیت وغیرہ) پر ردکو اہمیت دی جائے۔

عقائد و نظریات کے لئے: معارف القرآن لشیخ التّفسیر والحدیث حضرۃ العلامۃ محمد ادریس الکاندھلویؒ کو مطالعہ میں رکھا جائے۔ نیز اس سلسلہ میں جدید تفاسیر سے استفادہ کے ساتھ ساتھ ان مسائل پر لکھی گئی کتابیں سامنے رکھی جائیں۔

فقہی احکام:

آیاتِ احکام میں جو مسائل عبارۃ النّص سے ثابت ہوتے ہوں انہیں بیان کر دیا جائے، البتہ فقہی دلائل واختلافات بیان کرنے سے گریز کیا جائے۔ اسی طرح اگر کسی آیت کا ظاہر حنفی مسلک کے خلاف نظر آتا ہو تو اس کی معقول توجیہ کا اہتمام کیا جائے۔

فقہی احکام کے لیے: (۱) بیان القرآن مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ (۲) معارف القرآن مفتی اعظم مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ تعالیٰ .

فائدہ:......دورِ حاضر کے اہم مسائل (پردہ کی اہمیّت، تکفیرِ مسلم، موسیقی کی حرمت، سود کی حرمت وغیرہ) کو اہتمام سے بیان کیا جائے۔

فائدہ: 1-وہ مفرد کلمات یا آیات جن میں مفسّرین کے متعدد اقوال ہوں، وہاں دو اقوال پر اکتفا کیا جائے اور اکابر کی تفاسیر کی روشنی میں راجح کی تعیین کی جائے کما ورد من الاقوال الخمسۃ فی [وَإِذِ ٱبْتَلَىٰٓ إِبْرَٰهِـۧمَ رَبُّهُۥ بِكَلِمَٰتٍ فَأَتَمَّهُنَّ[البقرۃ:124] وکما ورد من الاقوال السّبعۃ فی [قَدَمَ صِدْقٍ][یونس:2] وکقولہ تعالیٰ: وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ وَلَا نَبِىٍّ إِلَّآ إِذَا تَمَنَّىٰٓ أَلْقَى ٱلشَّيْطَٰنُ فِىٓ أُمْنِيَّتِهِۦ فَيَنسَخُ ٱللَّهُ مَا يُلْقِى

الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللَّهُ آيَاتِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ [الحج:52]

5-آیات کا شانِ نزول

جن آیات کا سمجھنا شانِ نزول پر موقوف ہو وہاں مستند شانِ نزول بیان کرنے کا اہتمام کیا جائے، نیز حسب ضرورت آیات کے درمیان ربط بیان کیا جائے۔اس کے لیے ''بیان القرآن'' کا مطالعہ مفید رہے گا۔

6-قصص القرآن

قرآن میں موجود قصص اور واقعات نیز غزوات النبی ﷺ کو اہتمام سے بیان کیا جائے۔اس کے لیے مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی کی قصص القرآن اور مولانا ادریس کاندھلویؒ کی ''سیرۃ المصطفیٰ'' کا مطالعہ مفید رہے گا۔

7-اعتراضات کا جواب

آیات کے ظاہر پر وارد ہونے والے اعتراضات اور ان کے جوابات بھی بیان کیے جائیں۔

8-ارشادی پہلو:

وقتاً فوقتاً موقع ومحل کی مناسبت سے طلبہ کے اعمال واخلاق کی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے، تاکہ ان میں قرآن پاک پر عمل کا جذبہ پیدا ہو، اپنے اعمال واخلاق کی اصلاح کی فکر پیدا ہو۔

ارشادی پہلو کے لئے: أيسر التفاسير لكلام العلي الكبير، المؤلف: جابر بن موسى أبو بكر الجزائري

چند مفید نکات: (یہ شق اختیاری ہے)

قرآن کریم بلاغی اسرار ونکات کا ایک سمندر ہے۔قرآن کا نظم، اس کے مفردات، اس کی تراکیب اور اس کا اسلوب بیان اس بات کا شاہد عدل ہے۔اس لئے قرآنِ کریم کے اس پہلو کو نمایاں کرنے کی غرض سے بلاغی نکات کا اہتمام بہتر رہے گا۔اس سے قرآن کریم کا مخفی حسن اجاگر ہوتا ہے، طالب علم کا ذوق وشوق اور تفسیر کے ساتھ دلچسپی بڑھتی ہے اور وہ جس طرح دیگر فنون کو اہمیت اور وقت دیتا ہے اسی طرح تفسیر کو بھی اہمیت دینے لگ جاتا ہے۔لیکن اس سلسلہ میں یہ ذہن میں رہے، کہ زیادہ توجہ ان نکات کی طرف ہو جس کا تعلق علم معانی کے ساتھ ہے، اس لیے کہ متوسط استعداد کا حامل طالب علم اسے سمجھ سکتا ہے اگرچہ اس نے علم معانی نہ پڑھا ہو، جبکہ اس کے برعکس علم بیان اور بدیع ایسے علوم ہیں کہ اگر کسی نے یہ پڑھے نہ ہوں تو وہ ان فنون سے متعلقہ نکات کو نہیں سمجھ سکتا۔اس لیے ایسے نکات جن کا تعلق بیان اور بدیع کے ساتھ ہو درجہ رابعہ کے بعد والے درجات کے طلبہ کے سامنے بیان کئے جائیں۔اس سے پہلے درجات کے طلبہ کے لیے ان نکات کو بیان کرنا مفید نہ ہوگا، لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ علم معانی

کا جو بھی نکتہ سامنے آئے، اسے اٹھا کر طالب علم کیسامنے پیش کیا جائے، بلکہ صرف وہ بلاغی نکات بیان کئے جائیں، جن کے بارے میں ایک متوسّط طالبِ علم کے ذہن میں کوئی سوال اُٹھ سکتا ہے، ذیل میں اس بات کو واضح کرنے کی غرض سے چند مثالیں ذکر کی جاتی ہیں، انہیں ملاحظہ فرمالیں:

☆......قولہ تعالیٰ: لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ[البقرة:286]

☆......قولہ تعالیٰ: نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَأَنْزَلَ التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ[آل عمران:3]

☆......قولہ تعالیٰ: وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَى قَوْمِهِ فَلَبِثَ فِيهِمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا فَأَخَذَهُمُ الطُّوفَانُ وَهُمْ ظَالِمُونَ[العنكبوت:14]

[پہلی آیت میں مَا كَسَبَتْ اور مَا اكْتَسَبَتْ میں دونوں کے صیغوں اور باب کا فرق اور اس کی حکمت بتائی جائے۔

دوسری آیت میں نَزَّلَ اور اَنْزَلَ دو مختلف ابواب کے صیغے لائے گئے......اس میں کیا حکمت ہے؟

تیسری آیت میں اَلْفَ سَنَةٍ اور خَمْسِيْنَ عَامًا ہے؛ اَلْف کے ساتھ سَنَۃٍ اور خَمْسِيْنَ کے ساتھ عَامًا کا جو لفظ استعمال ہوا ہے اس میں کیا حکمت ہے؟۔

یہ ایسے سوال ہیں جو ایک متوسط طالب علم کے ذہن میں آسکتے ہیں اور ان نکات کا تعلق علم معانی اور بدیع سے نہیں بلکہ عام لغت عرب سے ہے، استاذ ترجمۂ قرآن کے دوران اس کے ذکر بھی اہتمام کے ساتھ کرے، اور ان بلاغی نکات کی طرف طلبہ کو توجہ دلاتا رہے۔]

تفسیر اور مفید نکات کے لئے درج ذیل کتب کا مطالعہ مفید ہوگا:

(1)......تفسير ابى السعود، المؤلف: ابوالسعود العمادی محمد بن محمد بن مصطفیٰ (المتوفی:982ھ) .

(2)......روح المعانى فى تفسير القرآن العظيم والسبع المثانى، المؤلف: شهاب الدين محمود الآلوسی (المتوفی:1270ھ)

(3)......التحرير والتنوير، المؤلف: محمد الطاهر بن محمد بن محمد الطاهر بن عاشور التونسی (المتوفی: 1393ھ)

(4)......السراج المنير للخطيب الشّربينى (المتوفّٰی 977ھ)

معاون کتب برائے تفسیر (درجہ ثالثہ)

مذکورہ بالا مباحث کے لئے استاذِ محترم مندرجہ ذیل مختلف کتابوں سے استفادہ کریں، واضح رہے کہ ان ہی کتابوں کو مطالعہ میں رکھنا ضروری نہیں، ذیل کی کتابیں صرف رہنمائی کے لئے درج کی جاتی ہیں:

- **غریب القرآن کے لیے:**

(۱). المفردات فی غریب القرآن ، المؤلف: ابوالقاسم الحسین بن محمد المعروف بالراغب الاصفہانی (المتوفی:502ھ)

(2)عمدة الحفاظ فی تفسیر اشرف الالفاظ، المؤلف: العلامۃ السّمین الحلبی

(3)۔لغاتُ القرآن للعلامة عبد الرشید النعمانی.

☆...... **نحوی وصرفی مباحث کے لیے:**

.1......الدر المصون فی علوم الکتاب المکنون ، المؤلف: ابوالعباس، شہاب الدین، المعروف بالسمین الحلبی (المتوفی:756ھ)

.2......الجدول فی إعراب القرآن الکریم، المؤلّف: محمود احمد صافی

☆...... **الوجوہ والنّظائر کے لئے:** الوجوہ و النظائر ، المؤلف: أبو ہلال العسکری (المتوفی: نحو395ھ؟)

☆...... **تفسیر اور مفید نکات کے لیے:**

1......تفسیر أبی السعود، المؤلف: ابوالسعود العمادی محمد بن محمد بن مصطفیٰ (المتوفی:982ھ)

2 ......روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، المؤلف: شہاب الدین محمود الآلوسی (المتوفی:1270ھ)

3......التحریر و التنویر، المؤلف: محمد الطاہر بن محمد بن محمد الطاہر بن عاشور التونسی (المتوفی:1393ھ)

4......السراج المنیر للخطیب الشّربینی (المتوفّٰی 977ھ)

☆...... **ارشادی پہلو کے لیے:** أیسر التفاسیر لکلام العلی الکبیر ، المؤلف: جابر بن موسی ابوبکر الجزائری

☆...... **فقہی احکام اور عقائد ونظریات کے لئے:** (۱)۔معارف القرآن، شیخ التّفسیر والحدیث حضرت علامہ محمد ادریس الکاندھلویؒ۔(۲)۔ معارف القرآن، مفتی اعظم مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ تعالیٰ۔

☆...... **سلیس (نحوی) ترجمہ کے لیے:** ۱۔بیان القرآن لحکیم الأمة التّھانویؒ ۲۔کشف الرحمٰن،

مؤلف: سحبان الہند مولانا احمد سعید، جبکہ بامحاورہ ترجمہ کیلئے: (آسان ترجمہ قرآن) لشیخ الاسلام حفظہ اللہ ورعاہ۔

☆......**مقاصدِ مذکورہ کے لئے جامع تفسیر:** (بیان القرآن)

☆......تفسیر ابن کثیر اور تفسیرِ عثمانی بھی مطالعے میں رکھیں۔

فقہ

(کنز الدقائق)

<u>مقصد اور مطلوبہ استعداد</u>

کنز الدقائق پڑھنے کے بعد طالبِ علم میں درج ذیل استعداد ہونی چاہیے:

1. عبارت درست اعراب کے ساتھ پڑھ سکے اور اعراب کی وجہ بیان کر سکے۔
2. عربی قواعد کے لحاظ سے عبارت کا سلیس ترجمہ کر سکے۔
3. عبارت میں موجود مسئلہ کی صورت مختصر اور جامع انداز میں بیان کر سکے اور مثال سے اس کی وضاحت کر سکے۔
4. ملتے جلتے مسائل کے حکم میں فرق کی وجہ بیان کر سکے۔
5. کتاب میں موجود فقہی مصطلحات کی تعریفات عربی میں زبانی یاد ہوں۔
6. ہر باب کے بنیادی مسائل اور کثیر الوقوع جزئیات کا حکم اور اس کی وجہ اختصار کے ساتھ زبانی یاد ہوں۔
7. کتاب میں موجود مسائل کی ایسی مشق ہو کہ معروضی سوالات (صحیح غلط، خالی جگہیں وغیرہ) کا جواب دے سکے۔
8. جن فقہی قواعد وضوابط پر کتاب کے مسائل کا سمجھنا موقوف ہو وہ عربی میں زبانی یاد ہوں۔

<u>اسلوبِ تدریس:</u>

''کنز الدقائق'' کی تدریس میں استاذ محترم درجہ ذیل امور کا اہتمام فرمائیں:

<u>مقدمہ:</u>

ابتدا میں فقہ کی تعریف، موضوع، غرض وغایت بیان کیے جائیں، نیز متن، شرح کا تعارف اور مصنفؒ

کے حالات بیان کیے جائیں۔

اصلاحِ عبارت:

3. کتاب کی عبارت باری باری لاعلی التعیین طلبہ سے پڑھوائی جائے، ان سے عبارت میں نحوی وصرفی سوالات کیے جائیں، خصوصا اعراب کی وجہ پوچھی جائے، عبارت کی کسی ادنیٰ غلطی یا کسی لفظ کے تلفظ میں غلطی سے بالکل چشم پوشی نہ کی جائے اور ایسی غلطی پر خوب تنبیہ کی جائے۔

4. عبارت حل کرتے وقت اشارات کے مشارٌ الیہ اور ضمائر کے مراجع بیان کرنے کا خوب اہتمام ہو، اور طلبہ کو اس کی طرف متوجہ کر کے ان کو بھی اس اہتمام کا پابند کیا جائے۔

سلیس ترجمہ: عبارت کے سلیس ترجمے کا التزام ہو۔

عبارت کی تشریح:

1...... ''کنز الدّقائق'' کا شمار بوجہ غایتِ اختصار مشکل متون میں ہوتا ہے، اس لیے متن کے حل اور سمجھانے کی خوب محنت کی جائے۔

2...... سب سے پہلے متن کے مسئلے کی صورت واضح کر کے مثال سے اس کو سمجھایا جائے، اس کے بعد عبارت پر مسئلے کی تطبیق کی جائے۔

3...... ہر باب کی بنیادی اور کثیر الوقوع جزئیات کے احکام اور ان کی علتیں اختصار کے ساتھ زبانی یاد کروائی جائیں۔

4...... متن میں غیر موجود اختلافات اور ان کے دلائل بالکل نہ چھیڑے جائیں، ہاں! متن میں ذکر کردہ مسائل کی وجوہ وعلل سمجھانے کا اہتمام کیا جائے۔

فائدہ: ہر سبق میں چار باتوں کا خصوصی اہتمام کیا جائے:

1. مضامین کے اعتبار سے عبارت کی تقطیع وتقسیم۔
2. عبارت کی زبانی تشریح۔
3. عبارت کو اچھی طرح حل کر کے تشریح کی عبارت پر تطبیق۔
4. آخر میں سبق کا خلاصہ۔

فقہی مصطلحات:

3. کتاب میں مذکور تمام فقہی مصطلحات کی تعریفات عربی میں لکھوا کر زبانی یاد کروائی جائیں۔

4. نیز کسی باب سے متعلق مصطلحات (مثلاً: مسلم الیہ، مسلم فیہ، رب السلم وغیرہ) کی باب کے شروع میں خوب وضاحت کی جائے، تاکہ طالب علم باب میں آنے والے الفاظ سمجھ سکے اور اس کو مسئلہ سمجھنے میں کوئی مشکل نہ ہو۔

فقہی قواعد وضوابط:

جن فقہی قواعد وضوابط پر کتاب کے مسائل کا سمجھنا موقوف ہو وہ عربی میں لکھوا کر زبانی یاد کروائے جائیں اور اچھی طرح سمجھا کر مسائل کو ان پر متفرع کیا جائے۔

متشابہ مسائل کے حکم میں فرق کی وجہ:

باہم ملتے جلتے مسائل کے حکم میں فرق کی وجہ اہتمام سے بیان کی جائے۔

معروضی سوالات کے جوابات:

کتاب میں موجود مسائل کی وقتاً فوقتاً ایسی تقریری وتحریری مشق کرائی جائے کہ طلبہ معروضی سوالات (صحیح، غلط، خالی جگہیں وغیرہ) کا جواب دے سکیں، نیز گذشتہ سبق کے مختلف اجزا مختلف طلبہ کرام سے سننے کا اہتمام ہو۔

معاون کتب برائے حلِ کتاب:

(۱): ''کنز الدّقائق'' کے حاشیہ کا شمار بلا شبہ بہترین حواشی میں ہوتا ہے، اس سے کتاب کافی حد تک حل ہو جاتی، اس لیے اس کا بالاستیعاب مطالعہ بہت مفید رہے گا۔ نیز طلبہ کو بھی حاشیہ کے مطالعے کی ترغیب دینی چاہیے۔(۲): ''کنز'' کی شروح میں ''شرح العینی'' ایک مختصر شرح ہے۔حلِّ کتاب میں اس کا مطالعہ مفید رہے گا۔(۳): بوقت ضرورت ''تبیین الحقائق'' کی طرف رجوع کیا جائے۔(۴) شروح کے علاوہ استاذ کو چاہیے کہ وہ "بہشتی زیور" اور "امداد الفتاویٰ" کو بھی اپنے مطالعے میں رکھے، اور ہر سبق میں دیکھ لیا کرے کہ کتاب کا کوئی مسئلہ مفتیٰ بہ قول کے خلاف تو نہیں ہے، اگر ہو تو اس کی وضاحت کر کے مفتیٰ بہ قول کو بھی بیان کرے۔

برائے توسّع فی الفن:

(اس کے مباحث درس گاہ میں بیان نہ کیے جائیں، ہاں! گاہے بگاہے ان کی طرف راہنمائی کردی جائے)

''کنز'' کی تدریس کرتے وقت استاذِ محترم فنِ فقہ میں مزید توسّع پیدا کرنے کے لیے مندرجہ ذیل کتابوں کو اپنے مطالعے میں رکھیں:

(۱)......البحر الرائق شرح کنز الدقائق، المؤلف: زین الدین، المعروف بابن نجیم المصری (المتوفی: 970ھ)

(۲)......تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، المؤلف: عثمان بن علی، فخر الدین الزیلعی الحنفی (المتوفی: 743ھ)

(۳)......کنز الدقائق (بیوع) کے لیے: فقہ البیوع، لشیخ الاسلام المفتی محمد تقی العثمانی حفظہ اللہ۔

(۴)......الہدایۃ فی بدایۃ المبتدی۔

اصولِ الفقہ

کتاب کا نام: اصول الشاشی

مقصد اور مطلوبہ استعداد

اصول الشاشی پڑھنے کے بعد طالبِ علم میں درج ذیل استعداد ہونی چاہیے:

1. ......عبارت درست اعراب کے ساتھ پڑھ سکے اور اعراب کی وجہ بیان کر سکے۔

2. ......عربی قواعد کے لحاظ سے عبارت کا سلیس ترجمہ کر سکے۔

3. ......کتاب اس طرح حل ہو کہ مختصر اور جامع انداز میں عبارت کی تشریح کر سکے اور مثال سے اس کی وضاحت کر سکے۔

4. ......کتاب میں موجود اصولی قواعد اور اصولِ فقہ کی تمام مصطلحات کی تعریفات مع اَمثلہ عربی میں زبانی یاد ہوں۔

5. ......کتاب میں موجود مسائل کی ایسی مشق ہو کہ معروضی سوالات (صحیح غلط، خالی جگہیں وغیرہ) کا جواب دے سکے۔

6. ......کتاب میں موجود اختلافی اصول میں اصولیین کا اختلاف بمع تفریع مختصراً بیان کر سکے۔

7. ......باہم متشابہ اصولی مصطلحات (نص اور عبارۃ النص، ظاہر اور صریح، عموم مجاز اور جمع بین الحقیقۃ والمجاز) میں فرق معلوم ہو۔

8. کتاب میں موجود تفریعات کے اصول اور اصول کی تفریعات زبانی بیان کر کے باہم تطبیق کر سکے۔

اسلوبِ تدریس:

''اصولِ شاشی'' کی تدریس میں استاذِ محترم درجہ ذیل امور کا اہتمام فرمائیں:

مقدمہ: ......ابتداء میں اصولِ فقہ کی تعریف، موضوع، غرض وغایت بیان کیے جائیں، نیز کتاب کا تعارف اور مصنفؒ کے حالات بیان کیے جائیں۔

اصلاحِ عبارت:

.1......کتاب کی عبارت باری باری لاعلی التعیین طلبہ سے پڑھوائی جائے،ان سے عبارت میں نحوی وصرفی سوالات کیے جائیں،خصوصا اعراب کی وجہ پوچھی جائے،عبارت کی کسی ادنی غلطی یا کسی لفظ کے تلفظ میں غلطی سے بالکل چشم پوشی نہ کی جائے اور ایسی غلطی پر تنبیہ کی جائے۔

.2......عبارت حل کرتے وقت اشارات کے مشارٌ الیہ اور ضمائر کے مراجع بیان کرنے کا خوب اہتمام ہو،اور طلبہ کو اس کی طرف متوجہ کر کے ان کو بھی اس اہتمام کا پابند کیا جائے۔

سلیس ترجمہ: عبارت کے سلیس ترجمے کا التزام ہو۔

عبارت کی تشریح:

1......کتاب میں موجود اصول میں اختلاف کی صورت میں اصولیین کا اختلاف مع مختصر تفریع بیان کیا جائے۔

2......کتاب میں موجود تفریعات کے اصول اور اصول کی تفریعات خوب وضاحت سے سمجھا کر یاد کروائی جائیں، نیز تفریعات کو اصول پر منطبق کرنے کی خوب مشق کروائی جائے۔

3......تفریعات چونکہ کثرت سے ہیں،لہذا اصل کو اچھی طرح ذہن نشین کرانا ضروری ہے،اور ہر تفریع پر تطبیق کے وقت اصل کی یاددہانی بھی ضروری ہے۔

4......کوشش یہ ہو کہ ہر اصطلاح میں حکم کی دو تفریعات پڑھانے کے بعد باقی تفریعات طلبہ کرام خود حل کر کے لائیں۔

5......سبق کی تفہیم میں بورڈ سے بھرپور مدد لی جائے۔

فائدہ: ہر سبق میں چار باتوں کا خصوصی اہتمام کیا جائے:

1. مضامین کے اعتبار سے عبارت کی تقطیع وتقسیم۔
2. عبارت کی زبانی تشریح۔
3. عبارت کو اچھی طرح حل کر کے تشریح کی عبارت پر تطبیق۔
4. آخر میں سبق کا خلاصہ۔

فائدہ:

یہ کتاب اصول فقہ کی پہلی بنیادی کتاب ہے،اور اس میں تفریعات بہت کثرت سے ذکر کر گئی ہیں۔اس

لیے قاعدہ کی عام فہم وضاحت اہتمام سے کرنی چاہیے، اور اس کے لیے اگر کتاب کی مثالیں مشکل معلوم ہوں تو آسان مثالوں سے قاعدے کی تشریح وتفہیم کے بعد کتاب کی تفریعات حل کرنی چاہییں۔ نیز بعض مقامات پر تفریعات اور قاعدے میں تطبیق دینا مشکل لگ رہا ہوتا ہے تو اس کی طلبہ کے سامنے وضاحت کردینی چاہیے کہ یہ قاعدہ تو مسلم اور درست ہے، لیکن اس قاعدے کی یہ مثال زیادہ واضح نہیں ہے۔

اصولِ فقہ کی مصطلحات:

1......کتاب میں مذکور تمام فقہی مصطلحات کی تعریفات عربی میں لکھوا کر زبانی یاد کروائی جائیں۔

2......اصولِ فقہ کی اصطلاحات میں تین امور اہمیت رکھتے ہیں:

اول:......اس کی تعریف دوم:......اس کا حکم سوم:......اس کی مثال اور وضاحت۔

طلبہ کو تمام اصطلاحات سے متعلق یہ تینوں چیزیں اہتمام سے یاد کروائی جائیں۔ اصطلاحات کی تعریفات میں احترازی قیود سمجھا کر طلبہ کو انہیں یاد کرنے کا پابند بنایا جائے۔

باہم متشابہ اصولی مصطلحات:

باہم متشابہ اصولی مصطلحات (نص اور عبارۃ النص، ظاہر اور صریح، عموم مجاز اور جمع بین الحقیقۃ والمجاز) میں فرق اہتمام سے بیان کیا جائے۔

معروضی سوالات کے جوابات:

کتاب میں موجود مسائل کی وقتاً فوقتاً ایسی تقریری وتحریری مشق کرائی جائے کہ طلبہ معروضی سوالات (صحیح، غلط، خالی جگہیں وغیرہ) کا جواب دے سکیں، نیز گذشتہ سبق کے مختلف اجزا مختلف طلبہ کرام سے سننے کا اہتمام ہو۔

کتب برائے حل کتاب: فصول الحواشی، معدن الاصول

کتب برائے توسع:

''اصول الشاشی'' پڑھاتے وقت فنِ اصول فقہ میں توسع کے لئے مندرجہ ذیل کتابیں اپنے مطالعہ میں رکھیں:

1۔ نور الأنوار، شرح الملاجیون علی المنار۔ 2۔ کشف الأسرار شرح أصول البزدوی، المؤلف: عبد العزیز علاء الدین البخاری الحنفی (المتوفی: 730ھ)

نحو

کتاب کا نام: (کافیہ)

مقصد اور مطلوبہ استعداد:

کافیہ پڑھنے کے بعد طالبِ علم میں درج ذیل استعداد ہونی چاہیے:

1...... عبارت درست اعراب کے ساتھ پڑھ سکے اور اعراب کی وجہ بیان کرسکے۔

2...... عربی قواعد کے لحاظ سے عبارت کا سلیس ترجمہ کرسکے۔

3...... کتاب اس طرح حل ہو کہ مختصر اور جامع انداز میں متن کی تشریح کرکے مثال سے اس کی وضاحت کرسکے۔

4...... کتاب میں موجود نحوی قواعد اور نحو کی تمام مصطلحات کی تعریفات مع اَمثلہ عربی میں زبانی یاد ہوں۔

5...... قواعد اور مسائل کی اتنی مشق ہو کہ قرآن وحدیث اور کلام عرب کی دیگر اَمثلہ پر ان کی تطبیق کرسکے۔

6...... قیل وقال کے بغیر نفسِ کتاب کا مفہوم سمجھ جائے۔

7...... کتاب میں موجود مسائل کی ایسی مشق ہو کہ معروضی سوالات (صحیح غلط، خالی جگہیں وغیرہ) کا جواب دے سکے۔

اسلوبِ تدریس

''کافیہ'' کی تدریس میں استاذِ محترم درج ذیل امور کا اہتمام فرمائیں:

مقدمہ:

ابتدا میں نحو کی تعریف، موضوع، غرض وغایت بیان کیے جائیں، نیز متن، شرح اور مصنفؒ کے حالات بیان کیے جائیں۔

اصلاحِ عبارت:

1...... کتاب کی عبارت باری باری لاعلی التعیین طلبہ سے پڑھوائی جائے، ان سے عبارت میں نحوی وصرفی سوالات کیے جائیں، خصوصاً اعراب کی وجہ پوچھی جائے، عبارت کی کسی ادنیٰ غلطی یا کسی لفظ کے تلفظ میں غلطی سے بالکل چشم پوشی نہ کی جائے اور ایسی غلطی پر تنبیہ کی جائے۔

2. عبارت حل کرتے وقت اشارات کے مشارٌ الیہ اور ضمائر کے مراجع بیان کرنے کا خوب اہتمام ہو، اور طلبہ کو اس کی طرف متوجہ کرکے ان کو بھی اس اہتمام کا پابند کیا جائے۔

سلیس ترجمہ: عبارت کے سلیس ترجمے کا التزام ہو۔

عبارت کی تشریح:

1......سب سے پہلے متن کے مسئلے کی صورت واضح کرکے مثال سے اس کو سمجھایا جائے، اس کے بعد عبارت پر مسئلے کی تطبیق کی جائے، اس کتاب کا مقصد فن سے مناسبت پیدا کرنی ہے، لہٰذا صرف عبارت رٹوانا یا یاد کرانا کافی نہیں، بلکہ مسئلہ کی تطبیق عبارت پر انتہائی اہم ہے۔

2......استشہاد کے لیے دیے گئے نامکمل ابیات مکمل کرکے ان میں چار چیزوں کا اہتمام کیا جائے:

(۱) حلِ لغات۔ (۲) معنی الشعر۔ (۳) محل الاستشہاد کی تعیین اور وضاحت۔ (۴) ترکیب، اور اشعار زبانی یاد کروائے جائیں۔

3......کتاب کے مندرجات سمجھانے پر ہی اکتفا کیا جائے، خارجی ابحاث نہ چھیڑی جائیں۔ البتہ وہ خارجی مباحث جو فہمِ عبارت میں معاون اور طلبہ کے مستویٰ کے مطابق ہوں، بیان کیے جاسکتے ہیں۔

4......سہ ماہی تک پوری کتاب کی ترکیب کرائی جائے اور بعد میں مشکل کلمات یا جملوں کا اعراب اور وجہِ اعراب کے بیان کا اہتمام کیا جائے۔

5......خارجی مثالوں (بالخصوص قرآن وحدیث کی مثالوں) سے قواعد کی تشریح اور اجرا کروایا جائے، کافیہ میں بھی نحو کے اجرا کا خوب اہتمام کیا جائے۔

فائدہ: ہر سبق میں چار باتوں کا خصوصی اہتمام کیا جائے:

1. مضامین کے اعتبار سے عبارت کی تقطیع وتقسیم۔
2. عبارت کی زبانی تشریح۔
3. عبارت کو اچھی طرح حل کرکے تشریح کی عبارت پر تطبیق۔
4. آخر میں سبق کا خلاصہ۔

نحوی مصطلحات:

کتاب میں مذکور تمام نحوی مصطلحات کی تعریفات عربی میں لکھوا کر زبانی یاد کروائی جائیں۔

معروضی سوالات کے جوابات:

کتاب میں موجود مسائل کی وقتاً فوقتاً ایسی تقریری وتحریری مشق کرائی جائے کہ طلبہ معروضی سوالات (صحیح، غلط، خالی جگہیں وغیرہ) کا جواب دے سکیں، نیز گذشتہ سبق کے مختلف اجزا مختلف طلبہ کرام سے سننے کا اہتمام ہو۔

شرح ابن عقیل

مقصد اور مطلوبہ استعداد

شرح ابن عقیل پڑھنے کے بعد طالبِ علم میں درج ذیل استعداد ہونی چاہیے:

1. عبارت درست اعراب کے ساتھ پڑھ سکے اور اعراب کی وجہ بیان کر سکے۔
2. عربی قواعد کے لحاظ سے عبارت کا سلیس ترجمہ کر سکے۔
3. کتاب اس طرح حل ہو کہ مختصر اور جامع انداز میں ''الفیہ'' کے متن کی تشریح کر کے مثال سے اس کی وضاحت کر سکے اور شرح میں موجود مباحث کا خلاصہ بیان کر سکے۔
4. کتاب میں موجود نحوی قواعد اور نحو کی تمام مصطلحات کی تعریفات مع امثلہ عربی میں زبانی یاد ہوں۔
5. کتاب میں موجود مسائل کی ایسی مشق ہو کہ معروضی سوالات (صحیح غلط، خالی جگہیں وغیرہ) کا جواب دے سکے۔
6. نحویین کے اختلافات اور ان میں راجح قول معلوم ہو۔
7. نحوی قواعد کے شواہد واَدِلّہ معلوم ہوں۔
8. نحو سے عربیت کا ذوق پیدا ہو، نہ کہ عقلیت کا۔

اسلوبِ تدریس:

''شرح ابن عقیل'' کی تدریس میں استاذِ محترم مندرجہ ذیل امور کا اہتمام فرمائیں۔

مقدمہ: ابتدا میں نحو کی تعریف، موضوع، غرض وغایت بیان کیے جائیں، نیز متن، شرح اور مصنفؒ کے حالات بیان کیے جائیں۔

اصلاحِ عبارت:

1. کتاب کی عبارت باری باری لاعلی التعیین طلبہ سے پڑھوائی جائے، ان سے عبارت میں نحوی وصرفی سوالات کیے جائیں، خصوصاً اعراب کی وجہ پوچھی جائے، عبارت کی کسی ادنیٰ غلطی یا کسی لفظ کے تلفظ میں غلطی سے

بالکل چشم پوشی نہ کی جائے اور ایسی غلطی پر خوب تنبیہ کی جائے۔

2. عبارت حل کرتے وقت اشارات کے مشارٌ الیہ اور ضمائر کے مراجع بیان کرنے کا خوب اہتمام ہو، اور طلبہ کو اس کی طرف متوجہ کر کے ان کو بھی اس اہتمام کا پابند کیا جائے۔

سلیس ترجمہ: عبارت کے سلیس ترجمے کا التزام ہو۔

تشریح:

1. شرح ابن عقیل کا متن نظم کی صورت میں ہے، نظم کے بعض اشعار ایسے ہیں، جو آسانی سے سمجھے اور سمجھائے جاسکتے ہیں، جب کہ بعض ایسے ہیں کہ ان میں کسی قدر اِغلاق پایا جاتا ہے، درس دیتے وقت اسلوب یہ ہو کہ پہلی قسم کے اشعار شروع میں اجمالی طور پر سمجھا دیے جائیں، اور پھر دوسرے نمبر پر شرح سمجھا دی جائے۔ جب کہ دوسری قسم کے اشعار میں اس کا برعکس طریقہ اختیار کیا جائے، کیونکہ یہاں پر شروع میں اشعار سمجھانے کی صورت میں (ان میں) اِغلاق پائے جانے کے سبب اشعار سمجھانے میں خاصا وقت صرف ہوتا ہے۔

2. شرح ابن عقیل میں شواہد شعریہ کافی تعداد میں پائے جاتے ہیں، نحو میں چونکہ شواہد بڑی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں، اس لئے ان کے حل کرنے پر خصوصی توجہ دی جائے۔ حلِ شواہد کے سلسلہ میں چار چیزیں پیش نظر ہوں: (۱) حلِ لغات۔ (۲) معنی الشعر۔ (۳) محل الاستشہاد کی تعیین اور اسکی وضاحت۔ (۴) ترکیب۔

3. متن کے اشعار، اور شواہد نحویّہ، دونوں کی مفصّل ترکیبیں کتاب کے حاشیہ میں موجود ہیں، اس لیے دونوں کی ترکیبیں طلبہ کرام ہی سے کرائی جائیں، ہاں! مشکل پیش آنے پر استاذِ محترم تعاون فرمائیں۔

4. خارجی مثالوں (بالخصوص قرآن وحدیث کی مثالوں) سے قواعد کی تشریح اور اجرا کا اہتمام کیا جائے۔

5. ''شرح ابنِ عقیل'' میں متن کی شرح عموماً کافی طویل ہوتی ہے، جس کو ضبط کرنا انتشار مباحث کی وجہ سے طلبہ کرام کے لئے کافی مشکل ہوتا ہے، اس لئے ہر فصل کو مباحث میں تقسیم کر کے پڑھانا چاہئے، اس طرح کرنے سے طویل سے طویل شرح بھی ضبط کرنا آسان ہوجاتا ہے، ذیل میں تقسیمِ مباحث کے دو نمونے دیے جاتے ہیں، انہیں ملاحظہ کریں:

نموذج تقطیع الدرس علی مباحث:

کلامنا لفظٌ مفیدٌ کاستقم　　واسمٌ وفعلٌ ثمّ حرف الکلم

واحده کلمةٌ والقول عمُ　　وکلمةٌ بها کلامٌ قد یؤم

الكلام فی شرح هذين البيتين يقع فی مواضع تالية:

(1)-: تعريف الكلام اللغویّ و الاصطلاحیّ .(2)-: صور تركيب الكلام .(3)-: الجواب عن سؤالٍ مقدّرٍ .(4)-: وجه إسناد الماتن للكلام إلی ضمير الجمع المتكلّم فی قوله: "كلامنا'(5.')-: تعريف الكلِم، و بيان أنّه اسم جنسٍ جمعیّ .(6): تعريف الكلمة و أقسامها الثّلاثة.(7)-: دليل انحصار الكلمة فی أقسامها الثّلاثة.(8)-: تعريف القول و النّسبة بينه و بين الكلام و الكلمة و الكلم .(9)-: بيان أنّ الكلمة قد يُطلق و يراد بها الكلام.(10)-: بيان النّسبة بين الكلام و الكلم.

6. سبق کے آخر میں درس کا خلاصہ پیش کرنے کا اہتمام ہو۔

<u>فائدہ:</u>

ہر سبق میں چار باتوں کا خصوصی اہتمام کیا جائے:

1. مضامین کے اعتبار سے عبارت کی تقطیع و تقسیم۔
2. عبارت کی زبانی تشریح۔
3. عبارت کو اچھی طرح حل کر کے تشریح کی عبارت پر تطبیق۔
4. آخر میں سبق کا خلاصہ۔

<u>معروضی سوالات کے جوابات:</u>

کتاب میں موجود مسائل کی وقتاً فوقتاً ایسی تقریری و تحریری مشق کرائی جائے کہ طلبہ معروضی سوالات (صحیح، غلط، خالی جگہیں وغیرہ) کا جواب دے سکیں، نیز گذشتہ سبق کے مختلف اجزا مختلف طلبہ کرام سے سننے کا اہتمام ہو۔

<u>کتب برائے حل کتاب (شرح ابن عقیل)</u>

استاذِ محترم ''شرح ابن عقیل'' کے حل کے سلسلے میں اس کے حاشیہ کے علاوہ مندرجہ ذیل کتابوں سے مدد لیں:

۱......حاشية الخضری علی ابن عقيل.

۲......شرح الأشمونی علی ألفية ابن مالک .المؤلف: علی بن محمد نور الدين الأُشْمُونی (المتوفی: 900ھ)

۳...... حاشية الصبان علی شرح الأشمونی لألفية ابن مالک .المؤلف: أبو العرفان

محمد بن علی الصبان الشافعی (المتوفی: 1206ھ)

۴......أوضح المسالک إلی ألفية ابن مالک .المؤلف: عبد الله بن یوسف بن أحمد بن عبد الله ابن یوسف، أبو محمد، جمال الدین، ابن هشام (المتوفی: 761ھ)

کتب برائے توسّع فی النّحو:

"شرح ابن عقیل" پڑھاتے ہوئے فنِّ نحو میں مزید توسّع پیدا کرنے کے لئے مندرجہ ذیل کتابوں سے استفادہ جاری رکھیں:

1. مغنی اللبیب عن کتب الأعاریب، المؤلف: عبد اللّٰہ بن یوسف أبو محمد، ابن هشام (المتوفی: 761ھ)

2. الإنصاف فی مسائل الخلاف بین النحویین: البصریین والکوفیین .المؤلف: عبد الرحمن بن محمد بن عبید الله الأنصاری، أبو البرکات کمال.

3 جامع الدروس العربیة للغلایینی

4 موسوعة النحو والصّرف والإعراب

عربی ادب

کتاب کا نام: نفحۃ العرب

مقصد اور مطلوبہ استعداد

نفحۃ العرب پڑھنے کے بعد طالبِ علم میں درج ذیل استعداد ہونی چاہیے:

1. عبارت درست اعراب کے ساتھ پڑھ سکے اور اعراب کی وجہ بیان کر سکے۔
2. عربی قواعد کے لحاظ سے عبارت کا سلیس ترجمہ کر سکے۔
3. مشکل صیغوں کی لغوی و صرفی تحقیق کر سکے، اور مشکل جملوں کی ترکیب کر سکے۔
4. مشکل الفاظ کا ذخیرہ مع معانی یاد ہو اور الفاظ ومحاورات کو جملوں میں استعمال کرنے کی قدرت پیدا ہو۔
5. ضروری صلات کی پہچان ہو اور افعالِ متصرفہ و اسمائے مشتقہ کے ساتھ صحیح صلات استعمال کرنے کی قدرت ہو۔

6. مفرد کی جمع، جمع کا مفرد بتا سکے اور مترادف اور متضاد الفاظ یاد ہوں۔

7. کتاب میں موجود حکایت پڑھنے کے بعد عربی زبان میں اس کا خلاصہ بیان کرنے کی قدرت ہو۔

اسلوبِ تدریس:

1......ابتدا میں علم الادب، کتاب اور صاحبِ کتاب کا مختصر تعارف ذکر کیا جائے۔

2......کتاب کی عبارت باری باری لاعلی التعیین طلبہ سے پڑھوائی جائے، ان سے عبارت میں نحوی وصرفی سوالات کیے جائیں، خصوصا اعراب کی وجہ پوچھی جائے، عبارت کی کسی ادنی غلطی یا کسی لفظ کے تلفظ میں غلطی سے بالکل چشم پوشی نہ کی جائے اور ایسی غلطی پر تنبیہ کی جائے۔

3......عبارت حل کرتے وقت اشارات کے مشارٌ الیہ اور ضمائر کے مراجع بیان کرنے کا خوب اہتمام ہو، اور طلبہ کو اس کی طرف متوجہ کر کے ان کو بھی اس اہتمام کا پابند کیا جائے۔

4......عبارت کے ترجمے کا التزام ہو۔

5......مشکل صیغوں کی لغوی وصرفی تحقیق اور مشکل جملوں کی ترکیب کی جائے۔

6......کلمات کی تحقیق میں ضبط کا لحاظ رکھنا بہت ضروری ہے، نیز کلمات کے قرآنی استعمالات کا خصوصیت کے ساتھ تذکرہ کیا جائے اس سے ذوق وشوق پیدا ہوتا ہے۔

7......مشکل الفاظ کا ذخیرہ بمع معانی یاد ہو۔

8......صلات کی پہچان کروائی جائے اور افعالِ متصرفہ واسمائے مشتقہ کے ساتھ صحیح صلات استعمال کرنے کی مشق کروائی جائے۔

9......پہلی مرتبہ آنے والے کلمات کے کم از کم دو اہم استعمالات ذکر کیے جائیں۔ نیز اگر وہ کلمات قرآن وحدیث میں استعمال ہوئے ہوں تو قرآن وحدیث میں وارد استعمالات سے استشہاد کیا جائے۔

10......اشعار کی تراکیب طلبہ کرام سے کروائی جائیں اور انہیں اشعار زبانی یاد کرنے کا پابند کیا جائے۔

11......اشعار کے علاوہ حسبِ ضرورت عربی نثر کے مشکل مقامات کی ترکیب کرائی جائے۔

12......مترادف اور متضاد الفاظ کی نشان دہی کر کے یاد کروائے جائیں، نیز مترادفات کے درمیان لغوی فروق بیان کیے جائیں۔

13......کلمات کو روزمرہ کے جملوں میں استعمال کروانے کا اہتمام کیا جائے، تاکہ عربی انشاو مضمون نگاری کی مشق

ہو۔طلبہ کوعربی الفاظ اور جملے بولنے کا عادی بنانے کے لیے ہر درس کے آخر میں استاذ محترم اسی درس کی حکایت کے بارے میں طلبہ سے عربی میں سوالات کرے اور طلبہ عربی میں ہی جواب دیں۔

14......طلبہ کی محنت اور اہتمام کو جانچنے کے لئے گاہے بگاہے مختلف طلبہ کرام سے گذرے ہوئے سبق کا کچھ حصہ سننے کا اہتمام ہو۔

15......کتاب میں مذکور شخصیات کا مختصر تعارف ذکر کیا جائے۔(حاشیہ میں ذکر کردہ تعارف پر اکتفا کیا جائے)۔

معاون کتب ومفید شروحات:

برائے نفحۃ العرب:

المعجم الوسیط القاموس الوحید کتاب کا حاشیہ طبع بشریٰ

برائے معلم الانشاء:

المعجم الوسیط القاموس الوحید

منطق

کتاب کا نام: شرح تہذیب

مقصد اور مطلوبہ استعداد

شرح تہذیب پڑھنے کے بعد طالب علم میں درج ذیل استعداد ہونی چاہیے:

1. عبارت درست اعراب کے ساتھ پڑھ سکے اور اعراب کی وجہ بیان کر سکے۔
2. عربی قواعد کے لحاظ سے عبارت کا سلیس ترجمہ کر سکے۔
3. مختصر اور جامع انداز میں متن اور شرح کی تشریح کر کے مثال سے اس کی وضاحت کر سکے، نیز شارح کے بیان کردہ سوال وجواب اور قیود وفوائد بیان کر سکے۔
4. کتاب میں موجود منطقی قواعد اور منطق کی تمام مصطلحات کی تعریفات مع اَمثلہ عربی میں زبانی یاد ہوں۔
5. تعریفات کے فوائدِ قیود کی وضاحت کر سکے اور منطقی قواعد کو مثالوں پر منطبق کر سکے۔

اسلوب تدریس

''شرح التہذیب'' کی تدریس میں استاذِ محترم درج ذیل امور کا اہتمام فرمائیں:

مقدمہ:

ابتداء میں منطق کی تعریف، موضوع، غرض وغایت بیان کیے جائیں، نیز متن، شرح اور ماتن وشارح کے حالات بیان کیے جائیں۔

اصلاحِ عبارت:

1. کتاب کی عبارت باری باری لاعلی التعیین طلبہ سے پڑھوائی جائے، ان سے عبارت میں نحوی وصرفی سوالات کیے جائیں، خصوصا اعراب کی وجہ پوچھی جائے، عبارت کی کسی ادنیٰ غلطی یا کسی لفظ کے تلفظ میں غلطی سے بالکل چشم پوشی نہ کی جائے اور ایسی غلطی پر خوب تنبیہ کی جائے۔

2. عبارت حل کرتے وقت اشارات کے مشارٌ الیہ اور ضمائر کے مراجع بیان کرنے کا خوب اہتمام ہو، اور طلبہ کو اس کی طرف متوجہ کر کے ان کو بھی اس اہتمام کا پابند کیا جائے۔

سلیس ترجمہ:

عبارت کے سلیس ترجمے کا التزام ہو۔

عبارت کی تشریح:

1. یہ کتاب چوں کہ متن اور اس کی شرح پر مشتمل ہے، اس لیے اس کی تدریس اس انداز سے ہو کہ شرح کی مدد سے متن حل کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے۔

2. سب سے پہلے شرح کی روشنی میں متن کے مسئلے کی صورت واضح کر کے مثال سے اس کو سمجھایا جائے، پھر کتاب میں موجود بحث کا خلاصہ شارح کے انداز میں بیان کیا جائے، اس کے بعد عبارت پر مسئلے کی تطبیق کی جائے۔

3. اغراض شارح کی وضاحت کا اہتمام کیا جائے۔

4. جہاں کسی بحث کو نقشہ سے سمجھانے کی ضرورت ہو تو وہاں وائٹ بورڈ پر نقشہ کی مدد سے اسی بحث کو سمجھانے کی کوشش کی جائے۔

5. تعریفات میں قیود احترازیہ کے فوائد کو اچھی طرح وضاحت کے ساتھ بیان کیا جائے۔

6. شارح نے کئی مقامات پر مقسم کی اقسام کے درمیان وجہ حصر بیان کیا ہے۔ مثلا: اجناس اضافیہ، نسب اربعہ وغیرہ کے درمیان، متعلقہ استاذِ محترم کو چاہیے کہ نقشہ کے ذریعے وجہ حصر طلبہ کو سمجھا دے۔

7. کتاب کی مثالوں کے علاوہ خارجی مثالیں بھی اگر طلبہ کے سامنے بیان کی جائیں تو یہ طریقہ اقرب الی

الفہم ہے،خصوصا اہم مباحث جیسے اشکال اربعہ،موجہات اور عکس النقیض میں اس کا اہتمام کیا جائے۔

فائدہ:

ہر سبق میں چار باتوں کا خصوصی اہتمام کیا جائے:

1. مضامین کے اعتبار سے عبارت کی تقطیع وتقسیم۔
2. عبارت کی زبانی تشریح۔
3. عبارت کو اچھی طرح حل کر کے تشریح کی عبارت پر تطبیق۔
4. آخر میں سبق کا خلاصہ۔

منطق کی مصطلحات:

کتاب میں مذکور تمام منطقی مصطلحات کی تعریفات عربی میں لکھوا کر زبانی یاد کروائی جائیں۔

معروضی سوالات کے جوابات:

کتاب میں موجود مسائل کی وقتا فوقتا ایسی تقریری وتحریری مشق کرائی جائے کہ طلبہ معروضی سوالات (صحیح،غلط،خالی جگہیں وغیرہ) کا جواب دے سکیں، نیز گذشتہ سبق کے مختلف اجزا مختلف طلبہ کرام سے سننے کا اہتمام ہو۔

کتب برائے حل کتاب

☆......التجريد الشافي على تذهيب المنطق الكافي،للشيخ محمد بن احمد الدسوقي المالكي. ☆......حاشية الشيخ محمد عبد المجيد الشر نوى، من علماء الازهر، التي طبعت من دار احياء التراث. ☆......حاشية الشيخ السيد مصطفى الحسيني الدشتي، التي طبعت من منشورات دارالتفسير، ايران. ☆......ضوابط المعرفة والاستدلال. ☆...... المقررشرح منطق المظفر. ☆...... تحفة شاه جهاني، المطبوعه من باكستان وهند.

ہدایات برائے درجہ ثانیہ

(ثانویۃ عامۃ سال دوم)

اہداف تعلیم وتعلم

(1)	تفسیر	(تفسیر عمَ پارہ)
(2)	تجوید	(فوائدِ مکیہ)
(3)	حدیث	(زادالطالبین)
(4)	فقہ	(مختصر القدوری)
(5)	نحو	(ہدایۃ النحو)
(6)	صرف	(علم الصیغۃ)
(7)	عربی ادب	(تسہیل الادب/ القراءۃ الراشدۃ/ معلم الانشاء)
(8)	منطق	(تیسیر المنطق/ ایساغوجی/ مرقات)

ترجمہ ومختصر تفسیر

کتاب کا نام: تفسیر عم پارہ

مقصد اور مطلوبہ استعداد

اس درجے میں تفسیر پڑھنے کے بعد طالبِ علم میں درج ذیل استعداد ہونی چاہیے:

1. عربی قواعد کے لحاظ سے قرآن کریم کا سلیس اردو ترجمہ کر سکے۔
2. مشکل صیغوں کی لغوی وصرفی تحقیق کر سکے، اور الفاظِ قرآن کے اعراب کی وجہ بیان کر سکے۔
3. مشکل الفاظ کے معانی یاد ہوں۔
4. آیات کی مختصر تفسیر بیان کر سکے اور آیات میں موجود عقائد، احکام اور آداب کا اجمالی علم ہو۔
5. آیات کا شانِ نزول (جو قرآن سمجھنے میں معاون ہو) بیان کر سکے۔
6. آیات میں موجود قصص کا خلاصہ زبانی بیان کر سکے۔
7. قرآن مجید پر عمل کا جذبہ پیدا ہو، اپنے اعمال واخلاق کی اصلاح کی فکر پیدا ہو۔

اسلوبِ تدریس

ترجمہ ومختصر تفسیر کے درس میں استاذِ محترم مندرجہ ذیل امور کا اہتمام فرمائیں:

1-اردو سلیس ترجمہ

☆......ترجمہ قرآن کا معاملہ چونکہ ایک نازک معاملہ ہے، اس لیے اس سلسلے میں مدرس اکابر کے اردو تراجم کا پابند رہے۔

☆......تمام پاروں میں سلیس ترجمہ کا التزام ہو، البتہ جہاں پر استاذِ محترم بامحاورہ ترجمہ کرنا مناسب سمجھیں، یا وہ سمجھتے ہوں کہ سلیس ترجمہ سے آیت کا حسن پوری طرح نمایاں نہیں ہوتا، تو ایسے مواقع پر سلیس ترجمہ کے ساتھ ساتھ رائج محاورے کو مدنظر رکھ کر بامحاورہ ترجمہ کرنا بھی بہتر رہے گا، اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ طلبہء کرام ترجمہ کی انواع اور ان کے درمیان تمیز کرسکیں گے۔

مثلاً آیتِ کریمہ **وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَقَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ سِيرُوا فِيهَا لَيَالِيَ وَأَيَّامًا آمِنِينَ** [السّباء:18] میں **قُرًى ظَاهِرَةً** کا سلیس ترجمہ (''نمایاں بستیاں''، ''دکھائی دینے والی بستیاں''، ''بہت سے گاؤں جو دکھائی دیتے تھے'') کرنے کے ساتھ رائج محاورے کا اعتبار کرکے یوں ترجمہ بھی کیا جائے ''لبِ سڑک بستیاں'' یا ''برسرِ راہ بستیاں'' (تفسیرِ ماجدی، احسن البیان، سورہ سباء:۱۸) تو اس ترکیب کا حسن بظاہر کسی حد تک نمایاں ہوسکے گا۔

اردو لفظی ترجمہ، اردو سلیس ترجمہ اور اردو بامحاورہ ترجمہ کے درمیان فرق:

☆......**لفظی ترجمہ:**......اس سے مراد تحت اللفظ ترجمہ ہے یعنی ہر لفظ کا ترجمہ اس کے ساتھ ہو۔

☆......**سلیس ترجمہ:**......اس سے مراد وہ ترجمہ ہے جس میں جملے کی ساخت اور ترکیب میں ترجمہ کی زبان کا لحاظ رکھا جاتا ہے، یہ ترجمہ الگ الگ کلمات کی حد تک تو لفظی ہوتا ہے، مگر اس میں فعل، فاعل، مفعول، مضاف، مضاف الیہ، موصوف، صفت وغیرہ کی ترتیب میں اردو اسلوب کی پیروی کی جاتی ہے۔

☆......**بامحاورہ ترجمہ:** اس میں ترتیب کے لحاظ سے اردو کے اسلوب کی پیروی کی جاتی ہے، نیز کلمات اور جملوں کا مفہوم ادا کرنے کے لیے اردو زبان کے محاورات اور ادبی کلمات کا انتخاب کرکے مزید تحسین کی کوشش کی جاتی ہے۔

☆......ذیل میں بطور مثال دو آیتوں کے تینوں قسم کے تراجم لکھے جاتے ہیں، انہیں ملاحظہ فرمالیں۔

☆......قال تعالیٰ: **وَإِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللَّهُ شَهِيدٌ عَلَىٰ**

مَـا يَـفْـعَـلُـونَ وَلِـكُـلِّ أُمَّةٍ رَّسُـولٌ فَـإِذَا جَـاءَ رَسُـولُهُـمْ قُـضِيَ بَيْنَهُمْ بِـالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُون

[یونس:46،47]

☆......اردو لفظی ترجمہ:

''اور اگر دکھلاویں ہم تجھ کو بعضے وہ چیز کہ وعدہ دیتے ہیں ہم اُن کو یا قبض کر لیویں تجھ کو پس طرف ہماری ہے پھر آنا اُن کا پھر اللہ شاہد ہے اوپر اس چیز کے کہ کرتے ہیں۔اور واسطے ہر ایک امت کے پیغمبر ہے، پس جب آتا ہے وہ پیغمبران کا فیصل کیا جاتا ہے درمیان اُن کے ساتھ انصاف کے اور وہ نہیں ظلم کیے جاتے''۔(شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ)

☆......اردو سلیس ترجمہ:

''اور اگر ہم اس میں سے کچھ حصہ آپ کو دکھا دیں جس کا ہم اِن سے وعدہ کرتے ہیں یا ہم آپ کو وفات دے دیں تو ہماری طرف ان سب کو لوٹنا ہے پھر اللہ اس پر گواہ ہے جو کام وہ لوگ کرتے ہیں۔اور ہر امت کے لئے ایک رسول ہے، سو جب اُن کے پاس اُن کا رسول آجاتا ہے تو اُن کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جاتا ہے، اور اُن پر ظلم نہیں کیا جاتا''۔(انوار البیان)

☆......اردو با محاورہ ترجمہ:

''اور (اے پیغمبر) جن باتوں کی ہم نے ان (کافروں کو) دھمکی دی ہوئی ہے، چاہے ان میں سے کوئی بات ہم تمہیں (تمہاری زندگی میں) دکھا دیں، یا (اس سے پہلے) تمہاری روح قبض کر لیں، بہر صورت ان کو آخر میں ہماری طرف ہی لوٹنا ہے، پھر (یہ تو ظاہر ہی ہے کہ) جو کچھ یہ کرتے ہیں اللہ اس کا پورا پورا مشاہدہ کر رہا ہے۔اور ہر امت کے لئے ایک رسول بھیجا گیا ہے، پھر جب اُن کا رسول آجاتا ہے تو اُن کا فیصلہ پورا انصاف سے کیا جاتا ہے اور اُن پر ظلم نہیں کیا جاتا''۔ (آسان ترجمہ قرآن)

☆......اردو سلیس ترجمہ کے لیے:

(۱)۔بیان القرآن لحکیم الأمة التّھانویؒ۔(۲) کشف الرحمٰن، مؤلف: سحبان الہند مولانا احمد سعید دہلویؒ۔جب کہ با محاورہ ترجمہ کے لیے: ((آسان ترجمہ قرآن)) لشیخ الاسلام حفظہ اللہ ورعاہ.

2-3-کلمات کی لغوی، صرفی اور نحوی تحقیق

کلمات کی لغوی تحقیق:

غریب القرآن (مشکل کلمات) کی لغوی تحقیق میں مندرجہ ذیل چیزیں شامل ہوں گی:

(۱) کلمات کا لفظی معنیٰ۔(۲) کلمات کا مرادی معنیٰ (۳) اسمائے جامدہ میں جمع کا مفرد اور مفرد کی جمع۔

(۴)-قرآن مجید میں اگر اختلافِ صلات کی وجہ سے کسی کلمہ کا معنیٰ تبدیل ہوتا ہو تو حسب ضرورت اس کا تذکرہ کیا جائے، مثلاً فعل (نظر)، جب حرف جر کے بغیر متعدی ہو تو انتظار کے معنیٰ میں آتا ہے اور (إلی) کے ساتھ ہو تو دیکھنے کے معنیٰ میں، اور (فی) کے ساتھ استعمال ہو تو غور وفکر کا معنیٰ ہوگا۔مندرجہ ذیل آیات ملاحظہ کیجئے:

قولہ تعالیٰ:يَومَ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنفِقَتُ لِلَّذِينَ ءَ امَنُوا انظُرُونَا نَقْتَبِسْ مِن نُّورِكُم[الحدید:13]۔

قولہ تعالیٰ:وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ[القیامۃ:22،23]

وقولہ تعالیٰ:أَوَلَمْ يَنظُرُوا فِي مَلَكُوتِ السَّمَوٰتِ وَالْأَرْضِ[الأعراف:185]

کلمات کی صرفی تحقیق:

کلمات کی صرفی تحقیق کا مطلب یہ ہے کہ اسمائے مشتقہ اور افعال میں باب، صیغہ (یعنی: واحد، تثنیہ، جمع، مذکر ومؤنث، حاضر، غائب ومتکلم)، بحث (یعنی: ماضی، مضارع، امر، معلوم ومجہول، اسم فاعل واسم مفعول وغیرہ) ہفت اقسام، حروفِ اصلیہ وزائدہ اور معنیٰ بتایا جائے۔

کلمات کی نحوی تحقیق:

کلمات کی نحوی تحقیق سے مراد یہ ہے کہ مفردات میں معرب ومبنی، منصرف وغیر منصرف وغیرہ کی پہچان، ان کا اعراب، جملوں کی ترکیب اور وجوہِ اعراب بھی بتائے جائیں۔

نحوی وصرفی مباحث کے لیے:

(1)الدر المصون فی علوم الکتاب المکنون، المؤلف: أبو العباس، شهاب الدین، المعروف بالسمین الحلبی (المتوفی:756ھ)

(2)......الجدول فی إعراب القرآن الکریم، المؤلّف: محمود أحمد صافی.

(3)-معجم مفردات الاعلال والابدال۔

<u>**4-آیات کی مختصر تفسیر:**</u>

آیات کی مختصر تفسیر کے دوران عقائد، احکام اور آداب اجمالاً بیان کیے جائیں۔

<u>**آیات کریمہ سے ثابت عقائد:**</u>

آیات سے اہلِ حق کے جو عقائد ثابت ہوتے ہیں، انہیں ذکر کیا جائے۔

فقہی احکام:

آیاتِ احکام میں جو مسائل عبارۃ النّص سے ثابت ہوتے ہوں انہیں بیان کر دیا جائے۔

فقہی احکام کے لیے: (۱)-بیان القرآن،حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ (۲)-معارف القرآن،مفتی اعظم مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ تعالیٰ۔

5-آیات کا شانِ نزول:

جن آیات کا سمجھنا شانِ نزول پر موقوف ہو وہاں مستند شانِ نزول بیان کرنے کا اہتمام کیا جائے۔اس کے لئے ''بیان القرآن'' کا مطالعہ مفید رہے گا۔

6-قصص القرآن:

قرآن میں موجود قصص اور واقعات نیز غزوات النبی ﷺ کو اہتمام سے بیان کیا جائے۔اس کے لیے مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی کی قصص القرآن اور مولانا ادریس کاندھلویؒ کی سیرۃ المصطفیٰ مطالعہ مفید رہے گا۔

7-اعتراضات کا جواب:

آیات کے ظاہر پر وارد ہونے والے اعتراضات اور ان کے جوابات بھی بیان کیے جائیں۔

8-ارشادی پہلو:

وقتاً فوقتاً موقع ومحل کی مناسبت سے طلبہ کے اعمال واخلاق کی اصلاح کرنے کی کوشش کرنی چاہیے،تاکہ ان میں قرآن پر عمل کا جذبہ پیدا ہو،اپنے اعمال واخلاق کی اصلاح کی فکر پیدا ہو۔

ارشادی پہلو کے لیے:**أیسر التفاسیر لکلام العلی الکبیر**،المؤلف:جابر بن موسی ابوبکر الجزائری

تجوید

کتاب کا نام: فوائد مکیہ

مقصد اور مطلوبہ استعداد

فوائد مکیہ پڑھنے کے بعد طالب علم میں درج ذیل استعداد ہونی چاہیے:

1. علم تجوید کے قواعد سمجھ کر یاد ہوں۔
2. تجوید کے مطابق قرآن کریم پڑھ سکے اور لحن جلی و خفی سے محفوظ ہو جائے۔
3. ہر حرف کو اس کے صحیح مخرج اور صفات لازمہ و عارضہ کے ساتھ ادا کر سکے۔
4. عم پارہ کی تلاوت کی ایسی مشق کرے کہ صحیح عربی لہجے میں اور اچھی آواز سے قرآن مجید پڑھ سکے۔
5. کتاب میں جو مباحث جمال القرآن پر اضافہ ہیں، ان کو صحیح سمجھ کر یاد کر لے۔

اسلوب تدریس:

فوائد مکیہ کی تدریس میں استاذ محترم درج ذیل امور کا اہتمام فرمائیں:

1. پہلے زبانی سبق سمجھائیں، سبق سمجھانے کے بعد اسے عبارت پر منطبق کیا جائے۔
2. طلبہ کو علم تجوید کی مصطلحات اور قواعد اچھی طرح سمجھا کر یاد کروائیں۔
3. کتاب میں مذکور مباحث کے نقشے بنا کر طلبہ کو خوب سمجھائیں۔
4. استاذ تجوید کے مطابق قرآن کریم پڑھنے کی ایسی مشق کروائے کہ پھر طلبہ بغیر لحن کے قواعد تجوید کی رعایت کے ساتھ قرآن پڑھ سکیں۔
5. استاذ محترم کوشش کریں کہ طلبہ عربی لہجے میں اور اچھی آواز سے قرآن کریم کی تلاوت کرنا سیکھ جائیں۔
6. طلبہ کی محنت اور اہتمام کو جانچنے کے لئے مختلف طلبہ کرام سے گزرے ہوئے سبق کا کچھ حصہ سننے کا اہتمام ہو۔

حدیث

کتاب کا نام: زادالطالبین

مقصداور مطلوبہ استعداد

زادالطالبین پڑھنے کے بعد طالب علم میں درج ذیل استعداد ہونی چاہیے:

1. عبارت درست اعراب کے ساتھ پڑھ سکے اور اعراب کی وجہ بیان کر سکے۔
2. عربی قواعد کے لحاظ سے احادیث کا سلیس اردو ترجمہ کر سکے۔
3. مشکل صیغوں کی لغوی وصرفی تحقیق کر سکے، نیز نحوی قواعد کے اجرا کے ساتھ مشکل جملوں کی ترکیب کر سکے۔
4. غریب الحدیث یعنی حدیث میں موجود مشکل الفاظ کے معانی یاد ہوں۔
5. احادیث کی مختصر تشریح بیان کر سکے اور احادیث میں موجود عقائد، احکام اور آداب کا اجمالی علم ہو۔
6. حفظِ احادیث کا شوق پیدا ہو، نصاب میں موجود مسنون اَدعیہ اور منتخب احادیث زبانی یاد ہوں۔
7. احادیث پر عمل کا جذبہ پیدا ہو، اپنے اعمال واخلاق کی اصلاح کی فکر پیدا ہو۔

اسلوبِ تدریس:

"زادالطالبین" کی تدریس میں استاذِ محترم درج ذیل امور کا اہتمام فرمائیں:

اصلاحِ عبارت:

1. کتاب کی عبارت باری باری لاعلی التعیین طلبہ سے پڑھوائی جائے، ان سے عبارت میں نحوی وصرفی سوالات کیے جائیں، خصوصا اعراب کی وجہ پوچھی جائے، عبارت کی کسی ادنیٰ غلطی یا کسی لفظ کے تلفظ میں غلطی سے بالکل چشم پوشی نہ کی جائے اور ایسی غلطی پر تنبیہ کی جائے۔
2. عبارت حل کرتے وقت اشارات کے مشارٌ الیہ اور ضمائر کے مراجع بیان کرنے کا خوب اہتمام ہو، اور طلبہ کو اس کی طرف متوجہ کر کے ان کو بھی اس اہتمام کا پابند کیا جائے۔

سلیس ترجمہ:

احادیث مبارکہ کے سلیس ترجمہ کا التزام ہو، البتہ جہاں پر استاذِ محترم بامحاورہ ترجمہ کرنا مناسب سمجھیں

اور بامحاورہ ترجمے کے بغیر مفہوم صحیح طرح واضح نہ ہو رہا ہو وہاں سلیس ترجمہ کے ساتھ ساتھ رائج محاورے کو مدنظر رکھ کر بامحاورہ ترجمہ بھی کرنا چاہیے۔

کلمات کی لغوی، صرفی اور نحوی تحقیق

کلمات کی لغوی تحقیق:......غریب الحدیث (مشکل کلمات) کی لغوی تحقیق میں مندرجہ ذیل چیزیں شامل ہوں گی:

(۱) کلمات کا لفظی معنی (۲) کلمات کا مرادی معنی (۳) اسمائے جامدہ میں جمع کا مفرد اور مفرد کی جمع۔

(۴)- اگر اختلافِ صلات کی وجہ سے کسی کلمہ کا معنیٰ تبدیل ہوتا ہو تو حسب ضرورت اس کا تذکرہ کیا جائے، مثلاً فعل (نظر)، جب حرف جر کے بغیر متعدی ہو تو انتظار کے معنی میں آتا ہے اور (إلی) کے ساتھ ہو تو دیکھنے کے معنی میں، اور (في) کے ساتھ استعمال ہو تو غور وفکر کے معنی میں ہوگا۔

کلمات کی صرفی تحقیق:

کلمات کی صرفی تحقیق کا مطلب یہ ہے کہ اسمائے مشتقہ اور افعال میں باب، صیغہ (یعنی: واحد، تثنیہ، جمع، مذکر ومؤنث، حاضر، غائب ومتکلم)، بحث (یعنی: ماضی، مضارع، امر، معلوم ومجہول، اسم فاعل واسم مفعول وغیرہ) ہفت اقسام، حروفِ اصلیہ وزائدہ اور معنیٰ بتایا جائے۔

کلمات کی نحوی تحقیق:

کلمات کی نحوی تحقیق سے مراد یہ ہے کہ مفردات میں معرب ومبنی، منصرف وغیر منصرف وغیرہ کی پہچان، ان کا اعراب، جملوں کی ترکیب اور وجوہِ اعراب بھی بتائے جائیں۔

احادیث مبارکہ کی مختصر تشریح:

احادیث مبارکہ کی مختصر تشریح کے دوران عقائد، احکام اور آداب اجمالاً بیان کیے جائیں۔

احادیث مبارکہ سے ثابت عقائد:

احادیث مبارکہ سے اہلِ حق کے جو عقائد ثابت ہوتے ہیں، انہیں ذکر کیا جائے۔

فقہی احکام:

احادیث مبارکہ میں عبارۃ النّص سے جو احکام ثابت ہوتے ہوں انہیں بیان کر دیا جائے۔

قصص الحدیث:

احادیث مبارکہ میں موجود قصص اور واقعات کو اہتمام سے بیان کیا جائے۔

ارشادی پہلو:

وقتاً فوقتاً موقع ومحل کی مناسبت سے طلبہ کے اعمال واخلاق کی اصلاح کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، تاکہ ان میں حدیث پر عمل کا جذبہ پیدا ہو، اپنے اعمال واخلاق کی اصلاح کی فکر پیدا ہو۔

فقہ

کتاب کا نام: مختصر القدوری

مقصد اور مطلوبہ استعداد

مختصر القدوری پڑھنے کے بعد طالب علم میں درج ذیل استعداد ہونی چاہیے:

1. عبارت درست اعراب کے ساتھ پڑھ سکے اور اعراب کی وجہ بیان کر سکے۔
2. عربی قواعد کے لحاظ سے عبارت کا سلیس ترجمہ کر سکے۔
3. کتاب اس طرح حل ہو کہ عبارت میں موجود مسئلہ کی صورت مع حکم مختصر اور جامع انداز میں بیان کر سکے اور مثال سے اس کی وضاحت کر سکے۔
4. کتاب میں موجود فقہی مصطلحات کی تعریفات عربی میں زبانی یاد ہوں۔
5. ہر باب سے متعلق بنیادی مسائل اور کثیر الوقوع جزئیات اور ان کے احکام زبانی یاد ہوں۔
6. کتاب میں موجود مسائل کی ایسی مشق ہو کہ معروضی سوالات (صحیح غلط، خالی جگہیں وغیرہ) کا جواب دے سکے۔
7. جن فقہی قواعد وضوابط پر کتاب کے مسائل کا سمجھنا موقوف ہو وہ عربی میں زبانی یاد ہوں۔

اسلوب تدریس:

"مختصر القدوری "فقہ حنفی کی بنیاد ہے، یہ ایک آسان مختصر مگر جامع کتاب ہے، اس لیے اس کی تدریس میں مندرجہ ذیل امور کا اہتمام ضروری ہے:

مقدمہ:

ابتدا میں فقہ کی تعریف، موضوع، غرض وغایت بیان کیے جائیں، نیز کتاب اور مصنف ؒ کے حالات بیان کیے جائیں۔

اصلاحِ عبارت:

1. کتاب کی عبارت باری باری لاعلی التعیین طلبہ سے پڑھوائی جائے،ان سے عبارت میں نحوی وصرفی سوالات کیے جائیں،خصوصا اعراب کی وجہ پوچھی جائے،عبارت کی کسی ادنیٰ غلطی یا کسی لفظ کے تلفظ میں غلطی سے بالکل چشم پوشی نہ کی جائے اور ایسی غلطی پر خوب تنبیہ کی جائے۔

2. عبارت حل کرتے وقت اشارات کے مشارٌ الیہ اور ضمائر کے مراجع بیان کرنے کا خوب اہتمام ہو،اور طلبہ کو اس کی طرف متوجہ کر کے ان کو بھی اس اہتمام کا پابند کیا جائے۔

سلیس ترجمہ:

عبارت کے سلیس ترجمے کا التزام ہو۔

عبارت کی تشریح:

1. کتاب کا متن حل کرنے اور سمجھانے کی خوب محنت کی جائی۔

2. سب سے پہلے متن کے مسئلے کی صورت واضح کر کے مثال سے اس کو سمجھایا جائے،اس کے بعد عبارت پر مسئلے کی تطبیق کی جائے۔

3. ہر باب کے بنیادی اور کثیر الوقوع جزئیات کے احکام زبانی یاد کروائے جائیں۔

4. متن میں غیر موجود اختلافات اور ان کے دلائل بالکل نہ چھیڑے جائیں۔

5. کتاب میں جو مسئلہ بیان ہوا ہے صرف اسی کو سمجھانے اور ذہن نشین کرانے پر زور دیا جائے،خارجی مباحث نہ چھیڑے جائیں،البتہ اگر اسی مسئلہ کو سمجھانے کے لیے کچھ تفصیل کی ضرورت ہو،یا مفتی بہ قول کو بیان کرنا ضروری ہو تو اسے ذکر کیا جائے،نیز مسائل کی تفہیم میں جدید مثالوں کے استعمال سے طلبہ کے شوق اور رغبت میں قوی اضافہ ہوگا،ان شاءاللہ۔

6. فقہی کتابوں کی تدریس میں بنیادی طور پر تین امور ہوتے ہیں:صورتِ مسئلہ،حکمِ مسئلہ،دلیلِ مسئلہ۔مختصر القدوری میں صورت اور حکم کا بیان کافی ہے،دلائل اس مرحلے میں نہ ذکر کیے جائیں،البتہ جہاں مسئلے کا سمجھنا دلیل پر موقوف ہو،یا دو مسائل میں وجہ فرق بیان کرنا ضروری ہو،تو صرف وہاں بقدرِ ضرورت دلائل ذکر کیے جائیں۔

7. ''کتاب الصلوۃ'' سے سنن وآداب نہ صرف طالب علم کو زبانی یاد کرائے جائیں،بلکہ ان کی عملی مشق کرائی جائے،اور طلبہ کو ان کی عملی غلطیوں اور کوتاہیوں پر متنبہ کیا جائے۔

فائدہ:

ہر سبق میں چار باتوں کا خصوصی اہتمام کیا جائے:

1. مضامین کے اعتبار سے عبارت کی تقطیع و تقسیم۔
2. عبارت کی زبانی تشریح۔
3. عبارت کو اچھی طرح حل کر کے تشریح کی عبارت پر تطبیق۔
4. آخر میں سبق کا خلاصہ۔

فقہی مصطلحات:

1. کتاب میں مذکور تمام فقہی مصطلحات کی تعریفات عربی میں لکھوا کر زبانی یاد کروائی جائیں۔
2. نیز کسی باب سے متعلق مصطلحات (مثلاً: مسلم الیہ، مسلم فیہ، رب السلم وغیرہ) کی باب کے شروع میں خوب وضاحت کی جائے، تاکہ طالب علم باب میں آنے والے الفاظ سمجھ سکے اور اس کو مسئلہ سمجھنے میں کوئی مشکل نہ ہو۔

فقہی قواعد وضوابط:

جن فقہی قواعد وضوابط پر کتاب کے مسائل کا سمجھنا موقوف ہو وہ عربی میں لکھوا کر زبانی یاد کروائے جائیں اور اچھی طرح سمجھا کر مسائل کو ان پر متفرع کیا جائے۔

متشابہ مسائل کے حکم میں فرق کی وجہ:

باہم ملتے جلتے مسائل کے حکم میں فرق کی وجہ اہتمام سے بیان کی جائے۔

معروضی سوالات کے جوابات:

کتاب میں موجود مسائل کی وقتاً فوقتاً ایسی تقریری وتحریری مشق کرائی جائے کہ طلبہ معروضی سوالات (صحیح، غلط، خالی جگہیں وغیرہ) کا جواب دے سکیں، نیز گذشتہ سبق کے مختلف اجزا مختلف طلبہ کرام سے سننے کا اہتمام ہو۔

معاون کتب برائے حلِ کتاب:

استاذِ محترم "مختصر القدوری" کے حل کے لئے اس کی شروح میں سے مندرجہ ذیل دو شروح کو بطورِ خاص مطالعہ میں رکھیں:

☆......الجوهرة النيرة،المؤلف: أبو بكر بن علی الزَّبِيدِیّ اليمنی الحنفی (المتوفی:800ھ)

☆......اللباب فی شرح الکتاب، المؤلف: عبد الغنی بن طالب الغنیمی الدمشقی المیدانی الحنفی (المتوفی:1298ھ)

☆......التصحیح و الترجیح

☆......شروح کے علاوہ استاذ کو چاہیے کہ وہ "بہشتی زیور" اور "امداد الفتاویٰ" کو بھی اپنے مطالعے میں رکھے، اور ہر سبق میں دیکھ لیا کرے کہ کتاب کا کوئی مسئلہ مفتیٰ بہ قول کے خلاف تو نہیں ہے، اگر ہو تو اس کی وضاحت کر کے مفتیٰ بہ قول کو بھی بیان کرے۔

براۓ توسع فی الفقہ:

(اس کے مباحث درس گاہ میں بیان نہ کیے جائے، ہاں! گاہے بگاہے ان کی طرف ممتاز طلبہ کی رہنمائی کر دی جائے)

مختصر القدوری پڑھاتے وقت فنِ فقہ میں توسع کے لئے درجِ ذیل کتابوں کا مطالعہ فرمائیں۔

(۱)۔الهدایۃ فی شرح بدایۃ المبتدی، المؤلف: علی بن ابی بکر الفرغانی المرغینانی، برہان الدین (المتوفی:593ھ)

(۲)۔ البحر الرائق شرح کنز الدقائق، المؤلف: زین الدین المعروف بابن نجیم المصری (المتوفی:970ھ)

نحو

کتاب کا نام: ہدایۃ النحو

مقصد اور مطلوبہ استعداد

ہدایۃ النحو پڑھنے کے بعد طالبِ علم میں درج ذیل استعداد ہونی چاہیے:

1. کتاب میں موجود نحوی قواعد اور نحو کی تمام مصطلحات کی تعریفات مع امثلہ عربی میں زبانی یاد ہوں۔
2. اعراب کی تمام انواع یاد ہوں، عبارت میں ان کی پہچان ہو۔
3. درست اعراب کے ساتھ عبارت پڑھ سکے اور اعراب کی وجہ بیان کر سکے۔
4. نحوی مسائل زبانی یاد ہو جائیں، ان کی مختصر اور جامع انداز میں تشریح کر سکے اور مثال سے اس کی وضاحت کر سکے۔

5. عربی کلمات کا آپس میں ربط وتعلق معلوم ہوجائے اور جملوں کی ترکیب کرنا آجائے۔
6. نحوی اصطلاحات، معرب ومبنی، افعالِ عاملہ، اسمائے عاملہ اور حروفِ عاملہ وغیرہ کی پہچان ہو۔
7. قواعد اور مسائل کی اتنی مشق ہو کہ قرآن وحدیث اور کلام عرب کی دیگر اَمثلہ پر ان کی تطبیق کر سکے۔
8. اشعار کا ترجمہ، ترکیب، محل استشہاد کی تعیین اور استشہاد کی وضاحت کر سکے۔
9. کتاب میں موجود مسائل کی ایسی مشق ہو کہ معروضی سوالات (صحیح غلط، خالی جگہیں وغیرہ) کا جواب دے سکے۔

اسلوبِ تدریس:

''ہدایۃ النحو'' کی تدریس میں استاذ محترم درج ذیل امور کا اہتمام فرمائیں:

مقدمہ:

ابتدا میں نحو کی تعریف، موضوع، غرض وغایت بیان کیے جائیں، نیز کتاب اور مصنفؒ کے حالات بیان کیے جائیں۔

اصلاحِ عبارت:

1. کتاب کی عبارت باری باری لاعلی التعیین طلبہ سے پڑھوائی جائے، ان سے عبارت میں نحوی وصرفی سوالات کیے جائیں، خصوصاً اعراب کی وجہ پوچھی جائے، عبارت کی کسی ادنیٰ غلطی یا کسی لفظ کے تلفظ میں غلطی سے بالکل چشم پوشی نہ کی جائے اور ایسی غلطی پر خوب تنبیہ کی جائے۔
2. عبارت حل کرتے وقت اشارات کے مشارٌالیہ اور ضمائر کے مراجع بیان کرنے کا خوب اہتمام ہو، اور طلبہ کو اس کی طرف متوجہ کر کے ان کو بھی اس اہتمام کا پابند کیا جائے۔

سلیس ترجمہ:

عبارت کے سلیس ترجمے کا التزام ہو۔

عبارت کی تشریح:

1. سب سے پہلے متن کے مسئلے کی صورت واضح کر کے مثال سے اس کو سمجھایا جائے، اس کے بعد عبارت پر مسئلے کی تطبیق کی جائے، اس کتاب کا مقصد فن سے مناسبت پیدا کرنا ہے، لہذا صرف عبارت رٹوانا یا یاد کرانا کافی نہیں، بلکہ مسئلہ کی عبارت پر تطبیق انتہائی اہم ہے۔
2. استشہاد کے لیے دیے گئے نامکمل ابیات مکمل کر کے ان میں چار چیزوں کا اہتمام کیا جائے:

(۱) حلِ لغات۔(۲) معنی الشعر۔(۳) محل الاستشہاد کی تعیین اور وضاحت۔(۴) ترکیب۔

اور اشعار زبانی یاد کروائے جائیں۔

3. کتاب کے مندرجات سمجھانے پر ہی اکتفا کیا جائے، خارجی ابحاث نہ چھیڑی جائیں۔البتہ وہ خارجی مباحث جو فہمِ عبارت میں معاون اور طلبہ کے مستویٰ کے مطابق ہوں، بیان کیے جاسکتے ہیں۔

4. سہ ماہی تک پوری کتاب کی ترکیب کرائی جائے اور بعد میں مشکل کلمات یا جملوں کا اعراب اور وجہِ اعراب کے بیان کا اہتمام کیا جائے۔

5. خارجی مثالوں (بالخصوص قرآن وحدیث کی مثالوں) سے قواعد کی تشریح اور اجرا کروایا جائے، درجہ اُولیٰ کی طرح درجہ ثانیہ میں بھی نحو کے اجرا کا خوب اہتمام کیا جائے، پارہ عم وغیرہ میں نحوی قواعد ومسائل کا خوب اجرا کروایا جائے۔

فائدہ:

ہر سبق میں چار باتوں کا خصوصی اہتمام کیا جائے:

1. مضامین کے اعتبار سے عبارت کی تقطیع وتقسیم۔
2. عبارت کی زبانی تشریح۔
3. عبارت کو اچھی طرح حل کر کے تشریح کی عبارت پر تطبیق۔
4. آخر میں سبق کا خلاصہ۔

نحوی مصطلحات:

کتاب میں مذکور تمام نحوی مصطلحات کی تعریفات عربی میں لکھوا کر زبانی یاد کروائی جائیں۔

معروضی سوالات کے جوابات:

کتاب میں موجود مسائل کی وقتاً فوقتاً ایسی تقریری وتحریری مشق کرائی جائے کہ طلبہ معروضی سوالات (صحیح، غلط، خالی جگہیں وغیرہ) کا جواب دے سکیں، نیز گذشتہ سبق کے مختلف اجزا مختلف طلبہ کرام سے سننے کا اہتمام ہو۔

کتب برائے حلِ کتاب:

حلِ کتاب ''ہدایۃ النحو'' کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل کتابیں معاون ثابت ہوں گی۔

(۱)۔ وقایۃ النحو (عربی) (۲)۔درایۃ النحو (عربی)

کتب برائے توسّع فی النّحو:

جب کہ ''ہدایۃ النّحو'' پڑھانے والے استاذِ محترم فنِّ نحو میں توسّع پیدا کرنے کے لیے مندرجہ ذیل کتابوں کو اپنے مطالعہ میں رکھیں:

(۱)موسوعة النّحو و الصرف و الإعراب .المؤلف: اميل بديع يعقوب

(۲) جامع الدروس العربية، المؤلّف: مصطفى بن محمد سليم الغلايينى (المتوفى:1364ھ)

(۳)شرح قطر الندى وبل الصدى، المؤلف: عبد اللّٰه بن يوسف أبو محمد، ابن هشام (المتوفى:761ھ)

صرف

کتاب کا نام: علم الصیغہ

مقصد اور مطلوبہ استعداد

اس درجے میں صرف پڑھنے کے بعد طالبِ علم میں درج ذیل استعداد ہونی چاہیے:

1. تمام صرفی قواعد خوب سمجھ کر اچھی طرح یاد ہوں۔
2. صحیح تلفظ کے ساتھ تمام ابواب کی گردانیں (صرفِ صغیر وصرفِ کبیر) پختہ یاد کرے کہ کسی بھی مصدر اور باب سے گردان پڑھ سکے۔
3. علامات کے ذریعے ابواب کی پہچان ہو۔
4. علامات کے ذریعے صیغوں کی مکمل پہچان (معلوم ومجہول، مذکر ومؤنث، حاضر، غائب ومتکلم، جامد ومشتق ، واحد، تثنیہ اور جمع، سہ اقسام ہفت اقسام اور شش اقسام، حروفِ اصلیہ وزائدہ، میزان وموزون کے اعتبار سے) ہو۔
5. صیغوں کا صحیح تلفظ سیکھے اور ان کے معانی یاد ہوں۔
6. صیغوں کے معانی یاد کرلے اور اردو سے عربی اور عربی سے اردو صیغے بنانے پر قادر ہو۔
7. قرآنِ کریم، احادیثِ مبارکہ اور عربی کتب میں صیغے پہچان سکے اور ان کی تعلیل کر سکے۔
8. علم الصیغہ میں جو اضافی مباحث ہیں، یعنی فوائدِ نافعہ، صِیَغِ مشکلہ اور مصنف کی اپنی تحقیقات، ان کو اچھی طرح سمجھ کر یاد کرلے۔

9. قواعد اور مسائل کی اتنی مشق ہو کہ قرآن وحدیث اور کلام عرب کی دیگر امثلہ پر ان کی تطبیق کر سکے۔

10. کتاب میں موجود مسائل کی ایسی مشق ہو کہ معروضی سوالات (صحیح غلط، خالی جگہیں وغیرہ) کا جواب دے سکے۔

11. خاصیاتِ ابواب کو خوب اچھی طرح سمجھ کر یاد کر لے اور عبارت میں ان کی پہچان ہو۔

اسلوبِ تدریس:

''علم الصیغہ'' کی تدریس میں استاذِ محترم مندرجہ ذیل امور کا اہتمام کریں:

1. تمام قواعد یاد کراتے وقت الفاظِ کتاب پر ہی زور دیا جائے، اپنے الفاظ میں قواعد سنانے کی حوصلہ افزائی نہ ہو۔

2. ہر درس خوب سمجھایا جائے، اور اس کے سننے کا اہتمام ہو۔

3. جس قدر مباحث کتاب میں موجود ہیں، وہ تو پوری پڑھا دی جائیں، جب کہ خارجی اہم اور مفید صرفی باتیں بھی موقع اور محل کی مناسبت سے بیان کی جا سکتی ہیں، تاہم یہ استاذ کی صوابدید پر ہے، لازم نہیں ہے۔

4. اجراء میں عمّ پارے کے صیغے بالخصوص حل کروائے جائیں، اور چند صیغوں کی تعلیل لکھوائی جائے۔

5. کتاب کو زبانی حل کرنے کی صورت میں تمام صیغوں کو حل کرنا ضروری نہیں، بلکہ استاذِ محترم اپنی صوابدید پر صیغوں کا انتخاب فرمالیں۔ تاہم اتنے صیغے ضرور حل کروائے جائیں کہ طلبہ میں اس تمرین کے حل کرنے کی استعداد پیدا ہو جائے۔

6. صرفِ صغیر تفصیلی یاد کرانا:

نَصَرَ يَنْصُرُ نَصْراً فَهُوَ نَاصِرٌ، وَنُصِرَ يُنْصَرُ نَصْراً فَذَاکَ مَنْصُوْرٌ، مَا نَصَرَ مَا نُصِرَ، لَمْ يَنْصُرْ لَمْ يُنْصَرْ، لَا يَنْصُرُ لَا يُنْصَرُ، لَنْ يَنْصُرَ لَنْ يُنْصَرَ، لَيَنْصُرَنَّ لَيُنْصَرَنَّ، لَيَنْصُرَنْ لَيُنْصَرَنْ .الأَمْرُ مِنْهُ: أُنْصُرْ، وَالنَّهْيُ عَنْهُ: لَا تَنْصُرْ، وَالظَّرْفُ مِنْهُ: مَنْصَرٌ، وَالآلَةُ مِنْهُ: مِنْصَرٌ وَمِنْصَرَةٌ وَمِنْصَارٌ، وَتَثْنِيَتُهُمَا: مَنْصَرَانِ وَمِنْصَرَانِ، وَالْجَمْعُ مِنْهُمَا: مَنَاصِرُ وَمَنَاصِيْرُ، وَأَفْعَلُ التَّفْضِيْلِ المذكَّرُ مِنْهُ: أَنْصَرُ، وَالْمُؤَنَّثُ مِنْهُ: نُصْرٰی، وَتَثْنِيَتُهُمَا: أَنْصَرَانِ وَنُصْرَيَانِ، وَالْجَمْعُ مِنْهُمَا: أَنْصَرُوْنَ وَأَنَاصِرُ وَنُصَرٌ وَنُصْرَيَاتٌ.

7. گردانیں اس طرح پختہ یاد کروائیں کہ طلبہ بغیر کسی اٹکن کے گردان سنا سکیں۔

8. گردانیں یاد کروانے میں صحیح کے ابواب تک اسمائے مشتقہ کی گردانیں تفصیلاً یاد کروائی جائیں (یعنی جمع مکسّر کے تمام صیغوں کے ساتھ، جیسا کہ تعلیم الصرف میں درج ہیں)، صحیح کے ابواب کے بعد تفصیل سے یاد کرانا

ضروری نہیں، بلکہ انہی صیغوں پر اکتفاء کیا جا سکتا ہے، جو کتاب میں درج ہیں۔

9. ''خاصیات'' پڑھاتے وقت جس خاصہ کا پہلی مرتبہ تذکرہ آتا ہے، اس جگہ تو اس کی تعریف کتاب میں مذکور ہوتی ہے، لیکن مکرّر آنے پر اس کی تعریف کتاب میں مذکور نہیں ہوتی، لہٰذا استاذِ محترم پہلی جگہ تعریف سمجھانے اور یاد کرانے پر اکتفا نہ کریں، بلکہ ہر جگہ اس خاصہ کا ذکر آجانے پر اس کی پچھلی تعریف کا اعادہ ضرور کروائیں، تاکہ طلبہ کرام کو تعریفات خوب از بر ہو جائیں۔

کتب برائے توسع فی فن الصرف:

فنِ صرف میں توسع پیدا کرنے کے لئے مدرّس استاذِ محترم درج ذیل کتابیں اپنے مطالعہ میں رکھیں:

1. **الممتع الکبیر فی التصریف: المؤلف: علی بن مؤمن أبو الحسن المعروف بابن عصفور** (المتوفی:669ھ)

2. **''الصرف الکافی'' لأیمن أمین عبد الغنی .**

3. **أبواب الصرف**

4. **معجم مفردات الاعلال والابدال**

5. **الصرف الواضح**

6. **المباحث الصّرفیّة من ''موسوعة النّحو و الصّرف و الإعراب''، المؤلف: أمیل بدیع یعقوب**

7. **جامع الدروس**

8. **شذا العرف فی فن الصرف**

عربی ادب

تسہیل الادب/ القراءة الراشدہ/ معلم الانشاء

مقصد اور مطلوبہ استعداد

اس درجے میں ادب پڑھنے کے بعد طالب علم میں درج ذیل استعداد ہونی چاہیے:

1. عبارت درست اعراب کے ساتھ پڑھ سکے اور اعراب کی وجہ بیان کر سکے۔

2. عربی قواعد کے لحاظ سے عبارت کا سلیس ترجمہ کر سکے۔

3. مشکل صیغوں کی لغوی وصرفی تحقیق کر سکے، اور مشکل جملوں کی ترکیب کر سکے۔

4. مشکل الفاظ کے معانی یاد ہوں۔

5. مفردات کا ذخیرہ یاد ہو اور ان کو جملوں میں استعمال کر سکے۔

6. ضروری صلات کی پہچان ہو۔

7. مفرد کی جمع، جمع کا مفرد بتا سکے۔

8. کتاب کے مترادفات اور متضاد الفاظ یاد ہوں۔

9. عربی انشا و مضمون نگاری کی ایسی مشق ہو کہ عربیت کا ذوق اور ادبی جملوں کا فہم پیدا ہونے کے ساتھ ساتھ صحیح عربی جملے بولنے اور لکھنے کی قدرت پیدا ہو۔

اسلوبِ تدریس: (القراءة الراشدة)

''القراءة الراشدة'' کی تدریس میں مندرجہ چیزوں کا اہتمام ضروری ہے:

1. مشکل الفاظ کی لغوی وصرفی تحقیق کرنا اور طلبہ کو یاد کرانا۔

2. حسبِ ضرورت نحوی ترکیب کرنا۔

3. مکمل کتاب کا سلیس اردو ترجمہ کرنا۔

4. اشعار کے ترجمہ پر خصوصی توجہ کے ساتھ ان کی ترکیب کا بھی اہتمام کرنا۔

5. کتاب میں موجود تمارین حل کرانا۔ بہتر یہ ہے کہ طلبہ سے جوابات کاپی میں لکھوائے بھی جائیں۔

6. نظمیں زبانی یاد کرانا۔

اسلوبِ تدریس: (معلم الانشاء)

1. ''معلم الانشا'' کی تدریس اس انداز سے ہو جس کے نتیجہ میں طلبہ کرام میں بہترین انداز میں ترجمہ کرنے اور عربی انشا کی صلاحیت پیدا ہو۔

2. طلبہ سے اہتمام کے ساتھ تمارین لکھوائی جائیں اور استاذِ محترم طلبہ کی کاپیوں کی جانچ کریں، جس کی ایک آسان صورت یہ ہو سکتی ہے کہ مختلف طلبہ سے ہر ہر جملہ سن کر اجتماعی طور پر سب کی تصحیح کرائیں۔ نیز روزانہ چند ایک طلبہ کی کاپیاں بھی دیکھی جائیں۔

3. تمارین لکھوانے میں صفائی، عمدگی کے علاوہ، عناوین کے ساتھ صفحہ کی دائیں جانب لکیر کھینچنے کا اہتمام بھی ہو۔

4. کتاب میں مذکور ترجمہ کے اصول وقواعد اچھی طرح سمجھا کر ذہن نشین کروا دیے جائیں۔

5. کتاب میں مذکور ترجمہ کے قواعد وضوابط کی اہتمام کے ساتھ رعایت کی جائے۔

اسلوب تدریس: (تسہیل الادب)

1. ''تسہیل الادب'' کا مقصد طلبہ کرام میں بہترین انداز میں ترجمہ کرنے کی صلاحیت پیدا کرنا ہے۔

2. مشکل کلمات کی فہرست بنا کر اہتمام سے یاد کروائے جائیں۔

3. مفردات کو جملوں میں استعمال کرنے کی مشق کروائی جائے۔

4. تمام تمارین کی بجائے اہم اور قدرے مشکل تمارین لکھوائی جائیں۔

5. کتاب میں مذکور قواعد کا ماحاصل زبانی یاد کروایا جائے۔

6. دورانِ سبق بورڈ کا بھرپور استعمال کیا جائے۔

منطق

تیسیر المنطق/ ایساغوجی/ مرقات

مقصد اور مطلوبہ استعداد

اس درجے میں منطق پڑھنے کے بعد طالبِ علم میں درج ذیل استعداد ہونی چاہیے:

1. عبارت درست اعراب کے ساتھ پڑھ سکے اور اعراب کی وجہ بیان کر سکے۔

2. عربی قواعد کے لحاظ سے عبارت کا ترجمہ کر سکے۔

3. مختصر اور جامع انداز میں عبارت کی تشریح کر کے مثال سے اس کی وضاحت کر سکے۔

4. کتاب میں موجود منطقی قواعد اور منطق کی تمام مصطلحات کی تعریفات مع امثلہ زبانی یاد ہوں۔

5. کتاب میں موجود مسائل کی ایسی مشق ہو کہ معروضی سوالات (صحیح غلط، خالی جگہیں وغیرہ) کا جواب دے سکے۔

نوٹ:......منطق پڑھانے والے استاذ کے لیے ضروری ہے کہ وہ سب سے پہلے طلبہ کے اس تصور کو دور کرے کہ

منطق ایک مشکل فن ہے،اور منطق پڑھنے پڑھانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے،ان کو بتایا جائے کہ علمِ تفسیر،علمِ حدیث،علمِ فقہ میں بہت سی ایسی اصطلاحات ہیں جن کو سمجھنے کے لیے علمِ منطق کی ضرورت پڑتی ہے اور ملحدین کے عقلی والزامی جواب دینے کے لیے بھی اس علم کی ضرورت پڑتی ہے۔نیز متقدمین کی کتب میں منطقی اصطلاحات کا بکثرت استعمال ہے،اس فن کے بغیر ان علوم سے کما حقہ استفادہ ممکن نہیں۔اس کی اہمیت اجاگر کرنے کے لیے اکابرین کی کتابوں سے مثالیں پیش کی جائیں،مثلاحضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ،حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کی کتابوں میں علمِ منطق کی اصطلاحات کا بکثرت استعمال ہوا ہے۔

استاذِ محترم کو چاہیے کہ منطق سے متعلق قدیم اور جدید ہر دو قسم کی کتابوں کو اپنے مطالعہ میں رکھے،متقدمین کی کتب سے رسوخ اور گہرائی حاصل ہوتی ہے،جب کہ معاصر علماء کی کتابوں سے اس میں توسع اور تنوع پیدا ہوتا ہے۔

اسلوبِ تدریس(تیسیر المنطق):

1. پہلے زبانی سبق سمجھائیں،سبق سمجھانے کے بعد اسے عبارت پر منطبق کیا جائے۔
2. ثانیہ کے طلبہ کے لیے یہ فن بالکل نیا ہے،اس لیے خارجی مثالوں اور بورڈ سے کام لینے کی ضرورت ہے،تاکہ طلبہ فن کی اصطلاحات کما حقہ سمجھ سکیں۔
3. "معین المنطق"اور"تفہیم المنطق"سے ہر بحث کا نقشہ اور خارجی مثالیں دی جائیں۔
4. کتاب کی تمام تمارین اچھی طرح سمجھا کر حل کروائی جائیں۔
5. تینوں کتابوں (تیسیر المنطق،ایساغوجی،مرقات) میں مشترک اصطلاحات کی تعریفات تیسیر المنطق سے یاد کرائی جائیں،تاکہ طالب علم کو ایک ہی اصطلاح کی مختلف تعریفیں یاد نہ کرنی پڑیں۔نیز ایساغوجی اور مرقات کی اضافی اصطلاحات کی تعریفات انہیں الگ سے یاد کروائی جائیں۔
6. طلبہ کی محنت اور اہتمام کو جانچنے کے لئے مختلف طلبہ کرام سے گزرے ہوئے سبق کا کچھ حصہ سننے کا اہتمام ہو۔

اسلوبِ تدریس(ایساغوجی):

1. ابتدا میں منطق کی تعریف،موضوع اور غرض وغایت بیان کیے جائیں،نیز کتاب اور صاحبِ کتاب کا تعارف ذکر کیا جائے۔
2. کتاب کی عبارت باری باری لاعلی التعیین طلبہ سے پڑھوائی جائے،ان سے عبارت میں نحوی وصرفی

سوالات کیے جائیں، خصوصا اعراب کی وجہ پوچھی جائے، عبارت کی کسی ادنیٰ غلطی یا کسی لفظ کے تلفظ میں غلطی سے بالکل چشم پوشی نہ کی جائے اور ایسی غلطی پر خوب تنبیہ کی جائے۔

3. عبارت حل کرتے وقت اشارات کے مشارٌ الیہ اور ضمائر کے مراجع بیان کرنے کا خوب اہتمام ہو، اور طلبہ کو اس کی طرف متوجہ کر کے ان کو بھی اس اہتمام کا پابند کیا جائے۔

4. عبارت کے ترجمے کا التزام ہو۔

5. پہلے متن کے مسئلے کی خوب وضاحت کر کے مثال سے سمجھایا جائے، اس کے بعد عبارت پر مسئلے کی تطبیق کی جائے۔

6. ایساغوجی کے جو مباحث تیسیر المنطق میں نہیں ہیں انہیں بالاہتمام خوب سمجھا کر یاد کرایا جائے۔

7. سبق کی تفہیم میں بورڈ سے بھرپور مدد لی جائے۔

8. طلبہ کی محنت اور اہتمام کو جانچنے کے لئے مختلف طلبہ کرام سے گزرے ہوئے سبق کا کچھ حصہ سننے کا اہتمام ہو۔

کتب برائے حل ایساغوجی:

حلِ ایساغوجی کے لئے مندرجہ ذیل شروح اپنے مطالعہ میں رکھیں:

(ا): شرح کتاب ایساغوجی فی علم المنطق، للعلامۃ حسام الدین الکافی، تحقیق وتعلیق: الدکتور سعد عبد اللطیف فودۃ. (ط. دار الذخائر)

(2): مراقی العروج علی متن إیساغوجی، مؤلف: طارق بن محمد سردار علی (ط. المکتبۃ الاسدیۃ مکۃ)

اسلوبِ تدریس (مرقات):

مقدمہ:

ابتدا میں کتاب اور صاحب کتاب کا تعارف ذکر کیا جائے۔

اصلاحِ عبارت:

1. کتاب کی عبارت باری باری لاعلی التعیین طلبہ سے پڑھوائی جائے، ان سے عبارت میں نحوی وصرفی سوالات کیے جائیں، خصوصا اعراب کی وجہ پوچھی جائے، عبارت کی کسی ادنیٰ غلطی یا کسی لفظ کے تلفظ میں غلطی سے بالکل چشم پوشی نہ کی جائے اور ایسی غلطی پر تنبیہ کی جائے۔

.2 عبارت حل کرتے وقت اشارات کے مشارٌ الیہ اور ضمائر کے مراجع بیان کرنے کا خوب اہتمام ہو، اور طلبہ کو اس کی طرف متوجہ کر کے ان کو بھی اس اہتمام کا پابند کیا جائے۔

ترجمہ:......عبارت کے ترجمے کا التزام ہو۔

عبارت کی تشریح:

سب سے پہلے متن کے مسئلے کی خوب وضاحت کر کے مثال سے سمجھایا جائے، اس کے بعد عبارت پر مسئلے کی تطبیق کی جائے۔

فائدہ: .1 ''مرقات'' میں جونئی اصطلاحات آتی ہیں انہیں ''مرقات'' ہی سے یاد کروایا جائے۔

.2 کتاب کے آخر میں چند مباحث ایسے ہیں جو آگے کسی کتاب میں نہیں آتے، لہٰذا انہیں اہتمام سے سمجھائیں اور یاد کروائیں، مثلاً پہلی تین اشکال کی شرائط اور ان کی ضروبِ منتجہ، قیاسِ استثنائی کی تفصیلی بحث۔

.3 سبق کی تفہیم میں بورڈ سے بھرپور مدد لی جائے۔ مرقات کے بعض مباحث میں تو بورڈ کا استعمال انتہائی ناگزیر ہے، مثلاً قیاسِ استثنائی کی بحث، اشکال اربعہ وغیرہ۔

فائدہ:...... ہر سبق میں چار باتوں کا خصوصی اہتمام کیا جائے:

.1 مضامین کے اعتبار سے عبارت کی تقطیع وتقسیم۔

.2 عبارت کی زبانی تشریح۔

.3 عبارت کو اچھی طرح حل کر کے تشریح کی عبارت پر تطبیق۔

.4 آخر میں سبق کا خلاصہ۔

منطق کی مصطلحات:

کتاب میں مذکور تمام منطقی مصطلحات کی تعریفات عربی میں لکھوا کر زبانی یاد کروائی جائیں۔

معروضی سوالات کے جوابات:

کتاب میں موجود مسائل کی وقتاً فوقتاً ایسی تقریری وتحریری مشق کرائی جائے کہ طلبہ معروضی سوالات (صحیح، غلط، خالی جگہیں وغیرہ) کا جواب دے سکیں، نیز گذشتہ سبق کے مختلف اجزا مختلف طلبہ کرام سے سننے کا اہتمام ہو۔

کتب برائے حل مرقات:

اس کے لیے "حاشیۃ المرآۃ" بہت مفید اور عمدہ ہے۔

ہدایات برائے درجہ اولیٰ

(ثانویۃ عامۃ سال اول)

<u>اہدافِ تعلیم وتعلم</u>

(1)	تجوید	(جمال القرآن)
(2)	فقہ	(تعلیم الفقہ/نور الایضاح/ مالا بدمنہ/ الفقہ المیسر)
(3)	نحو	(تعلیم النحو/علم النحو/نحومیر)
(4)	صرف	(تعلیم الصرف/ ارشاد الصرف/علم الصرف)
(5)	عربی ادب	(الطریقۃ العصریہ)

تجوید

کتاب کا نام: جمال القرآن

<u>مقصد اور مطلوبہ استعداد</u>

جمال القرآن پڑھنے کے بعد طالب علم میں درج ذیل استعداد ہونی چاہیے:

1. علمِ تجوید کے قواعد سمجھ کر یاد ہوں۔
2. تجوید کے مطابق قرآنِ کریم پڑھ سکے اور لحنِ جلی وخفی سے محفوظ ہو جائے۔
3. ہر حرف کو اس کے صحیح مخرج اور صفاتِ لازمہ وعارضہ کے ساتھ ادا کر سکے۔
4. عربی لہجے میں تلاوتِ قرآنِ کریم کی صلاحیت پیدا ہو اور اچھی آواز سے قرآنِ کریم پڑھ سکے۔

<u>اسلوبِ تدریس:</u>

1...... پہلے زبانی سبق سمجھائیں، سبق سمجھانے کے بعد اسے عبارت پر منطبق کیا جائے۔

2...... طلبہ کو علمِ تجوید کی مصطلحات اور قواعد اچھی طرح سمجھا کر یاد کروائیں۔

3...... کتاب میں مذکور مباحث کے نقشے بنا کر طلبہ کو خوب سمجھائیں۔

4...... تجوید کے مطابق قرآن کریم پڑھنے کی ایسی مشق کروائیں کہ پھر طلبہ بغیر لحن کے قواعدِ تجوید کی رعایت کے ساتھ

قرآن پڑھ سکیں۔

5.......استاذ محترم کوشش کریں کہ طلبہ عربی لہجے میں اور اچھی آواز سے قرآن کریم کی تلاوت کرنا سیکھ جائیں۔

6.......طلبہ کی محنت اور اہتمام کو جانچنے کے لئے مختلف طلبہء کرام سے گزرے ہوئے سبق کا کچھ حصہ سننے کا اہتمام ہو۔

علم الفقہ

کتاب کا نام: نور الایضاح / مالا بد منہ / الفقہ المیسر

مقصد اور مطلوبہ استعداد

اس درجے میں فقہ پڑھنے کے بعد طالب علم میں درج ذیل استعداد ہونی چاہیے:

1. عبارت درست اعراب کے ساتھ پڑھ سکے اور اعراب کی وجہ بیان کر سکے۔
2. عربی قواعد کے لحاظ سے عبارت کا سلیس ترجمہ کر سکے۔
3. عبارت میں موجود مسئلہ کی صورت مع حکم مختصر اور جامع انداز میں بیان کر سکے اور مثال سے اس کی وضاحت کر سکے۔
4. کتاب میں موجود فقہی مصطلحات کی تعریفات عربی میں زبانی یاد ہوں۔
5. عبادات کے بنیادی مسائل سے واقف ہو۔
6. کتاب میں مذکور مسائل کی روشنی میں عبادات کی عملی مشق کرے۔
7. کتاب میں موجود مسائل کو سمجھ کر یاد کرلے۔
8. ہر باب سے متعلق بنیادی مسائل اور کثیر الوقوع جزئیات اور ان کے احکام زبانی یاد ہوں۔
9. کتاب میں موجود مسائل کی ایسی مشق ہو کہ معروضی سوالات (صحیح غلط، خالی جگہیں وغیرہ) کا جواب دے سکے۔

اسلوب تدریس:

1. ابتدا میں کتاب اور صاحب کتاب کا تعارف ذکر کیا جائے۔
2. کتاب کی عبارت باری باری لاعلی التعیین طلبہ سے پڑھوائی جائے، ان سے عبارت میں نحوی وصرفی

سوالات کیے جائیں، خصوصا اعراب کی وجہ پوچھی جائے، عبارت کی کسی ادنی غلطی یا کسی لفظ کے تلفظ میں غلطی سے بالکل چشم پوشی نہ کی جائے اور ایسی غلطی پر خوب تنبیہ کی جائے۔

3. عبارت حل کرتے وقت اشارات کے مشارٌالیہ اور ضمائر کے مراجع بیان کرنے کا خوب اہتمام ہو، اور طلبہ کو اس کی طرف متوجہ کرکے ان کو بھی اس اہتمام کا پابند کیا جائے۔

4. عبارت کے ترجمے کا التزام ہو۔

5. کتاب کا متن حل کرنے اور سمجھانے پر خوب محنت کی جائی۔

6. سب سے پہلے متن کے مسئلے کی صورت واضح کرکے مثال سے اس کو سمجھایا جائے، اس کے بعد عبارت پر مسئلے کی تطبیق کی جائے۔

7. ہر باب کی بنیادی اور کثیر الوقوع جزئیات کے احکام زبانی یاد کروائے جائیں۔

8. کتاب میں جو مسئلہ بیان ہوا ہے صرف اسی کو سمجھانے اور ذہن نشین کرانے پر زور دیا جائے، خارجی مباحث نہ چھیڑے جائیں۔

9. ''کتاب الصلوۃ'' سے سنن وآداب نہ صرف طالب علم کو زبانی یاد کرائے جائیں، بلکہ ان کی عملی مشق کرائی جائے، اور طلبہ کو ان کی عملی غلطیوں اور کوتاہیوں پر متنبہ کیا جائے۔

10. کتاب میں مذکور تمام فقہی مصطلحات کی تعریفات لکھوا کر زبانی یاد کروائی جائیں۔

11. کتاب میں موجود مسائل کی وقتا فوقتا ایسی تقریری وتحریری مشق کرائی جائے کہ طلبہ معروضی سوالات (صحیح، غلط، خالی جگہیں وغیرہ) کا جواب دے سکیں، نیز گذشتہ سبق کے مختلف اجزا مختلف طلبہ کرام سے سننے کا اہتمام ہو۔

معاون کتب ومفید شروحات

مختصر القدوری	بہشتی زیور

نحو

کتاب کا نام: نحو میر/علم النحو/تعلیم النحو

مقصد اور مطلوبہ استعداد

اس درجے میں نحو پڑھنے کے بعد طالبِ علم میں درج ذیل استعداد ہونی چاہیے:

1. کتاب میں موجود نحوی قواعد اور نحو کی تمام مصطلحات کی تعریفات مع اَمثلہ میں زبانی یاد ہوں۔
2. اعراب کی تمام انواع یاد ہوں، عبارت میں ان کی پہچان ہو۔
3. عبارت میں عامل و معمول کی پہچان ہو اور معمول کا اعراب اور اس اعراب کی وجہ بیان کر سکے۔
4. نحوی مسائل طالب علم کو زبانی یاد ہو جائیں۔
5. قواعد اور مسائل کی اتنی مشق ہو کہ حسبِ مستویٰ خارجی امثلہ پر ان کی تطبیق کر سکے۔
6. عربی کلمات کا آپس میں ربط و تعلق معلوم ہو جائے اور جملوں کی ترکیب کرنا آ جائے۔
7. نحوی اصطلاحات، معرب و مبنی، افعالِ عاملہ، اسمائے عاملہ اور حروفِ عاملہ وغیرہ کی پہچان کر سکے۔
8. اسم، فعل اور حرف کو جوڑ کر جملہ بنا سکے اور جملوں کو جوڑ کر مختصر کلام بنا سکے۔

اسلوبِ تدریس (نحو میر)

''نحو میر'' کی تدریس میں استاذِ محترم درجہ ذیل امور کا اہتمام فرما لیا کریں۔

1. وائٹ بورڈ کی مدد سے سبق خوب سمجھا دیں، خاص کر شروع کے دنوں میں تکرار کے ساتھ اپنی بات دہرائیں، اور فرداً فرداً ہر طالب علم سے سنیں۔
2. سبق سمجھانے کے لیے نحو میر کی معروف مثالوں کے ساتھ ساتھ خارجی اور آسان عام فہم مثالوں پر خوب توجہ دیں۔
3. سبق سمجھانے کے دوران نحو میر (عربی) کی تعبیرات پر انحصار نہ کریں، بلکہ اسے خوب کھول کر پیش کریں، جس کے لیے مدرس ''نحو میر'' کی شروح کے بجائے تطبیقِ نحو پر مشتمل کتابوں مثلاً: ''النحو الکافی''، ''التطبیق النحوی''، ''موسوعۃ النحو والصرف والاعراب'' سے استفادہ کریں۔
4. کتاب کے مباحث زبانی یاد کروائیں۔

5. نحو میر اور تدریب النحو میں موجود تمام تمارین حل کرائیں۔

6. رائج و معروف طرز ترکیب سے اجتناب کر کے نحو کی عربی کتابوں میں موجود طرز کا اہتمام کرائیں۔

7. ہفتہ میں ایک دن پورے ہفتے کے اسباق کا امتحان لیں۔

8. جو سبق ''نحو میر'' میں پڑھایا جائے اس سبق کا ''النحو الکافی''، یا ''موسوعۃ النحو والصرف والاعراب'' سے مطالعہ کروائیں اور حاصل مطالعہ مختلف طلبہ سے سنیں۔ (یہ شق استاذِ محترم کی صوابدید پر ہے، ضروری نہیں ہے)۔

9. روزانہ نئے سبق کے ساتھ ساتھ ہوم ورک کے طور پر پچھلے اسباق ایک دوسرے کو سنانے کا اہتمام کرائیں، اس کے لئے استاذِ محترم طلبہ کرام میں دو دو طلبہ کی جوڑیاں بنالیں، اور دہرائے جانے والے اسباق کی تعداد کی تعیین بھی کر دیا کریں۔ استاذِ محترم روزانہ پچھلے اسباق کے مرابعہ کے بارے میں اہتمام سے پوچھا کریں، سستی نظر آنے پر تنبیہ فرمایا کریں۔

اسلوب تدریس (شرح مائۃ عامل)

''شرح مائۃ عامل'' کی تدریس میں استاذ محترم درجہ ذیل امور کا اہتمام فرمالیا کریں۔

1. کتاب پڑھنے کا مقصد طلبہ پر واضح کرنا، یعنی ترکیب کے ساتھ ساتھ عوامل نحو کو خوب سمجھنا۔ اس لیے صرف رٹا لگوانے کا اسلوب نہ ہو۔

2. کتاب کی ترکیب طلبہ کی ذمہ داری ہوگی۔ مدرس/ استاذِ محترم اہتمام سے سنیں، اور غلطیوں کی نشاندہی کے ساتھ ساتھ ضروری اور اہم فوائد کا اضافہ کریں۔

3. پوری کتاب کا ترکیب کا لحاظ کرتے ہوئے اردو میں سلیس ترجمہ کرائیں۔

4. طلبہء کرام سے ہر نوع کا خلاصہ اپنے الفاظ میں سنیں۔

اسلوب تدریس تعلیم النحو

1. یومیہ سبق کی عبارت پہلے استاذِ محترم خود پڑھے، اور پھر تلفظ کی درستی کا خوب اہتمام کرتے ہوئے طلبہ سے پڑھوائے، تاکہ طلبہ درست عبارت یاد کریں۔

2. کتاب میں موجود قواعد سمجھانے کے لئے صرف کتاب کی مثالوں پر اکتفا نہ کریں۔ بلکہ خارجی مثالوں کا سہارا لے کر خوب واضح کرنے اور سمجھانے کی کوشش کریں۔

3. خارجی مثالوں (بالخصوص قرآن وحدیث کی مثالوں) سے قواعد کی تشریح اور اجرا کرائیں۔

4. اس سلسلہ میں طلبہ کرام کوقرآن کریم (بالخصوص عم پارہ) سے اگر مزید مثالیں نکالنے کا مکلّف کیا جائے تو مفید ہے، تاکہ درجہ ثانیہ میں تفسیر پڑھاتے وقت سہولت ہو۔

5. تعریفات یاد کرواتے وقت خوب تسلی کرلیں کہ طلبہ کرام ان کا مفہوم اور مقصود صحیح طرح سمجھ گئے ہیں، کیونکہ رٹا لگوانا مقصود نہیں، فہم درس قصود ہے۔

6. تدریب النحو کی تمرینات تعلیم النحو کے اسباق کے ساتھ ساتھ حل کروائیں۔

7. سال کے آخر تک گذشتہ اسباق کی دُہرائی کا یومیہ بنیاد پر مضبوط نظم ہو۔

8. قواعد، تعریفات اور حل تمرین کے وقت کثرت سے نقشوں اور بورڈ کے استعمال کا اہتمام ہو۔

9. تمرینات حل کراتے وقت بعض اوقات ایسی مثالیں آجاتی ہیں جو تعلیم النحو میں موجود قواعد سے حل نہیں ہوتیں۔ ایسی صورت میں استاذِ محترم مناسب اضافات کرنے کا ضرور اہتمام فرمائیں، تاکہ طلبہ میں تشویش نہ ہو۔

10. موقع بہ موقع فنِ نحو کی اہمیت طلبہ کرام پر واضح کرتے رہیں۔

کتب برائے توسّع فی النّحو:

''نحو میر'' اور ''تعلیم النحو'' پڑھاتے وقت استاذِ محترم کو مندرجہ ذیل کتابوں سے بالاہتمام استفادہ کرنا چاہیے:

اس سے جہاں ایک طرف طلبہ کرام کو آسانی سے عربی تراکیب کا عادی بنا سکیں گے، وہاں دوسری طرف ''نحو تطبیق'' کے متعلق وسیع معلومات کا ذخیرہ بھی ہاتھ آئے گا، اِن شاءاللہ۔

(1)۔موسوعۃ النّحو والصرف والاعراب .المؤلف: امیل بدیع یعقوب .(2)النّحو الکافی .المؤلف: ایمن امین عبد الغنی (3)تطبیق النحو ،المؤلف: الدکتور عبدہ الراجحی (4)جامع الدروس .(5). النحو الواضح

صرف

مقصد اور مطلوبہ استعداد

اس درجے میں صرف پڑھنے کے بعد طالبِ علم میں درج ذیل استعداد ہونی چاہیے:

1. تمام صرفی قواعد خوب سمجھ کر اچھی طرح یاد کرلے۔

2. صحیح تلفظ کے ساتھ تمام گردانیں (صرفِ صغیر و صرفِ کبیر) اس طرح پختہ یاد ہوں کہ کسی بھی مصدر اور باب سے گردان پڑھ سکے۔

3. علامات کے ذریعے ابواب کی پہچان ہو۔

4. علامات کے ذریعے صیغوں کی مکمل پہچان (معلوم ومجہول، مذکرومؤنث، حاضر، غائب ومتکلم، جامد و مشتق، واحد، تثنیہ، جمع، سہ اقسام ہفت اقسام، شش اقسام، حروفِ اصلیہ وزائدہ، میزان وموزون کے اعتبار سے) ہو۔

5. صیغوں کا صحیح تلفظ سیکھے۔

6. صیغوں کے معانی یاد کرلے اور اردو سے عربی اور عربی سے اردو صیغے بنانے پر قادر ہو۔

7. قرآنِ کریم اور عربی کتب میں صیغے پہچان سکے اور ان کی تعلیل کر سکے۔

اسلوبِ تدریس:

استاذِ محترم ''صرف'' کی تدریس میں مندرجہ ذیل امور کا اہتمام کریں:

1. کتاب میں مذکور قواعد یاد کرائے جائیں نیز تعلیلات، تخفیفات، اِدغامات، تعریفات بھی یاد کرائی جائیں۔

2. صرفِ صغیر تفصیلی یاد کرانا

3. صرفِ صغیر کا نمونہ:

نَصَرَ يَنْصُرُ نَصْراً فَهُوَ نَاصِرٌ، وَنُصِرَ يُنْصَرُ نَصْراً فَذَاکَ مَنْصُوْرٌ، مَا نَصَرَ مَا نُصِرَ، لَمْ يَنْصُرْ لَمْ يُنْصَرْ، لَا يَنْصُرُ لَا يُنْصَرُ، لَنْ يَنْصُرَ لَنْ يُنْصَرَ، لَيَنْصُرَنَّ لَيُنْصَرَنَّ، لَيَنْصُرَنْ لَيُنْصَرَنْ .الأَمْرُ مِنْهُ: أُنْصُرْ، وَالنَّهْيُ عَنْهُ: لَا تَنْصُرْ، وَالظَّرْفُ مِنْهُ: مَنْصَرٌ، وَالآلَةُ مِنْهُ: مِنْصَرٌ وَمِنْصَرَةٌ وَمِنْصَارٌ، وَتَثْنِيَتُهُمَا: مَنْصَرَانِ وَمِنْصَرَانِ، وَالْجَمْعُ مِنْهُمَا: مَنَاصِرُ وَمَنَاصِيْرُ، وَأَفْعَلُ التَّفْضِيْلِ المذكَّرُ مِنْهُ: أَنْصَرُ، وَالْمُؤَنَّثُ مِنْهُ: نُصْرىٰ، وَتَثْنِيَتُهُمَا: أَنْصَرَانِ وَنُصْرَيَانِ، وَالْجَمْعُ مِنْهُمَا: أَنْصَرُوْنَ وَأَنَاصِرُ وَنُصَرٌ وَنُصْرَيَاتٌ.

4. تمام گردانیں پختگی کے ساتھ یاد کرائی جائیں، ان میں اٹکن نہ رہے۔

5. تعلیلات، تخفیفات، اِدغامات، تعریفات وغیرہ تمام چیزیں ''تعلیم الصرف'' کے اسلوب کے مطابق ہوں۔

6. بناءات مکمّل یاد کروائی جائیں، لیکن یاد کروانے میں کتاب کی عبارت بعینہٖ یاد کروانے کی بجائے ماحصل ذہن نشین کرانے کا اہتمام ہو۔

7. ہفت اقسام کی ہر قسم کے اخیر میں دیے گئے صیغوں کو حل کروایا جائے۔

8. اجراء ''تدریب الصرف'' کی مثالوں کے علاوہ قرآن پاک (بالخصوص عم پارہ) سے بھی ہو۔

9. تحریری طور پر صیغے حل کروانے کی صورت میں ان میں جاری شدہ تعلیلات مکمل لکھوانے کی ضرورت نہیں، صرف جاری ہونے والے قواعد کے نام لکھوائے جائیں، ہاں! زبانی طور پر مکمل تعلیل سننے کا اہتمام ہو۔

کتب برائے توسع فی فن الصرف:

فنِ صرف میں توسع پیدا کرنے کے لئے استاذِ محترم درج ذیل کتب اپنے مطالعہ میں رکھیں:

(۱) الممتع الكبير في التصريف: المؤلف: علی بن مؤمن أبو الحسن المعروف بابن عصفور (المتوفى:669ھ)۔(۲)"الصرف الکافی" لأيمن أمين عبد الغنی۔(۳) أبواب الصرف۔(۴) معجم مفردات الاعلال والابدال۔(۵) الصرف الواضح. شذا العرف فی فن الصرف۔

عربی ادب

کتاب کا نام: الطریقۃ العصریۃ

مقصد اور مطلوبہ استعداد

طریقہ عصریہ پڑھنے کے بعد طالبِ علم میں درج ذیل استعداد ہونی چاہیے:

1. عربی بولنے اور لکھنے کا سلیقہ پیدا ہو۔
2. نحوی وصرفی قواعد کے مطابق عربی سے اردو، اور اردو سے عربی میں ترجمہ کر سکے۔
3. مفردات کا ذخیرہ یاد ہو اور صحیح تلفظ اور لہجے میں الفاظ ادا کر سکے۔
4. روزمرہ استعمال کی چیزوں کے نام اور ان ناموں کے استعمال کا طریقہ آ جائے۔

اسلوبِ تدریس:

1. الفاظ کے صحیح تلفظ کا اہتمام کروایا جائے۔
2. سبق کی عبارت طلبہ سے پڑھوائی جائے اور اس کی خوب تصحیح کی جائے۔
3. درس گاہ میں سبق کی تشریح عربی میں کرنے کی کوشش کی جائے۔
4. سبق میں آنے والے سوالات وجوابات کا پہلے ترجمہ کیا جائے، پھر وہ جوابات طلبہ سے زبانی بھی کہلوائے جائیں۔
5. مفردات زبانی یاد کروانے کے ساتھ انہیں مختلف جملوں میں استعمال کروانے کا اہتمام ہو۔
6. ہر سبق کے "معانی الکلمات" سبق سے ایک دن پہلے طلبہ کو یاد کرنے کے لیے دیے جائیں۔

7. نیا سبق پڑھانے سے پہلے اس کے متعلق بیان کردہ قاعدہ سمجھا جائے، پھر سبق پڑھا کر اس کا ترجمہ طلبہ سے کروانے کی کوشش کی جائے۔

8. طلبہ کو مشقیں لکھنے کا پابند کیا جائے، عربی کو عربی رسم الخط میں لکھنا سکھائیں اور املاء کی غلطیاں درست کروائیں۔

9. حِواراور مکالمے کروائیں تاکہ طلبہ عربی بول چال پر قادر ہوسکیں۔

10. طلبہ کے سامنے عربی زبان کی اہمیت بیان کی جائے اور اس کا شوق پیدا کیا جائے۔

11. دورانِ سبق وائٹ/ بلیک بورڈ کا بھرپور استعمال کیا جائے۔

☆☆☆☆☆☆

اپنے علم پر فوری طور پر عمل کرنا چاہیے

’’جو علم حاصل کرتا ہے، اس کی باتوں میں اس کا اثر ظاہر ہونا چاہیے، اس کے قول وفعل، اس کے طریقہ ورَوِش پر یہ علم اثرانداز ہونا چاہیے، اس کے اندر وعجز وانکساری آنی چاہیے۔‘‘ (الزھد ص: ۱۲۵، وفضائل القرآن، ص: ٦٦)

خطیب بغدادی رحمہ اللہ امام ابراہیم حربی رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں:

’’جس شخص کو آدابِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے جس ادب کے بارے میں علم ہوجائے، اس کو چاہیے کہ اس ادب کو مضبوطی سے تھامے رکھے۔‘‘ (الجامع: ٦: ١٧١)

اسی طرح وہ ابوعیصمہ بیہقی سے نقل کرتے ہیں: فرمایا ’’میں نے ایک رات امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے ہاں گزاری، امام صاحب نے وضو کا پانی لاکر رکھ دیا، جب صبح وہ آئے پانی وہیں کے وہیں رکھا تھا، امام صاحب نے متعجب ہوکر فرمایا: سبحان اللہ! کوئی علم حاصل کرے اور صلوٰۃ اللیل سے محروم رہے۔ (یعنی یہ کیسے ہوسکتا ہے؟)

عظیم داعی محمد عوض حضرت شیخ عبدالکبیر رفاعی رحمہ اللہ کے بڑے تلامذہ میں سے ہیں۔ وہ مسجد میں چاشت کی نماز پڑھ کر سلام کے بعد فوراً کھڑے ہوئے، پیچھے سے ان کے استاذ محترم شیخ عبدالکبیر رفاعی رحمہ اللہ دیکھ رہے تھے، استاذ نے ان کو کہا کہ ’’اے شیخ محمد گویا آپ اپنے رب سے مستغنی ہوگئے ہیں!؟ شاگرد نے مشتاق ہوکر پوچھا کہا، کیوں خیر ہے؟ کہا کہ آپ نماز پڑھ کر فوراً کھڑے ہوئے اور کچھ دعا نہیں مانگی۔‘‘ پہلے اس طرح اساتذہ اپنے تلامذہ کی راہنمائی کرتے تھے، وہ کمالات کے اعلیٰ مقام حاصل کرتے تھے۔ جن کا اپنے اساتذہ کے ساتھ کوئی ربط وتعلق نہ ہو وہ کہاں علم حاصل کرسکتا ہے؟ جو استاذ کی تربیت میں آئے بغیر صرف اسناد حاصل کرتے ہیں، وہ ترقی وکمالات کے بوتک نہیں سونگھ سکتے ہیں۔

(بحوالہ: ’’معالم ارشادیہ لصناعۃ طالب علم‘‘۔ الشیخ محمد عوامہ حفظہ اللہ تعالیٰ)